ماہنامہ
اخبار احمدیہ
جرمنی
جون 2021ء
جلد نمبر 22
شمارہ نمبر 06

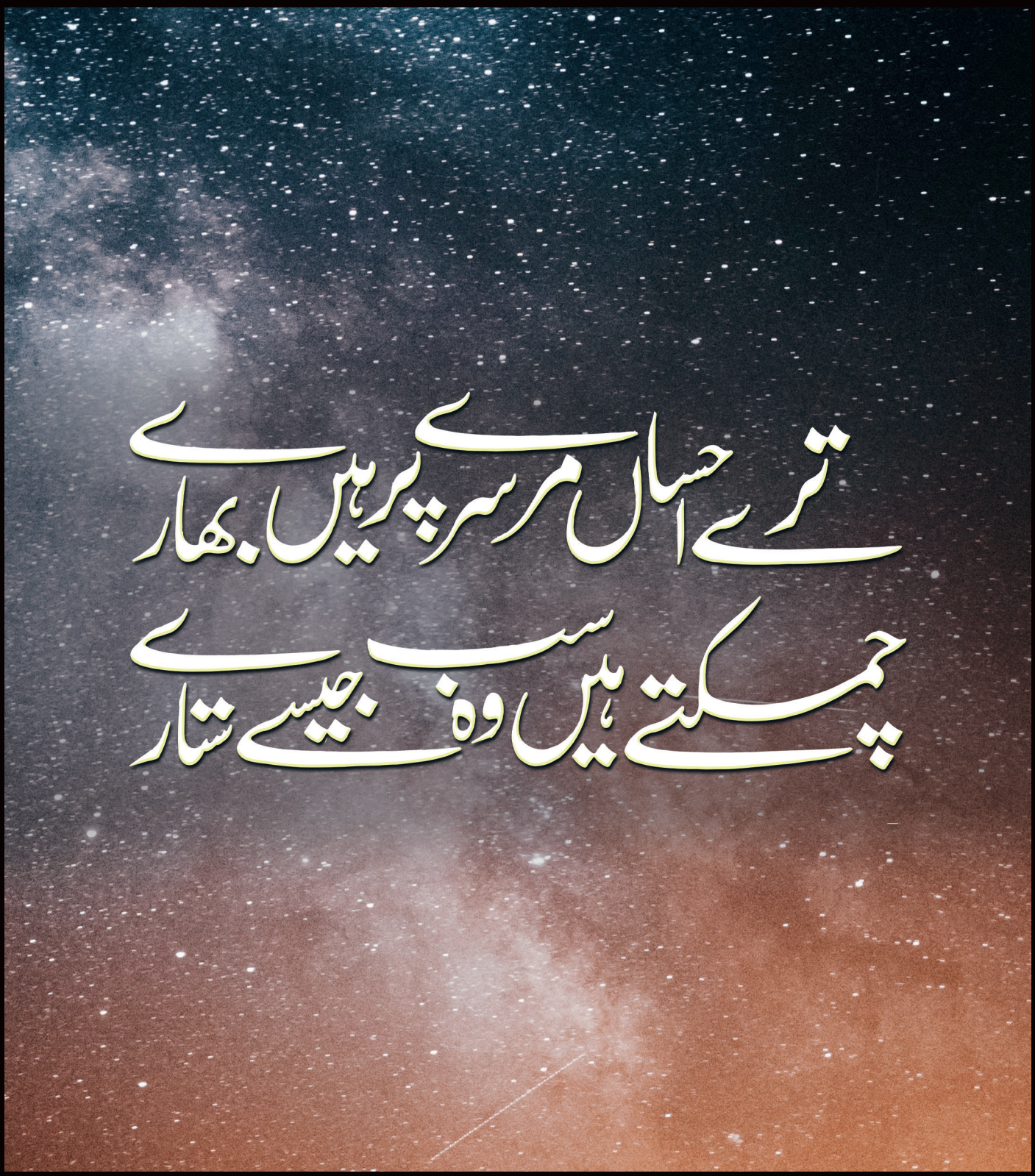

مظلوم فلسطینی مسلمانوں کے لئے
خصوصی دعاؤں کی تحریک

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 14 مئی 2021ء کو خطبۂ عید الفطر کے اختتام پر فلسطین میں جاری حالیہ کشیدگی کے پیشِ نظر مظلوم مسلمانوں کے لیے خصوصی دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

فلسطینی لوگوں کے لیے دعا کریں جن پر آج کل بہت زیادہ ظلم ہو رہے ہیں اور ان کو اپنے علاقوں میں ہی جانے سے روکا جاتا ہے، مسجد اقصیٰ میں جانے کے لیے پرمٹ کی ضرورت ہے جو دیئے نہیں جاتے اور جو نماز پڑھنے کے لیے گئے تو وہاں حکومتی اہلکاروں کی طرف سے ان کو ظلم کا نشانہ بنایا گیا، ان کو مارا گیا۔ اسی طرح ان کو 'شیخ جرّاح'، جو ان کی چھوٹی سی آبادی ہے وہاں سے نکالا جا رہا ہے۔ پولیس لوگوں پر آنسو گیس اور گولیاں برسا رہی ہے بلکہ انہوں نے ایئر سٹرائیک بھی کیے ہیں اس لیے کہ یہاں دشمن چھپے ہوئے ہیں اور ہم ان کو مار رہے ہیں لیکن حقیقت میں ظلم کیا جا رہا ہے اور عوام الناس کو مارا جا رہا ہے۔ پھر بعض رپورٹس کے مطابق اسرائیلی فوج زخمیوں کو طبی خیموں تک بھی نہیں پہنچنے دے رہی، میڈیکل ایڈ سے بھی ان کو محروم کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان مظلوموں پر رحم اور فضل فرمائے اور ظالموں کی پکڑ کرے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مزید فرمایا:

یہ عید کی خوشیاں تو ان کے لیے غموں کا پہاڑ لے کر آئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے غموں کو خوشیوں میں تبدیل کرے، ان کو سکون کی زندگی میسر ہو، ان کو لیڈرشپ بھی ایسی اچھی ملے جو اُن کی رہنمائی کرنے والی ہو۔ مسلم ممالک اکٹھے ہو کر اپنا کردار ادا کریں تو فلسطینی مسلمانوں کو اور دوسری جگہ مظلوم مسلمان ہیں، جہاں بھی ہیں ان کو ظلموں سے بچا سکتے ہیں لیکن مسلم اُمّہ بھی اکٹھی نہیں ہوتی۔ مسلم ممالک کو جو ردِّعمل دکھانا چاہیے تھا، زور سے نہیں دکھایا جا رہا، ہلکے پھلکے بیان دے دیتے ہیں حالانکہ اکٹھا، مشترکہ بیان ہوتا تو اُس میں طاقت ہوتی۔ بہرحال اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی لیڈرشپ کو بھی عقل دے اور اسرائیلیوں کو بھی عقل دے کہ وہ ظلم نہ کریں ..... پس بہت زیادہ دعا کی ضرورت ہے فلسطینیوں کے لیے، اللہ تعالیٰ ان کے حالات کو بہتر کرے اور ان کے لیے آزادی کے سامان پیدا کرے، آمین۔

(ماخوذ از الفضل انٹرنیشنل 14 مئی 2021ء آن لائن ایڈیشن)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

کِس طرح تیرا کروں اے ذُوالمِنَن شکر و سپاس

انسان جس حالت میں بھی ہو خدا تعالیٰ کے اتنے احسان اس پر ہوتے ہیں کہ ان کا شکر ادا کرنا اُس کے لیے ناممکن ہوتا ہے۔ احسان اسے کہتے ہیں کہ کسی کو اس کے حق سے زیادہ عطا کیا جائے۔ اب ذرا غور کر کے دیکھیں تو کیا انسان خدا کے آگے کسی بھی ادنیٰ سے ادنیٰ چیز کو بھی اپنا حق کہہ کر مانگ سکتا ہے؟ جبکہ قرآنِ کریم نے ہمیں خدا تعالیٰ کی یہ شناخت بتائی ہے کہ وہ محسن ہے۔ وہ اپنے بندوں کو ان کے حق سے زیادہ دیتا ہے، ان کے کاموں اور کوششوں میں ایسی برکت دینے والا ہے کہ وہ خدا اور خدا کے دین کے دشمنوں پر غالب آ جاتے ہیں۔ شرط اتنی ہے کہ وہ کوشش کریں۔ اسی طرف ان دو آیاتِ کریمہ میں اشارہ ملتا ہے۔

لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سعٰى (سورۃ النجم:40)۔ یعنی انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔ اور وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:70)۔ یعنی وہ لوگ جو ہمارے بارے میں کوشش کرتے ہیں ہم ضرور انہیں اپنی راہیں دکھا دیا کرتے ہیں۔ سو ان دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور فیض کو انسان کی محنت سے جوڑ دیا ہے۔ ہاں، اللہ تعالیٰ کسی انسان یا کسی جماعت کے لیے اس کا اجر بڑھاتا جائے، یہ قانون وہ اپنے طور پر جاری فرماتا ہے۔ انسان کی اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر کوشش اور ہر قربانی، باوجود سخت محنت کے کوئی پھل نہیں لا سکتی جب تک کہ خدا کی نگاہِ التفات اس پر نہ ہو۔ ہاں، ایسی جماعت پر اللہ تعالیٰ یقیناً پیار کی نظر رکھتا ہے جو اعمالِ صالحہ بجالانے والی مومنوں کی جماعت ہو اور جسے اس کے نتیجے میں خلافتِ حقّہ کی نعمت ملی ہو۔ ان کی ادنیٰ ادنیٰ قربانیوں میں بھی وہ بے شک ایسی برکتیں ڈالتا ہے کہ دنیا ان کی ترقیات کو دیکھ کر حیران و پریشان ہو جاتی ہے، دشمن کا ان ترقیات کو روکنے کا کوئی حیلہ اور کوئی مکر کارگر نہیں ہوتا۔ جماعتِ احمدیہ پر ہر چڑھنے والا دن اللہ تعالیٰ کی ان نصرتوں کا شاہد ہے۔ اور ہر احمدی اللہ تعالیٰ کے ان فیوض و برکات کا گواہ ہے۔ حضرت امیرالمومنین ہر سال جلسہ سالانہ کے موقع پر درمیانی روز ایک تفصیلی خطاب میں اللہ تعالیٰ کے ان بے پایاں افضال و برکات کا تذکرہ فرماتے ہیں۔ اگرچہ یہ خطاب محض ایک جھلک ہوتی ہے مگر اس سے ان برکات کی وسعت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر دنیا کے لوگ چشمِ بینا رکھتے تو انہیں بھی خدا کے یہ احسان نفوس کی صورت میں بھی اور اموال کی شکل میں بھی، زمین کی وسعتوں میں پھیلے ہوئے اور آسمان کی بلندیوں پر بھی ستاروں کی طرح چمکتے نظر آتے جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر میں بیان ہوا ہے۔

ترے احساں مرے سر پر ہیں بھارے
چمکتے ہیں وہ سب جیسے ستارے

اخبار احمدیہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ماہنامہ جرمنی

شوال/ذوالقعدہ 1442 ہجری قمری | جون 2021ء | جلد نمبر 22 | شمارہ نمبر 06 | احسان 1400 ہجری شمسی

فہرست مضامین

04	قال اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ، قال النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قال المسیح الموعود عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام
05	تبرکات: اُس یار کے لئے رہِ عشرت کو چھوڑ دو
06	نظم: ترے احساں مرے سر پر ہیں بھارے
07	اپنے اعمال پر مستقل نظر رکھتے ہوئے اپنی نسلوں کو بچانے کا ذریعہ بنیں
09	خطبہ جمعہ: اللہ کی عبادت کا حق ادا کریں اور اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کا فیض اٹھاتے رہیں
18	نظم: ساغرِ حسن تو پُر ہے کوئی مے خوار بھی ہو
19	جماعت جرمنی میں مالی قربانی کے ایمان افروز واقعات
21	مسئلہ فلسطین پر حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانؓ صاحب کی خدمات
25	تعارف کتب: عالمی بحران اور امن کی راہ
26	جماعت احمدیہ جرمنی کا مرکزی سطح پر آن لائن جلسہ یوم خلافت
27	شعبہ جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ جرمنی
30	قرار دادِ تعزیّت بر وفات محترم پروفیسر چوہدری حمید اللہ صاحب مرحوم
31	جماعت احمدیہ جرمنی کے جنرل سیکرٹریانِ کرام
34	دلچسپ سائنسی خبریں
35	مسلم دنیا میں سائنس کا عروج و زوال
38	ادبی صفحہ: بحری جہاز کے عرشہ پر ایک چاندنی رات
39	بلند ترین چوٹیوں پر لوائے احمدیت لہرانے والا عبد الوحید وڑائچ
42	رپورتاژ: یہ نغمہ فصلِ گُل و لالہ کا نہیں پابند
43	اپنی کہانی اپنی زبانی
47	بلانے والا ہے سب سے پیارا (اعلانات وفات)
48	قرار داد تعزیت بر وفات محترم ڈاکٹر سلیم احمد خلیل صاحب مرحوم

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گزشتہ شمارہ جات مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر بھی دیکھے اور پڑھے جاسکتے ہیں

https: //www.alislam.org/akhbar-e-ahmadiyya/

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

محمد انیس دیالگڑھی، مدبّر احمد خان

معاونین

سلطان احمد قمر، سید سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبد الرحمٰن مبشر، سید افتخار احمد، ریاض محمود باجوہ

ڈیزائننگ و کمپوزنگ

مرزا لطف القدوس، آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِورق

احسان اللہ ظفر

مینیجر

سید افتخار احمد

کیلیگرافی

سعید اللہ خان

پتہ

شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی

Genfer Str.11,

60437 Frankfurt am Main, Germany

Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de

Tel & Fax: +49-69 50688722

07

09

04

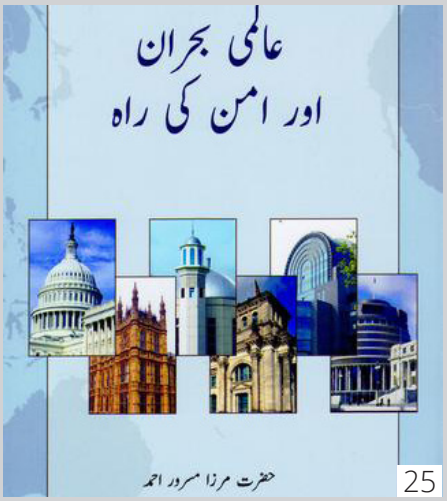

25

21

35

41

26

28

قال اللہ جل جلالہ

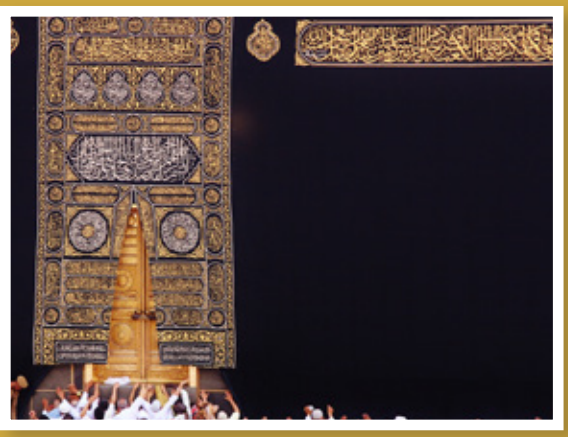

وَ مَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ فَلِاَنۡفُسِکُمۡ ؕ وَ مَا تُنۡفِقُوۡنَ اِلَّا ابۡتِغَآءَ وَجۡہِ اللّٰہِ ؕ
وَ مَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ یُّوَفَّ اِلَیۡکُمۡ وَ اَنۡتُمۡ لَا تُظۡلَمُوۡنَ

(البقرۃ:273)

اور جو بھی تم مال میں سے خرچ کرو تو وہ تمہارے اپنے ہی فائدہ میں ہے۔ جبکہ تم تو اللہ کی رضاجوئی کے سوا (کبھی) خرچ نہیں کرتے۔ اور جو بھی تم مال میں سے خرچ کرو وہ تمہیں بھرپور واپس کر دیا جائے گا اور ہرگز تم سے کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ،
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ۔ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ”قَالَ اللَّهُ أَنْفِقْ يَا ابْنَ آدَمَ أُنْفِقْ عَلَيْكَ“

(بخاری۔ کتاب النفقات)

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے آدم کے بیٹے تو خرچ کرتا رہ میں تجھ کو دیئے جاؤں گا۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

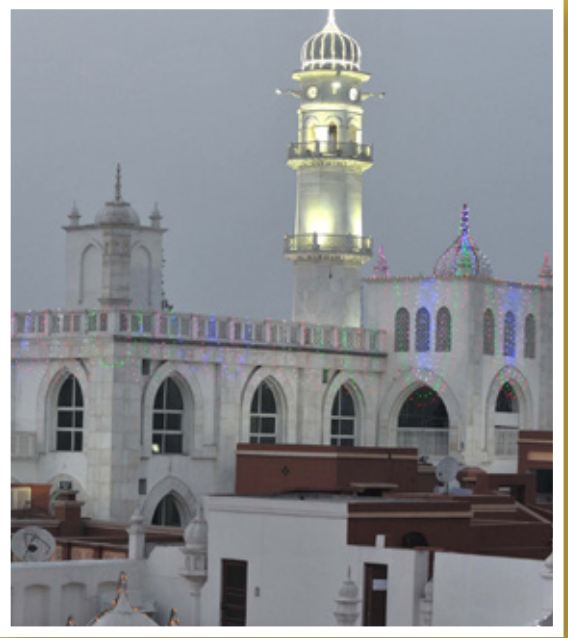

”ہر ایک شخص جو اپنے تئیں بیعت شدوں میں داخل سمجھتا ہے اُس کے لئے اب وقت ہے کہ اپنے مال سے بھی اس سلسلہ کی خدمت کرے۔ جو شخص ایک پیسہ کی حیثیت رکھتا ہے وہ سلسلہ کے مصارف کے لئے ماہ بماہ ایک پیسہ دیوے اور جو شخص ایک روپیہ ماہوار دے سکتا ہے وہ ایک روپیہ ماہوار ادا کرے..... ہر ایک شخص کا صدق اس کی خدمت سے پہچانا جاتا ہے۔ عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا چاہئے کہ زکوٰۃ دینے والا اسی جگہ اپنی زکوٰۃ ادا کرے ہر ایک شخص فضولیوں سے اپنے تئیں بچاوے اور اس راہ میں وہ روپیہ لگاوے اور بہرحال صدق دکھاوے تا فضل اور روح القدس کا انعام پاوے کیونکہ یہ انعام اُن لوگوں کے لئے تیار ہے جو اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں“۔

(کشتی نوحؑ، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 83)

اُس یار کے لئے رہِ عشق کو چھوڑ دو

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

احادیث میں جو آیا ہے کہ مسیح موعودؑ کے زمانہ میں عمریں لمبی ہو جائیں گی۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ موت کا دروازہ بالکل بند ہو جائے گا اور کوئی شخص نہیں مرے گا۔ بلکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ مالی، جانی نصرت میں اس کے مخلص احباب ہوں گے۔ اور خدمت دین میں لگے ہوئے ہوں گے۔ اُن کی عمریں دراز کر دی جائیں گی۔ اس واسطے کہ وہ لوگ نفع رساں وجود ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ (الرعد:18) یہ امر قانونِ قدرت کے موافق ہے کہ عمریں دراز کر دی جائیں گی۔ اس زمانہ کو جو دراز کیا ہے یہ بھی اس کی رحمت ہے اور اس میں کوئی خاص مصلحت ہے۔ (ملفوظات جلد 3 ص 385)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

تمہارے مالوں کے اللہ کی راہ میں خرچ ہونے سے تم ہی کو فائدہ ہو گا۔ بہت سے ہیں جو دعوے تو یہ کرتے ہیں کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کیا ہے مگر دین کے لئے کچھ مانگا جائے تو یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے پاس کچھ نہیں۔ حالانکہ دنیا کے لئے اگر خرچ کرنے کی ضرورت ہو یا محض نمود کے لئے بھی تو اس بات سے بھی پرہیز نہیں کرتے کہ قرض لے کر خرچ کر دیں بلکہ سود پر قرض لے کر بھی خرچ کر لیتے ہیں۔ وہ غور کریں کہ خدا کی راہ میں دینے کے لئے کیوں وہ ویسا جوش نہیں دکھا سکتے جو دنیا کے لئے خرچ کرنے میں دکھاتے ہیں۔ کیا اس سے ان کا دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا دعویٰ سچا ثابت ہوتا ہے یا جھوٹا۔ (ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 483)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

یہ ممکن ہے کہ ہم اپنی قربانیوں کو تیز کر کے خدا کے انعاموں کے جلدی وارث بن جائیں۔ اور ہمارے لئے یہ بھی ممکن ہے کہ ہم قربانیاں کرنے میں دیر اور سُستی سے کام لیں اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کو پیچھے کرتے جائیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہم سے مشروط ہے۔ ہم جتنی جلدی اپنی قربانیاں پیش کریں گے اللہ تعالیٰ اتنی جلدی ہی اپنا وعدہ پورا کرے گا اور ہم جتنی سستی سے کام لیں گے اتنا ہی اللہ تعالیٰ کا وعدہ پیچھے ہٹتا جائے گا۔

پس مَیں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے نفسوں میں غور کرے اور کسی فیصلے تک پہنچنے کی کوشش کرے اور اپنے دلوں کو قوی کر کے اور اپنے حوصلوں کو بلند کر کے قربانیوں کے اس رستہ کو اختیار کرے جو جلد سے جلد ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنا دے۔ (خطبات محمود جلد 27، فرمودہ 9/ اگست 1946ء بمقام ڈلہوزی)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

مال بھی اللہ کا اور جنت بھی اللہ کی اور بندہ بھی اللہ کا اور اللہ تعالیٰ بطور احسان یہ فرماتا ہے کہ میرے مال سے میری جنت خرید لو پس مَیں نے اپنے بھائیوں سے یہ کہا کہ مجھے یہ فکر نہیں کہ مال کیسے آئے گا؟ مال تو ان شاء اللہ ضرور آئے گا کیونکہ خدا کہتا ہے خرچ کرو اب ایک شخص کو خدا کہے کہ خرچ کرو اور جیبیں اس کی رکھے خالی پھر تو وہ ہندوؤں کا خدا ہو گا یا عیسائیوں کا خدا ہو گا یا ان مسلمانوں کا خدا ہو گا جو یہ کہتے ہیں کہ ایک مسلمان کو سچی خواب بھی نہیں آسکتی ہمارا وہ خدا نہیں ہمارا خدا تو قادر و توانا خدا ہے وہی اللہ جو ہمارے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی تمام طاقتوں اور صفات کے ساتھ جلوہ گر ہوا وہ ہم سے بولتا بھی ہے اور ہم دن رات اس کی قوت اور طاقت کے معجزانہ سلوک اپنے ساتھ دیکھتے بھی ہیں۔ فکر یہ ہونی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہماری سعی کو سعیٔ مشکور بنا دے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12/ جون 1970ء بمقام مسجد مبارک ربوہ، خطبات ناصر جلد 3 صفحہ 127-126)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

فراخ دلی کے ساتھ مالی قربانی کا معاملہ کرنا ایسا ہی ہے جیسے زمیندار گندم کی بوری لے کر اپنی زمین میں اس کو چھٹا دے دیتا ہے، اسے بکھیر دیتا ہے..... بظاہر اس کے دانے مٹی میں مل جاتے ہیں، ضائع ہو جاتے ہیں لیکن وہ جانتا ہے کہ یہ زمین ان سب دانوں کو واپس کرے گی بلکہ بڑھا چڑھا کر واپس کرے گی..... وہ خدا جس نے زمین میں یہ صفات پیدا کر دیں کہ وہ آپ کے بکھیرے ہوئے دانوں کو واپس کر دیتی ہے... وہ خدا جب اس کے دین کے لئے لوگ اپنے دانے اس کے حضور پیش کریں تو وہ ان کو دبا کر بیٹھ جائے اور اصل بھی واپس نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ بہت برکتیں ڈالنے والا ہے، سب رزق اسی کے پاس ہے۔ اس لئے خدا کی خاطر مالی قربانی میں کمی نہ کریں۔

(خطبات طاہر جلد 7 صفحہ 615-614)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَیْرٍ فَلِاَنْفُسِکُمْ اور جو بھی اچھا مال تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اس کا فائدہ تمہیں ہی ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ادھار نہیں رکھتا بلکہ بڑھا کر لوٹاتا ہے اس طرح جس طرح ایک کسان کھیت میں بیج ڈالتا ہے تو کوئی جاہل، کم عقل کہہ سکتا ہے کہ یہ اس نے کیا کیا کہ سارا بیج زمین میں پھینک کے ضائع کر دیا لیکن عقل مند جانتا ہے کہ یہ دانے جو زمین میں پھینکے گئے ہیں ہزاروں بلکہ لاکھوں کروڑوں دانے بھی بن کر نکل سکتے ہیں..... پس اللہ تعالیٰ کی راہ میں نیک نیتی سے خرچ کیا ہوا اور پاک مال میں سے جو خرچ کیا جاتا ہے وہ ہزاروں گنا بڑھ کر بھی مل سکتا ہے اور ملتا ہے"۔ (خطبہ جمعہ 8/ نومبر 2019ء)

تِرے احساں مرے سر پر ہیں بھارے

تجھے حمد و ثنا زیبا ہے پیارے
کہ تو نے کام سب میرے سنوارے

تِرے احساں مرے سر پر ہیں بھارے
چمکتے ہیں وہ سب جیسے ستارے

گڑھے میں تو نے سب دُشمن اُتارے
ہمارے کر دِیئے اُونچے منارے

مقابل پر مرے یہ لوگ ہارے
کہاں مرتے تھے پر تُو نے ہی مارے

شریروں پر پڑے اُن کے شرارے
نہ اُن سے رُک سکے مقصد ہمارے

اُنہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

تِری رحمت ہے ، میرے گھر کا شہتیر
مری جاں تیرے فضلوں کی پنہ گیر

حریفوں کو لگے ہر سَمت سے تیر
گرفتار آ گئے جیسے کہ نخچیر

ہوا آخر وُہی جو تیری تقدیر
بھلا چلتی ہے تیرے آگے تدبیر

خدا نے اُن کی عظمت سب اُڑا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

(درثمین۔ ’بشیر احمد شریف احمد اور مبارکہ کی آمین‘)

رمضان المبارک کے اختتام پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نصائح اور خصوصی دعاؤں کی تحریک

اپنے اعمال پر مستقل نظر رکھتے ہوئے اپنی نسلوں کو بچانے کا ذریعہ بنیں

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 7 مئی 2021ء کے خطبہ جمعہ میں سیدنا حضرت عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر کرنے کے بعد فرمایا:

’’اس وقت مختصراً میں اس طرف بھی توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ آج رمضان کا آخری جمعہ ہے۔ اس کو صرف رمضان کے آخری جمعہ کے طور پر نہ لیں بلکہ یہ جمعہ ہمارے لیے آئندہ کے لیے نئی راہیں متعین کرنے والا ہونا چاہیے۔ رمضان میں جن باتوں کی طرف توجہ ہوئی ہے اور جو نیکیاں کرنے کی توفیق ملی ہے انہیں رمضان کے بعد بھی ہمیں جاری رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے بلکہ اس میں ترقی کرنی چاہیے ورنہ رمضان میں سے گزرنا ہمارے لیے بے فائدہ ہے اگر ہم ان نیکیوں اور پاکیزہ تبدیلیوں کو قائم نہیں رکھتے اور اس میں ترقی نہیں کرتے۔ گذشتہ جمعہ کو مَیں نے درود اور استغفار کی طرف توجہ دلائی تھی وہ صرف رمضان تک ہی محدود نہ رہے کہ رمضان گزرا اور ہم دنیاوی کاموں میں اس طرح غرق ہو جائیں کہ دعاؤں اور استغفار کو بھول ہی جائیں۔ اس طرف بھی مَیں نے خاص طور پر کہا تھا کہ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے۔ فی زمانہ جب دجالی چالیں نئے نئے حربے استعمال کر رہی ہیں۔ دنیا کی چکاچوند نے اکثریت کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے۔ ہمارے نوجوان اور بچے بھی بعض اوقات اس کے زیر اثر آ جاتے ہیں۔ ایسے میں ہمیں اپنے لیے بھی بہت دعاؤں کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان شیطانی حملوں سے دجالی حملوں سے بچا کے رکھے، آمین۔

اپنے بچوں کو اپنے ساتھ چمٹا کر اپنے ساتھ لگا کر ایک ان کا خاص تعلق اپنے ساتھ پیدا کر کے انہیں خدا تعالیٰ کی ہستی اور اسلام کی خوبصورت تعلیم کے بارے میں بھی بتانے کی ضرورت ہے اور پھر مکمل یقین کروا کر، بچوں کے دلوں میں مکمل یقین پیدا کروا کر پھر انہیں خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسا چمٹائیں کہ ان کا کوئی فعل، کوئی عمل، کوئی کام، ان کی کوئی سوچ خدا تعالیٰ کی رضا کے خلاف نہ ہو، اس کی تعلیم کے خلاف نہ ہو۔ ہر دنیاوی سوچ اور فتنہ کا ان کے پاس جواب ہو، یہ نہیں کہ بعض چیزوں کے جواب نہیں آتے اور دوسروں سے وہ متاثر ہو جائیں، اور اس جواب کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو ان فتنوں سے محفوظ رکھنے والے بن سکیں۔ اور یہی ہماری نسلوں کی زندگیوں کو سنوارنے اور ان کی بقا کی ضمانت ہے اور ہر قسم کے فتنوں سے اپنی نسل کو بچانے کا یہی صحیح طریق ہے لیکن یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک ہم خود بھی ایمان اور یقین میں اپنے اعلیٰ معیار حاصل نہیں کرتے، اس معیار تک نہیں پہنچتے جو ایک مومن کا خاصہ ہونا چاہیے۔ یہ اس وقت ممکن ہو گا جب ہمارا تعلق خدا تعالیٰ سے مضبوط ہو گا۔ ہماری نمازیں، ہماری عبادتیں معیاری ہوں گی۔ ہم اپنی اس ذمہ داری کو سمجھنے والے ہوں گے کہ ہم نے کیوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی ہے۔

یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جو ہم پر عائد ہوتی ہے کہ اپنے ایمانوں کو مضبوط کرتے ہوئے، اپنے اعمال پر مستقل نظر رکھتے ہوئے اپنی نسلوں کو بچانے کا ذریعہ بنیں۔ بے حیائی اور لغویات کی انتہا جتنی آج کل ہے شاید ہی پہلے کبھی ہو۔ ہر گھر میں ٹی وی کے ذریعہ سے انٹرنیٹ کے ذریعہ سے یہ چیز پہنچی ہوئی ہے۔ پہلے تو باہر جا کے خطرہ ہوتا تھا اب تو گھروں کے اندر خطرہ ہے۔ چھپ کے بچے بیٹھ کے دیکھ رہے ہیں۔ پتہ ہی نہیں لگتا کیا کچھ دیکھ رہے ہیں۔ پس بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

جو بزرگوں کی یا ابتدائی احمدیوں کی یا ان احمدیوں کی اولادیں ہیں جنہوں نے خود بیعت کر کے سلسلہ میں شمولیت اختیار کی ہے، زمانہ کے امام کو مانا ہے اور اپنے ایمانوں کو بچانے کے لیے ہر قربانی کے لیے تیار رہے اور کرتے رہے، قربانی دی۔ انہیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہم بھی دین کو دنیا پر مقدّم رکھتے ہوئے اپنی حالتوں کی طرف نظر رکھیں گے تبھی ہم اپنے آپ کو بھی بچا سکتے ہیں اور اپنی نسلوں کو بھی بچا سکتے ہیں۔ کوئی خاندان چاہے وہ بزرگوں کا خاندان ہو یا کسی بزرگ کی جو اولاد ہے اُسے اس کا خاندان اور بزرگی یہ ضمانت نہیں دے سکتے کہ ضرور اللہ تعالیٰ انہیں نوازتا رہے گا یا ان سے راضی رہے گا۔ ہر شخص کا عمل بہرحال اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے۔ اپنے عمل ہی ہیں جو ہمیں بچائیں گے۔ کسی کی رشتہ داری، کسی کا خاندان کسی کو نہیں بچا سکتا۔ اس لیے اس کے لیے ہمیشہ بہت دعا بھی کرنی چاہیے۔ اپنی دینی کمزوریوں پر نظر بھی رکھنی چاہیے۔ اپنے بچوں اور نسلوں کی دنیا سے زیادہ دین میں ترقی کے لیے دعا کرنی چاہیے۔ دنیاوی ترقی کے لیے ہم بہت دعائیں کرتے ہیں دین کی ترقی کے لیے اُس سے زیادہ دعا کرنی چاہیے۔

اسی طرح جو خود احمدی ہوئے ہیں انہیں بھی اپنی سوچوں کو، اپنے عمل کو اس نہج پر چلانا ہو گا تبھی ہماری بھی بقا ہے اور ہماری نسلوں کی بھی بقا ہے۔ پس رمضان کے ان بقیہ ایام میں اس کے لیے بھی بہت دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ہماری نسلوں کے دین کو سلامت رکھے اور ہماری روحانی ترقی ہو۔ رمضان کے بعد بھی ہماری عبادتوں کے معیار اونچے سے اونچے ہوتے رہیں۔ ہمارا خدا تعالیٰ سے پختہ تعلق قائم ہو۔ ہم دجال کی چالوں میں آنے سے محفوظ رہیں۔ صرف دنیاوی آسائشیں ہمارا مقصود نہ ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان دینی اور دنیاوی نعماء سے نوازے جو ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بناتے ہوئے ہمیشہ اس کے آگے جھکنے والا بنائے رکھیں ہمیشہ اس کا کامل عابد بنائے رکھیں، آمین۔

اسی طرح اس بات کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آج کل جو کورونا کی وبا پھیلی ہوئی ہے جس نے تمام دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے اس سے بچنے کے لیے اور اللہ تعالیٰ کا رحم حاصل کرنے کے لیے بھی خاص طور پر بہت دعائیں کریں۔ اسی طرح خاص طور پر جن ممالک میں احمدیت کی مخالفت زوروں پر ہے اور زندگیاں ان کے لیے اجیرن کی ہوئی ہیں ان کے لیے بھی بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لیے آسانیاں پیدا فرمائے۔ پاکستان کے احمدی جو ہیں ان کو تو خاص طور پر صدقہ اور خیرات اور دعاؤں پر، ان دنوں میں بھی اور بعد میں بھی، ہمیشہ بہت زیادہ توجہ دینی چاہیے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ دعائیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی یہ جو کوششیں ہیں دشمن کے ہر حیلے اور حربے کو ناکام و نامراد کر دیں گی۔ رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ اور اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔ دعائیں جو ہیں یہ بہت پڑھیں لیکن یہ بھی یاد رکھیں کہ صرف زبانی دعائیں کام نہیں آتیں، لوگ خطوں میں پوچھ لیتے ہیں کہ مَیں کون سی دعا کروں؟ جب تک ہم اپنی نمازوں کو سنوار کے نہیں پڑھیں گے، جب تک ان کے حق نہیں ادا کریں گے منہ سے صرف ساری دعائیں کرنا کام نہیں آتا۔ نمازوں کا جس طرح اہتمام رمضان میں ہے یہ بعد میں بھی جاری رہنا چاہیے تبھی اللہ تعالیٰ کے رحم اور نصرت کو ہم حقیقی رنگ میں جذب کرنے والے بن سکتے ہیں۔

اسی طرح ہر قسم کے فتنے سے بچنے کے لیے بھی بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس رمضان میں جو بقایا چار پانچ دن رہ گئے ہیں ان میں کامیابی سے گزرنے والے ہوں اور پھر رمضان کے بعد ان نیکیوں کو جاری رکھنے والے ہوں۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ ہم اپنی دعاؤں کے دائرے کو جتنا وسیع کریں گے اتنا ہی اللہ تعالیٰ کے فضل ہم پر ہوں گے۔ اس لیے خاص طور پر ہر احمدی کو ہر احمدی کی ہر قسم کی مشکلات دور ہونے کے لیے بھی دعائیں کرتے رہنا چاہیے اس سے غیر محسوس طور پر آپس کی محبت اور بھائی چارے اور تعلق کی فضا بھی پیدا ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے حصہ تو ملے گا ہی لیکن ایک عملی فائدہ بھی ہو گا کہ زیادہ پیار و محبت پیدا ہو گا۔

عمومی طور پر مسلم اُمّہ کے لیے بھی دعا کریں۔ جس طرف یہ چل پڑی ہے اور جو زمانے کے امام کا انکار کر کے اپنی دنیا و عاقبت خراب کر رہی ہے اس سے اللہ تعالیٰ ان کو محفوظ رکھے۔ انسانیت کے لیے مجموعی طور پر دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی صحیح رستے پر چلائے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچنے کی توفیق دے۔ بہرحال ہمارا کام ہے دعائیں کرنا اور دعائیں کرنا اور دعائیں کرتے چلے جانا۔ رمضان میں بھی اور رمضان کے بعد بھی۔ سب کو اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

(الفضل انٹرنیشنل 21 تا 31/ مئی 2021ء صفحہ 10 تا 15)

اللہ کی عبادت کا حق ادا کریں

اور

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کا فیض اٹھاتے رہیں

مسجد نور فرانکفرٹ جرمنی میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک روح پرور خطبہ جمعہ

تشہّد وتعوّذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورؒ نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:

وَ سَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَ جَنَّۃٍ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ۔ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ۔

(اٰل عمران:135-134)

اور پھر فرمایا:

جماعت احمدیہ پر مختلف اَدوار ایسے آتے رہے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی آزمائشوں کا دَور ہوتا تھا اور مخالفتوں کے ایسے ایسے خطرناک زلزلوں اور ابتلاؤں میں سے جماعت گزرتی رہی کہ دشمن یہ سمجھتا تھا کہ یہ عمارت اب منہدم ہونے کو ہے چنانچہ وہ لوگ جن کے چھوٹے دل اور سطحی نظریں تھیں انہوں نے خوشیوں کے شادیانے بجانے شروع کر دیے اور یہ سمجھنے لگے کہ یہ چند دن کی بات ہے اس کے بعد دنیا میں جماعت کا کوئی نشان نہیں ملے گا۔

یہ خدا کا فضل و احسان ہے کہ ابتلاء کے ہر دَور کے بعد جماعت نے پہلے سے مختلف نظارہ دیکھا۔ دشمنوں کی جھوٹی خوشیاں پامال کی گئیں اور جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے نیا استحکام بخشا، نئی تمکنت عطا فرمائی، نئے ولولے بخشے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے احباب جماعت کے دلوں میں نئی اُمنگیں ڈالی گئیں اور وہ نئی منزلوں کی طرف پہلے سے زیادہ تیز قدموں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ یہ ایک ایسی تقدیر ہے جو ہر دَور میں اسی طرح ظاہر ہوئی ہے اور ہمیشہ اسی طرح ظاہر ہوتی رہے گی۔ کوئی نہیں جو اس خدائی تقدیر کو بدل سکے۔

1974ء کا زمانہ کوئی دُور کا زمانہ نہیں۔ آپ میں سے اکثر اس دَور سے گزر کر یہاں پہنچے ہیں۔ آپ گواہ ہیں کہ احمدیوں پر کیسے کیسے خطرناک وقت آتے رہے ہیں۔ ایسے حالات میں اگرچہ ہمارے پیارے امام کا ہمیں یہی حکم تھا کہ مسکراتے چہروں کے ساتھ ان مصائب کو برداشت کرو لیکن حقیقت یہ ہے کہ چہرے مسکراتے تھے اور دل خون ہو رہے ہوتے تھے لیکن مصائب وآلام کے اس پُرآشوب دَور میں جہاں تک دنیا کی آنکھ کا تعلق ہے وہ جماعت احمدیہ کے چہروں پر ایک کھیلتی ہوئی مسکراہٹ ہی دیکھتی رہی۔ دنیا کی کوئی طاقت احمدیوں کی مسکراہٹوں کو ان سے چھین نہ سکی۔ اور وہ مسکراہٹیں ہمارے لئے ایک ابدی رحمت اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کا نشان بن گئیں اور جس طرح پہلے بارہا جماعت ان مشکلات کے دَور سے گزر کر ترقی کی راہوں پر گامزن ہوئی تھی ایک دفعہ پھر ہم نے اللہ کے فضلوں کا نظارہ دیکھا اور اسی نے اپنی رحمت سے ڈولتے ہوئے دلوں کو سہارا دیا۔ گرتی ہوئی عمارتوں کی جگہ نئی بہتر اور زیادہ شاندار عمارتیں تعمیر کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ لٹتے ہوئے مالوں میں برکت بخشی۔ برباد ہوتی تجارتوں کو اَز سرِ نَو استحکام بخشا۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کا ہم نے ایک نیا دَور دیکھا جو پہلے دَور سے کہیں زیادہ عظیم فضلوں والا اور پہلے دور سے کہیں زیادہ طمانیت اور تسکین بخش دَور تھا۔ یہ سلسلہ خدا کے فضل سے جاری رہا ہے اور جاری رہے گا۔ اور جیسا کہ میں نے کہا ہے دنیا کا کوئی ہاتھ اس خدائی تقدیر کے لکھے کو مٹا نہیں سکتا۔

اس ضمن میں کچھ تقاضے ہم سے بھی ہیں۔ یہ وفا کے تقاضے ہیں۔ صبر کے تقاضے ہیں۔ استقلال کے ساتھ اپنے رَبّ کی راہوں پر گامزن رہنے کے تقاضے ہیں۔ اس کی ہر رضا پر راضی رہنے کے تقاضے ہیں خواہ تنگی کی صورت ہو یا آسانی کی صورت ہر حال میں رَبِّ کریم کے حضور سرِ تسلیم خَم کرنے کے تقاضے ہیں۔ اگر ہم یہ تقاضے پورے کرتے رہے اور اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرتے رہے تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کو ہمیشہ پہلے سے زیادہ شان کے ساتھ ہمارے حق میں پورا کرتا رہے گا۔ جرمنی کی جماعت اس پہلو سے خدا کا ایک زندہ نشان ہے۔

اس سفر پر روانہ ہونے سے پہلے میں نے 1974ء سے پہلے کا چندے کا ریکارڈ نکلوایا اور پھر 74ء کے بعد کے چندے کا ریکارڈ دیکھا تو یوں معلوم ہوا کہ پہلے دَور

کو بعد کے دَور سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے۔ یہ وہ ملک ہے جہاں کی جماعت احمدیہ بعض اوقات خود کفیل بھی نہیں ہوتی تھی اور جسے باہر کی جماعتوں کے ذریعہ مدد دینی پڑا کرتی تھی اور جو تھوڑا سا چندہ آہستہ آہستہ بڑھتا رہا وہ بمشکل اس مقام تک پہنچا کہ یہ جماعت اپنے پاؤں پر کھڑی ہو سکے۔ پھر وہ زلزلے آئے جن کا مَیں نے ذکر کیا۔ پھر اللہ کی راہ کے مہاجرین اپنے ملک کو چھوڑنے پر مجبور ہوئے اور اس ملک میں آ کر اللہ کے فضلوں اور رحمتوں کے سہارے پر انہوں نے پناہ لی۔ خدا تعالیٰ کی رحمتوں کا سایہ وہ اپنے ساتھ لے کر آئے تھے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ دیکھتے دیکھتے اس ملک کی جماعت احمدیہ کی کایا پلٹ گئی۔ چنانچہ یہ جماعت جو بعض دفعہ اپنے کام چلانے کے لئے دوسری جماعتوں کی مرہونِ منت ہوا کرتی تھی نہ صرف خود کفیل ہوگئی بلکہ اس نے کئی دوسری جماعتوں کے بوجھ اٹھا لئے اور آج خدا تعالیٰ کے فضل سے یورپ کی ان جماعتوں میں شمار ہوتی ہے جو اپنے بوجھ اٹھانے کے بعد باہر کی جماعتوں کے بوجھ بھی اٹھا رہی ہیں۔ چنانچہ جہاں کہیں بھی سلسلہ کو ضرورت پیش آتی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جرمنی کی جماعت کے چندہ میں سے ایک خطیر رقم اُس طرف منتقل کر دی جاتی ہے۔ پس یہ ہے وہ الٰہی نشان اور اس کے فضلوں کا وہ پہلو جس کی طرف میں آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ ہم پہلے سے زیادہ اپنے رَبّ کے شکرگزار بندے بنیں۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے مَیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جرمنی کی جماعت کے اکثر نَوجوان بڑی مشکلات میں سے گزر رہے ہیں اور گزرتے رہے ہیں۔ میرے دِل میں ان کے لئے خاص طور پر محبّت کے جذبات موجزن ہیں اس لئے کہ انہوں نے پیش آمدہ مشکلات کے باوجود خدا کے حقوق ادا کئے اور سخت مشکلات میں سے گزرتے رہنے کے باوجود حمدِ باری سے ان کے سینے معمور اور یادِ الٰہی سے ان کی زبانیں تَر رہیں اور جب کبھی خدا کی خاطر ان سے مالی قربانی کی اپیل کی گئی تو انہوں نے اس بارہ میں کسی قسم کی کنجوسی نہیں دکھائی۔ بہت سے ایسے دوست بھی ہیں جو خدا کے فضل سے موصی ہیں جو شرح کے مطابق اپنے چندے ادا کرتے ہیں۔ ان کے حالات اپنے ملک میں ایسے ہیں کہ وہ نہیں جانتے کہ واپس جا کر ان کا کیا بنے گا۔ بعض دوستوں کے حالات جرمنی میں ایسے ہیں کہ ان کا سارا مستقبل بظاہر مخدوش نظر آتا ہے لیکن جب خدا کی خاطر ان کو اپنے پاک مالوں سے جدا ہونے کی اپیل کی جاتی ہے جو انہوں نے بڑی محنت کے ساتھ پاکیزہ رزق کے طور پر کمائے ہوتے ہیں تو بڑے کھلے دل کے ساتھ وہ خدا کی راہ میں ان عزیز مالوں سے جدا ہوتے ہیں۔ وہ یہ سوچتے ہوں گے کہ ہمارا کیا بنے گا۔ مَیں ان کو بتاتا ہوں کہ ان کا وہی بنے گا جو ہمیشہ خدا کے بندوں کا بنا کرتا ہے۔ اللہ ہی ہے جو ان کا کفیل ہے۔ اللہ ہی تھا جو ان کا کفیل تھا اور اللہ ہی ہے جو آئندہ بھی ہمیشہ ان کا کفیل رہے گا۔ ان کی قربانیاں ان کے مستقبل کی ضمانتیں ہیں اور اس سے بہتر ضمانت دنیا میں اور کسی قوم کو نصیب نہیں ہوسکتی۔ وہ لوگ جو خدا کی راہ میں قربانیوں سے نہیں ڈرا کرتے اللہ خود ان کا نگہبان ہوجاتا ہے۔ وہ خود ان کا نگران بن جاتا ہے۔

جرمنی میں پریس کانفرنسز میں لوگوں کے پوچھنے پر مَیں ان کو بتاتا رہا کہ یہ انگوٹھی (جو حضور نے اس وقت پہن رکھی تھی۔ مرتب) وہ انگوٹھی ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں میں تھی۔ میں ایک گنہگار اور عاجز انسان ہوں۔ مَیں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ مقدس انگوٹھی اس گنہگار کی انگلی میں آئے گی۔ لیکن خدا کی تقدیر نے یہی ظاہر فرمایا۔ اس انگوٹھی کا پیغام وہی پیغام ہے جو مَیں آپ کو دے رہا ہوں۔

ایک وقت تھا جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے دنیوی معاملات کی کچھ بھی خبر نہیں تھی۔ کچھ پتہ نہیں تھا کہ جائیداد کیا ہے۔ کتنی ہے۔ کون قابض ہے۔ دنیا کے نظام کیسے چلتے ہیں۔ آپ اللہ کے لئے خالصۃً وقف ہو چکے تھے۔ اس وقت ایک شام آپ کو یہ الہام ہوا۔ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ (کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 193) کہ رات کو آنے والا ایک حادثہ ہے اور تمہیں کیا پتہ ہے کہ وہ حادثہ کیا ہے۔ یہ سنتے ہی آپ کی توجہ اپنے والد کی طرف منتقل ہوئی جو بہت بیمار تھے اور معاً یہ خیال گذرا کہ خدا تعالیٰ مجھے یہ اطلاع دے رہا ہے کہ آج رات تمہارے والد اس جہانِ فانی سے کُوچ کر جائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھتے ہیں کہ اُس وقت میرے دِل میں ایک وہم سا گذرا اور فکر کا ایک سایہ سا آیا کہ میرے والد ہی تو میرے کفیل تھے اور دنیا کی مجھے کچھ خبر نہیں۔ اپنے بھائیوں اور عزیزوں سے مجھے کوئی توقع نہیں۔ اب میرا کیا بنے گا۔ جب یہ خیالات آپ کے دل میں پیدا ہوئے تو معاً بڑے زور اور شدت کے ساتھ اور خاص جلال کے ساتھ یہ الہام ہوا۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ (کتاب البریہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 194) کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں؟ اس الہام کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی پر ایک زلزلہ سا طاری ہوگیا اور طبیعت شدّت کے ساتھ استغفار کی طرف مائل ہوئی۔ لیکن جوں جوں وقت گذرتا چلا گیا معلوم یہ ہوتا چلا گیا کہ یہ ایک عظیم الشان خوشخبری تھی جو ہمیشہ ہمیش کے لئے آپ کے لئے بھی تھی اور آپ کے ساتھ کے درویشوں کے لئے بھی تھی۔ ان نسلوں کے لئے بھی تھی جنہوں نے آپ کا فیض پایا اور ان نسلوں کے لئے بھی تھی جو بعد میں آنے والی تھیں۔ گویا اس الہام کے فیض سے جماعت احمدیہ ہمیشہ مستفیض ہوتی رہے گی۔ اور گویا یہ اعلان تھا کہ آج دنیا میں ایک ہی تو ہے جو میرا بندہ کہلانے کا مستحق ہے۔ ماؤں کا ایک لال ہوتا ہے تو وہ اس کو نہیں چھوڑا کرتیں پھر تمہیں کیسے یہ وہم ہوا کہ میں اپنے بندہ کو اس دنیا میں اکیلا چھوڑ دوں گا۔ اگر تجھے چھوڑ دیا تو دنیا میں اور کون ہوگا جسے میں اپنا بنا سکوں۔ چونکہ آپ بندگی کا خلاصہ تھے اور آپ وہ تھے جن سے آگے عبادت کرنے والے پیدا ہونے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرمایا۔

قبل ازیں خدا کی قدرت کا ایک زبردست نظارہ دنیا نے جنگ بدر میں دیکھا جس کی یاد آج بھی دلوں کو

ایمان سے بھر دیتی ہے۔ جنگِ بدر میں 313 صحابہؓ جن میں بوڑھے بھی تھے اور بچے بھی۔ کمزور اور نحیف بھی تھے اور نہتے بھی تھے۔ وہ سب کے سب ایسے حال میں اسلام کے دفاع کے لئے نکل کھڑے ہوئے کہ اُن کے پاس لڑنے کے سامان بھی پورے نہیں تھے بلکہ پہننے کے کپڑے بھی پورے نہیں تھے۔ نہ ان کے پاس تلوار تھی۔ کسی کے پاس محض جھنڈا تھا۔ کسی کے پاس لکڑی کی تلوار تھی۔ مگر جو بھی کچھ کسی کے پاس تھا وہ لے کر خدا کے دین کی حفاظت کے لئے میدان میں حاضر ہوگیا۔ چنانچہ ایک جنگ اس میدان میں لڑی گئی جو بدر کا میدان تھا اور ایک اس خیمہ میں لڑی جارہی تھی جہاں دراصل فتح و شکست کا فیصلہ ہونا تھا یعنی حضرت محمد ﷺ کا خیمہ۔ بے حد گریہ و زاری کے ساتھ روتے ہوئے آنحضرت ﷺ اپنے رب کے حضور یہ عرض کر رہے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنْ تُھْلِكْ ھٰذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ اَھْلِ الْاِسْلَام فَلَا تُعْبَدُ فِی الْاَرْضِ اَبَداً۔

(مسند احمد بن حنبل جلد1 حدیث نمبر 203)

کہ اے میرے اللہ! مجھے اور کچھ پروا نہیں۔ مجھے تو تیری ذات کے تقدّس کی فکر ہے۔ اگر یہ عبادت گذار بندے اس میدان میں ہلاک کر دیے گئے تو پھر تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔ یہ کوئی دھمکی کا رنگ اس لئے نہیں تھا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تو اللہ کے عشق و محبّت میں فنا ہو کر مجسم عجز و انکسار بن گئے تھے۔ یہ دراصل اظہارِ غم تھا، اظہارِ فکر تھا، بے چینی کی ایک آواز تھی، درد و کَرب میں ڈوبی ہوئی ایک چیخ تھی کہ اے میرے رب! میں نے تو ساری عمر کی محنت کے ساتھ تیرے عبادت گذار بندے تیار کئے تھے۔ اگر آج مشرکوں کے ہاتھوں یہ عبادت کرنے والے بھی ہلاک ہوگئے تو میرے بعد اور کون ہوگا جو تیرے عبادت گذار بندے پیدا کر سکے۔ مجھ سے بڑھ کر عبادت کا حق اور کون ادا کرسکتا ہے۔ میں نے خود ان کو دین سکھایا۔ ان کو عبادت کے اُسلوب بتائے۔ ان کو راتوں کو جاگنے کی لذّت بخشی۔ ان کو جاگتے ہوئے اور سوتے ہوئے اور لیٹتے ہوئے اور اٹھتے ہوئے اور بیٹھتے ہوئے ہمیشہ یادِ الٰہی میں محو رہنے کی تعلیم دی۔ پس مجھے یہ غم نہیں ہے کہ یہ لوگ مارے جائیں گے۔ مجھے تو یہ غم ہے کہ اے میرے آقا! اگر یہ لوگ مارے گئے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا۔ کون لوگ ہوں گے جو تیری عبادت کے لئے اس دنیا میں آئیں گے۔

یہ ایک ایسی دعا تھی جس نے وہیں اس خیمہ میں اس جنگ کا فیصلہ کر دیا۔ مؤرخ حیران ہوتے ہیں اور حیران ہوتے رہیں گے کہ یہ کیسے ممکن تھا کہ بدر کے میدان میں 313 بوڑھے اور بچے، کمزور اور نحیف لوگ عرب کے چوٹی کے لڑنے والوں پر فتح پاگئے۔ جب کہ آنحضرت ﷺ نے اس نظارہ کو دیکھ کر یہ فرمایا تھا کہ مکہ نے اپنے جگر گوشے اٹھا کر اس میدان میں ڈال دیے۔ (تاریخ طبری جلد2 صفحہ28) وہ ایسے چوٹی کے لڑنے والے تھے جن پر سارا عرب فخر کیا کرتا تھا۔ ان کی بہادریوں کے گیت گائے جاتے تھے۔ ان کے مقابل پر جنگِ بدر کے میدان میں مسلمانوں کے لشکر میں ایسے بھی تھے جو بوڑھے تھے۔ بعض لنگڑے تھے۔ بعض ایسے تھے جن کے پاس تن ڈھانپنے کے پورے کپڑے نہیں تھے۔ ان میں بعض شہید ہوئے تو ان کے کپڑے سے اوپر کا تن ڈھانکا جاتا تھا تو نیچے کا تن ننگا ہوجاتا تھا۔ نیچے کا ڈھانکا جاتا تو اوپر کا تن ننگا ہوجاتا تھا۔ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب فضل الفقر) لیکن خدا کے ان عبادت گذار بندوں کو جب جہاد کے لئے بلایا گیا تو محض خدا کی عبادت کی خاطر اور اس کے نام کی بلندی کے لئے وہ میدانِ جنگ میں حاضر ہوگئے۔ یہ وہ لوگ تھے جن کے لئے آنحضور ﷺ نے دعا کی تھی۔ اَللّٰھُمَّ اِنْ تُھْلِكْ ھٰذِهِ الْعِصَابَةَ فَلَا تُعْبَدُ فِی الْاَرْضِ اَبَداً۔ ان خوش قسمت لوگوں میں بعض بچے بھی تھے ایسے بچے جو شوقِ شہادت میں بڑا بننے کی کوشش کر رہے تھے اور ایڑیاں اُٹھا اُٹھا کر کھڑے ہوتے تھے تا کہ آنحضرت ﷺ ان کو ردّ نہ فرما دیں کیونکہ آنحضور ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ چھوٹی عمر کے بچوں کو واپس کر دیا جائے گا۔ میدانِ جنگ میں بالغ مردوں کی ضرورت ہے اور بالغ لوگوں پر ہی جہاد فرض ہے۔ بچوں کا کام نہیں ہے کہ وہ میدانِ جنگ میں پہنچیں۔ تاریخ بتاتی ہے کہ وہ بچے قطار میں اس طرح کھڑے تھے کہ ایڑیاں اونچی کر کے پنجوں کے بل کھڑے تھے اور گردنیں تان رکھی تھیں تا کہ قد اونچا نظر آئے۔ وہ اس لئے ایسا نہیں کر رہے تھے کہ ان کو کوئی تکبّر تھا۔ وہ اس لئے ایسا کر رہے تھے کہ خدا کی راہ میں گردنیں کاٹی جائیں اس کے سوا ان کا گردنوں کو اونچا کرنے کا اور کوئی مقصد نہیں تھا۔ آنحضرت ﷺ نے جب یہ نظارہ دیکھا تو مسکرا کر فرمایا۔ میں تمہیں جانتا ہوں۔ تم بچے ہو۔ تمہیں واپس چلے جانا چاہیے۔ ایک بچے نے دوسرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یارسولؐ اللہ! میری عمر اس سے زیادہ ہے۔ اس لئے مجھے اجازت دے دیں۔ چنانچہ اس کا شوق اور بے قراری دیکھ کر آنحضور ﷺ نے اس کو اجازت دے دی۔ دوسرا بچہ بے قرار ہو کر بولا یارسولؐ اللہ! کُشتی کروا کر دیکھ لیں۔ میں اس کو گرا لیا کرتا ہوں۔ اگر اس کا حق شامل ہونے کا ہے تو میرا حق فائق ہے۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے اس کو بھی اجازت دے دی۔ (تاریخ طبری جلد2 صفحہ61، سیرت النبی ﷺ ابن ہشام جلد 2 صفحہ 66) تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ یہی وہ دو بچے تھے جو ایک مسلمان مجاہد کے دائیں اور بائیں کھڑے تھے۔ ان کی یہ روایت ہے کہ جب میں نے اپنی دائیں اور بائیں طرف دیکھا تو میں پریشان ہوا کہ میرے دونوں بازو کمزور ہوگئے کیونکہ لڑنے والے سپاہی جانتے ہیں کہ اگر بازو مضبوط ہوں تو ان کو خدمت کا زیادہ موقع ملتا ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں ابھی میں اس فکر میں ہی تھا کہ اچانک ان کو ایک طرف سے کُہنی پڑی۔ انہوں نے مڑ کر دیکھا ان میں سے ایک بچہ یہ پوچھ رہا تھا کہ چچا! وہ ابوجہل کون ہے جو میرے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ کو گالیاں دیتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کی آواز میں ایسی بے قراری اور بے چینی تھی کہ گویا غم کا مارا ہوا وہ معصوم دِل صرف اسی دُکھ میں مبتلا تھا کہ وہ ظالم ہے کون جو محمد مصطفیٰ ﷺ کو گالیاں دیتا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں، مَیں نے تعجب سے اس کو دیکھا کہ اتنے میں بائیں طرف سے میرے کُہنی پڑی

اور دوسرے بچے نے بھی یہی سوال کیا چچا! وہ ابوجہل کون ہے جو ہمارے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ کو گالیاں دیتا ہے۔ ابھی لڑائی شروع نہیں ہوئی تھی صف بندی کی جاری تھی۔ انہوں نے میدان پر نظر ڈالی تو ابوجہل نظر آ گیا۔ اس کی طرف انگلی اٹھائی اور کہا وہ ہے وہ ظالم جو محمد مصطفیٰ ﷺ کو گالیاں دیتا ہے۔ وہ کہتے ہیں جس طرح عقاب پرندہ پر جھپٹتا ہے اس طرح وہ دونوں بچے بے قرار ہو کر دوڑے اور دیکھتے ہی دیکھتے ابوجہل کو جالیا اور وار پہ وار کر کے اس کو زخمی کر دیا۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی) میں نہیں جانتا کہ وہ بچ کر واپس آئے یا نہیں۔ زخمی ہو کر زندہ بچے یا شہید ہو گئے لیکن تاریخ اسلام گواہ ہے کہ وہ دونوں بچے وہ پہلے مجاہد تھے جنہوں نے دشمن پر تلوار اٹھائی۔ یہ تھے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھی۔ اور ان سے خدا نے جو سلوک فرمایا وہ سب دنیا پر عیاں ہے۔ تاریخ دان اسے دیکھ کر حیران وششدر رَہ جاتا ہے۔ وہ یہ سمجھ ہی نہیں سکتا کہ یہ واقعہ ہوا تو کیسے ہوا۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ یہ واقعہ ان عبادت گذار بندوں کے ذریعہ رُونما ہوا جن میں بوڑھے بھی تھے۔ اور معصوم بھی۔ جوان بھی تھے اور بچے بھی۔ وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ لیکن وہ عبادت گذار دِل رکھتے تھے اور دنیا میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ جو عبادت گذار دل ہوں اللہ تعالیٰ انہیں ضائع فرما دے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بھی یہی پیغام تھا۔ خدا نے فرمایا اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کہ اے میرے بندے! آج تو تُو ہے دنیا میں میری عبادت کا خلاصہ۔ تجھے وہم کیسے پیدا ہوا کہ میں تجھے مٹنے دوں گا۔ میں نے اپنے عبادت گذار بندوں سے تو کبھی بے وفائی نہیں کی۔

پس جرمنی کے احباب جماعت کے لئے بھی میرا یہی پیغام ہے کہ آپ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کا فیض اٹھاتے رہے ہیں، اب بھی اٹھا رہے ہیں اور ان شاء اللہ ہمیشہ اٹھاتے رہیں گے لیکن اس کے ساتھ عبادت کا بھی تو حق ادا کیجئے کیونکہ اس اَلَیْسَ اللّٰہُ کی روح عبادت میں مخفی ہے۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ میں ایک پیغام ہے کہ جب تک دنیا میں خدا کی عبادت قائم رہے گی اور جب تک اللہ سے محبّت کرنے والے دل دھڑکتے رہیں گے اللہ کے فضلوں کی ہمیشہ کے لئے ضمانت ہے اور اس ضمانت کو دنیا میں کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔

پس جہاں خدا تعالیٰ نے آپ کو مالی قربانیوں کی توفیق بخشی ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں آپ نے اپنے عزیز مال فِدا کرنے کی سعادت پائی ہے وہاں اس بات کو بھی فراموش نہ کریں۔ اگر آپ نے اس حقیقت کو فراموش کر دیا تو یہ رحمتیں اور یہ برکتیں عارضی ثابت ہوں گی۔ آپ کے ساتھ کچھ دیر چلیں گی پھر آپ کی اولادوں کے حصّہ میں نہیں آئیں گی اس لئے سب سے اہم اور بنیادی پیغام جو میں آپ کے لئے لے کر آیا ہوں وہ یہی ہے کہ خدا کی عبادت کو قائم کریں۔ ہر دل وہ عابد دل بن جائے، ہر شخص خدا کا ایسا عبادت گذار بندہ بن جائے کہ ہر ایک احمدی فرد کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خدا کے فرشتے یہ آواز بلند کر رہے ہوں کہ

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

یہی ہے ہماری زندگی کا راز۔ اسی میں جماعت احمدیہ کی اجتماعی زندگی ہے۔ اسی میں ہم سب کی انفرادی زندگی ہے۔ اس لئے عبادت کی لذّت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ ظاہری عبادت جو محض اُٹھنے اور بیٹھنے کی حد تک محدود رہنے والی عبادت ہے وہ کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ یہ تو ایک برتن ہے اس برتن کو محبّت سے بھرنا پڑے گا۔ کیونکہ خدا کی راہ میں خالی برتن قبول نہیں ہوا کرتے۔ اللہ کی راہ میں پیار اور عشق اور محبّت کا وہ دودھ قبول ہوتا ہے جو ان برتنوں کے اندر ہوتا ہے اس لئے اس کی فکر کریں۔ اپنی عبادت کا ظاہر بھی قائم کریں کیونکہ اگر ظاہر قائم نہ ہو یا مثلاً برتن نہ ہو تو دودھ کی حفاظت کا کوئی انتظام نہیں ہوتا۔ لیکن خالی برتن بھی کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اس لئے عبادت کے سلسلہ میں دو باتوں کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کروانی چاہتا ہوں۔

اوّل یہ کہ پانچ وقت نماز کی عادت ڈالیں۔ یہ مومن کی زندگی کی حفاظت کے لئے ضروری ہے۔ دوسرے یہ کہ ہر نماز کو اللہ کی محبّت کے رنگ سے بھرنے کی کوشش کریں۔ اگر ایک نماز بھی انسان کو ایسی نصیب ہو جائے جس میں اللہ تعالیٰ کا عشق موجزن ہو تو وہی نماز ہمیشہ کے لئے اس کی نجات کی ضمانت بن جایا کرتی ہے۔ چنانچہ لیلۃ القدر میں یہی راز ہے اور یہی پیغام ہے کہ بعض اوقات انسان کو ایک ایسی عبادت نصیب ہو جاتی ہے جس کے نتیجہ میں آئندہ ہمیشہ اس کی عبادت کی ضمانت مل جاتی ہے۔ انسان کو اس کی عبادت کی حفاظت کا پیغام ملتا ہے۔ اسی لئے ایسی نمازیں پڑھنے کی کوشش کریں جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے اور اس کے نتیجہ میں وہ تمہیں اپنا بنا لے۔

پس یاد رکھیں یہی وہ طاقت ہے جس کے بل بوتے پر احمدیت نے دنیا میں اسلام کو غالب کرنا ہے۔ یہی وہ ذریعہ ہے جس سے احمدیت کی گاڑی رواں دواں رہے گی۔ اگر یہ گاڑی خدانخواستہ اس طاقت سے خالی ہو گئی تو اس کی مثال تو ایسی ہو گی جیسے کوئی بہت اچھی کار ہو لیکن پٹرول مہیا نہ ہو۔ آپ لاکھ کوشش کریں اس کو دھکیلنا جان جوکھوں کا کام ہو گا۔ بعض لوگ ایسی گاڑیوں کو چھوڑ کر پیدل سفر کرنے لگتے ہیں۔ یہی حال ان مذہبی جماعتوں کا ہوا کرتا ہے جو اپنے اندر عبادت کی روح پیدا کرنے سے غافل ہو جاتی ہیں۔ پھر لوگ ان کو دھکیلتے دھکیلتے تھک جاتے ہیں یہاں تک کہ پھر ان کو چھوڑ دیتے ہیں اور اپنی اپنی گٹھڑیاں اُٹھا کر اپنی راہیں لیتے ہیں۔ مذہب کا یہی اَلمیہ ہے جو ہمیشہ دیکھنے میں آتا رہا ہے۔ پس احمدیت کی اس گاڑی کو جسے خدا کے نام پر اسلام کی سربلندی کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے خون سے سینچتے ہوئے اور اس میں اپنا خون بھر کر دنیا میں جاری فرمایا ہے، اس کو اپنے خونوں سے بھری رکھیں یعنی محبّت کے خون سے، عشق کے خون سے، اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانیوں کے خون سے۔ خدا تعالیٰ کی عبادت کے

جذبہ سے یہ گاڑی آگے چلے گی۔ پس یہ وہ بنیادی حقیقت ہے جس سے کبھی غافل نہ ہوں۔

جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے عبادت کے دو پہلو ہیں ایک ظاہری اور دوسرا باطنی۔ ظاہری پہلو بھی بہت اہم اور ضروری ہے۔ کیونکہ ظاہری پہلو کی اگر حفاظت نہ کی جائے تو محض وہ پٹرول رَہ جائے گا جو کسی گاڑی کے چلانے کے کام آسکتا ہے مگر گاڑی موجود نہیں ہوگی تو ایسا پٹرول بھی کسی کام کا نہیں۔ اس لئے دونوں باتیں ضروری ہیں اور دونوں ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں اور ایک دوسرے کے لئے لازم ہیں۔ پس ظاہر کی حفاظت بھی بہت ہی ضروری اور اہم ہے اور بنیادی حقیقت ہے۔عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ جب ظاہر کی طرف سے انسان غافل ہونا شروع ہوجائے تو رفتہ رفتہ باطنی لحاظ سے بھی انسان غافل ہونے لگ جاتا ہے۔ اس لئے ان ملکوں میں جن میں آپ بَس رہے ہیں ان میں پہلی ضرورت ظاہر کی حفاظت کی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ آپ میں سے اکثر ایسے ہیں جو نماز کے مختلف اوقات کے دوران کام میں مصروف ہوتے ہیں اور نماز پڑھنے کی یا تو وہ جگہ نہیں پاتے یا عام جگہوں پر نماز پڑھنے سے شرما جاتے ہیں یا ایسی جگہیں جہاں مسجدیں دُور دُور ہوں اور بہت کم مواقع ملیں مسجدوں میں حاضری کے لئے وہاں باجماعت نماز کا تصوّر اُڑ جاتا ہے اور آہستہ آہستہ انسان یہ سمجھنے لگ جاتا ہے کہ اکیلی نماز ہی اصل نماز ہے۔ پھر اکیلی نماز بھی پوری نہیں رہتی۔ پھر موسم کے تقاضے ایسے ہوتے ہیں کہ انسان یہ سمجھنے لگتا ہے کہ سورج کا نکلنا یا نہ نکلنا یہ تو عارضی نشانیاں ہیں۔ ہم جن ملکوں میں بَس رہے ہیں ہم اُن سے بالا ہیں۔ اس لئے جب آنکھ کھلے اس وقت نماز پڑھ لینی چاہیے۔ یہ کمزوریاں رفتہ رفتہ بڑھنے لگتی ہیں۔ پھر نمازیں جمع کرنے کی طرف رجحان ہوجاتا ہے۔ پھر نمازیں جمع کرتے کرتے نمازیں Miss بھی ہونے لگ جاتی ہیں۔

یہ سارا ایک ایسا تکلیف دہ اور پُر عذاب منظر ہے جو بعض ملکوں کا مقدّر ہے اور وہاں جب تک ایک ذہین آدمی پوری بیدار مغزی کے ساتھ ان مصائب اور تکالیف کا جو نماز کی راہ میں پیش آتی ہیں مقابلہ نہ کرے وہ پوری طرح نماز کا حق ادا نہیں کرسکتا۔ اس لئے میں خاص طور پر ان ملکوں کے احباب جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے رَبّ سے یہ عہد کریں کہ خدا کی عبادت سے غافل نہیں ہوں گے۔ یہ ان کی زندگی کا سرمایہ ہے۔ یہ ان کا زادِ راہ ہے ان کی ذات کے لئے بھی اور جماعت کی اجتماعی حیثیت کے لحاظ سے بھی۔ یہ زادِ راہ جتنا زیادہ ہوگا احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو اتنی ہی زیادہ قوت وطاقت اور شان وشوکت نصیب ہوگی۔ میں اس سلسلہ میں چند مشورے احباب جماعت کو دیتا ہوں۔

سب سے پہلے تو دوست یہ عہد کریں کہ جہاں تک ممکن ہو سوائے ان ضروریات کے جن میں اللہ تعالیٰ اجازت دیتا ہے کہ نمازیں جمع کی جائیں، نمازیں اپنے وقت پر ادا کیا کریں اور اس بات کی پروا نہ کیا کریں کہ کون آپ کو دیکھ رہا ہے اور کیا سمجھ رہا ہے۔ یہ محض جھوٹی شرمیں ہیں اور ایسی حیائیں ہیں جو دَرحقیقت بے حیائی کا رنگ رکھتی ہیں یعنی اللہ سے شرمانے کی بجائے اگر کوئی شخص انسان سے شرمانے لگ جائے تو اسی کا نام بے حیائی ہے۔ جہاں شرم کا حق ہے وہاں یہ حق ادا ہونا چاہیے۔ مَیں نے دیکھا ہے کئی عورتیں جو بے پردہ ہونے لگیں تو وہ ایسا کرتی ہیں کہ جب کوئی واقف یا محرم مرد سامنے آجائے تو اس سے پردہ کرلیتی ہیں اور جب غیروں کے سامنے جاتی ہیں تو پردہ اتار دیتی ہیں اور یہی بے حیائی ہے۔ اور عبادت میں بے حیائی یہ ہے کہ انسان دوسرے انسان سے شرمانے لگ جائے اور اللہ پر نظر نہ رکھے کہ خدا مجھے دیکھ رہا ہے اور مجھ سے کیا توقع رکھتا ہے، دنیا کے ادنیٰ آدمیوں سے جن سے میرا کچھ بھی واسطہ نہیں، نہ وہ مجھے کچھ دے سکتے ہیں اور نہ مجھ سے کچھ چھین سکتے ہیں، ان سے شرما کر میں عبادت سے غافل ہو رہا ہوں اور اپنے خالق ومالک سے بے وفائی کر رہا ہوں۔غرض یہ ہے وہ جھوٹی شرم جو اکثر غیرملکوں میں بسنے والوں کی راہ میں روک بن جایا کرتی ہے۔خود مجھے اس کا تجربہ ہے۔

انگلستان میں جب میں تعلیم حاصل کرتا تھا تو بہت سے پاکستانی جو ویسے نماز پڑھتے تھے لیکن لوگوں کے سامنے نماز پڑھنے سے وہ شرماتے تھے۔بعض احمدی بھی اس کمزوری کا شکار ہوئے چنانچہ ہم نے اُن کو سمجھایا۔ میرے ساتھ میر محمود احمد ناصر صاحب پڑھا کرتے تھے۔ یونیورسٹی میں ہمیں جب وقت ملتا تھا ہم وہاں دونوں مل کر نماز باجماعت ادا کیا کرتے تھے۔شروع میں لوگوں نے تعجب کیا ہوگا۔مگر ہمیں کوڑی کی بھی پروا نہیں ہوئی۔لیکن رفتہ رفتہ اس کا نتیجہ یہ نکلا کے بعض دفعہ پروفیسر کلاس روم یہ کہہ کر خالی کر دیا کرتے تھے کہ تمہاری نماز کا وقت ہوگیا ہے۔تم یہاں نماز پڑھ لو۔ پس اللہ تعالیٰ کی راہ میں غیروں سے شرمانا یہ بھی ایک قسم کا شرک ہے۔اس لئے اس معاملہ میں اپنے دل کو خوب کھنگالیں اور صاف کریں اور یہ عزم کریں کہ خواہ سارا جرمنی بھی آپ کی نماز پر قہقہے لگا رہا ہو آپ ایک کوڑی کی پروا بھی نہیں کریں گے۔

احباب جانتے ہیں چند سال پہلے یورپ اور امریکہ کے لئے میں اپنے ذاتی سفر پر نکلا تھا اور اپنی بچیوں کو بھی ساتھ لے کر گیا تھا۔ میں نے ان کی تربیت کی خاطر انہیں اس بات کا پابند کیا، حالانکہ عورتوں پر نماز باجماعت فرض نہیں ہے کہ وہاں میلوں میں پھیلی ہوئی سفاری پارکس یا دوسری جگہوں پر جہاں لوگ اکٹھے ہوتے ہیں۔ وہاں عین سب لوگوں کے درمیان ہم نماز باجماعت پڑھتے تھے۔آگے میں کھڑا ہوجاتا تھا۔پیچھے میری بچیاں اور کوئی احمدی دوست اگر ہوں تو وہ بھی ساتھ کھڑے ہوجاتے تھے۔نتیجہ یہ نکلتا تھا کہ لوگ ہمارے اِردگرد کھڑے ہوجاتے اور کچھ دیر تعجب سے دیکھتے اور پھر سوال کرتے تھے کہ یہ کیا ہو رہا تھا، جب ہم ان کو بتاتے تھے تو ان کی ہنسیاں غائب ہوجاتی تھیں۔ ان کے دِل میں احترام کے جذبات پیدا ہوجاتے تھے اور اس سے تبلیغ کی کئی راہیں کھل جاتی تھیں۔ کئی لوگ ہمارا پتہ پوچھتے تھے۔ چنانچہ وہ ظاہری ذِلّت جس سے انسان کے دل میں جھوٹا خوف پیدا ہوتا ہے اس طرح سب کے سامنے نمازیں پڑھنے

سے ہمیں وہ بھی نہیں پہنچی تھی۔ پہنچتی بھی تو کوئی پروا نہیں تھی لیکن اَمرِ واقعہ یہ ہے یہ خوف ہی سارا جھوٹا ہے اس کی حقیقت ہی کوئی نہیں۔

پس اللہ تعالیٰ کی عبادت سے کبھی نہیں شرمانا چاہیے۔ عبادت ہی میں انسان کی عظمت ہے۔ اس عبادت ہی میں انسان کی عزت ہے۔ اسی میں اس کا وقار ہے۔ بھلا اپنے رب کے حضور جھکنے میں شرم والی کون سی بات ہے۔ لوگ دنیا والوں کے حضور جھکتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنے دنیوی کام کے لئے چھوٹے چھوٹے اہل کاروں مثلاً پٹواریوں اور تھانیداروں کے سامنے جھک جاتے ہیں۔ بعض دفعہ ادنیٰ ادنیٰ چیزوں کے لئے لوگ اپنے دشمن کو بھی باپ بنا لیتے ہیں لیکن اَحۡکَمُ الۡحٰکِمِیۡنَ خدا کے حضور شرمانے لگ جاتے ہیں یہ انسانی کمزوری اور محض جھوٹا تصوّر ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اسی کا نام شرک ہے۔ اسی سے شرک کے مختلف پہلو آغاز پذیر ہوتے ہیں۔ مَیں نے جیسا کہ بیان کیا ہے اور ذاتی طور پر دیکھا ہے کہ عبادت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کبھی کوئی ذلت نہیں آتی بلکہ اس سے ہمیشہ انسانی وقار بڑھتا ہے۔

میں نے ایک واقعہ پہلے لکھا بھی ہے مجھے وہ لمحہ بہت پیارا لگتا ہے جو ایک مرتبہ لندن میں New Year´s Day (نیو ائیر زڈے) کے موقع پر پیش آیا یعنی اگلے دن نیا سال چڑھنے والا تھا اور عید کا سماں تھا۔ رات کے بارہ بجے سارے لوگ ٹرافلگر سکوائر میں اکٹھے ہو کر دنیا جہاں کی بے حیائیوں میں مصروف ہو جاتے ہیں کیونکہ جب رات کے بارہ بجتے ہیں تو پھر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اب کوئی تہذیبی روک نہیں۔ کوئی مذہبی روک نہیں۔ ہر قسم کی آزادی ہے۔ اس وقت اتفاق سے وہ رات مجھے یوسٹن اسٹیشن پر آئی۔ مجھے خیال آیا جیسا کہ ہر احمدی کرتا ہے اس میں میرا کوئی خاص الگ مقام نہیں تھا۔ اکثر احمدی اللہ کے فضل سے ہر سال کا نیا دن اس طرح شروع کرتے ہیں کہ رات کے بارہ بجے عبادت کرتے ہیں۔ مجھے بھی موقع ملا میں بھی وہاں کھڑا ہو گیا۔ اخبار کے کاغذ بچھائے اور دو نفل پڑھنے لگا۔

کچھ دیر کے بعد مجھے یوں محسوس ہوا کہ کوئی شخص میرے پاس آ کر کھڑا ہو گیا ہے اور پھر نماز ابھی میں نے ختم نہیں کی تھی کہ مجھے سسکیوں کی آواز آئی۔ چنانچہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ ایک بوڑھا انگریز ہے جو بچوں کی طرح بِلک بِلک کر رو رہا تھا۔ میں گھبرا گیا، میں نے کہا پتہ نہیں یہ سمجھا ہے مَیں پاگل ہو گیا ہوں اس لئے شاید بے چارہ میری ہمدردی میں رو رہا ہے۔ مَیں نے اس سے پوچھا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے تو اس نے کہا مجھے کچھ نہیں ہوا میری قوم کو کچھ ہو گیا ہے۔ ساری قوم اس وقت نئے سال کی خوشی میں بے حیائی میں مصروف ہے اور ایک آدمی ایسا ہے جو اپنے رَبّ کو یاد کر رہا ہے۔ اس چیز نے اور اس موازنے نے میرے دِل پر اِس قدر اثر کیا ہے کہ میں برداشت نہیں کر سکا۔ چنانچہ وہ بار بار کہتا تھا۔

God bless you
God bless you
God bless you
God blesss you

پس حقیقت یہ ہے کہ اگر ساری دنیا بھی مذاق اُڑائے تب بھی ایک احمدی نوجوان کو کوڑی کی پروا نہیں ہونی چاہیے۔ وہ آزاد مرد ہے۔ خدا کے سوا اس کی گردن کسی کے ہاتھ میں نہیں۔ یہی حقیقی آزادی ہے جو انسان کو ایمان کے نتیجہ میں نصیب ہوتی ہے۔ اگر وہ ان چیزوں کی کوڑی بھی پروا نہیں کرے گا تو دنیا اس کے سامنے جھکے گی۔ دنیا اس کی پہلے سے زیادہ عزّت کرے گی۔ دنیا میں ہمیشہ یہی دیکھا گیا ہے کہ خدا کی خاطر ذِلتیں قبول کرنے والے دنیا میں کبھی ذلیل نہیں کئے گئے۔ ان کی عزّتوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ اضافے ہوتے ہیں اور برکتیں ملتی ہیں۔ پس اس جھوٹے خیال کو دِل سے نکال دیں۔ یہ مشرکانہ خیال ہے۔ کسی احمدی کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ عبادت کرتے ہوئے دنیا کی طرف نگاہ رکھے اور شرمانے لگے کہ وہ مجھے کیا سمجھیں گے۔

تیسری بات وقت پر نماز پڑھنے کے متعلق ہے۔ اس بارہ میں مَیں کہہ چکا ہوں۔ چوتھی بات نماز باجماعت کے متعلق ہے اس سلسلہ میں مَیں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ لوگوں کو یہ وہم ہے کہ جب تک آٹھ دس آدمی اکٹھے نہ ہو جائیں باجماعت نماز نہیں ہو سکتی۔ آنحضرت ﷺ کو جو دین عطا ہوا وہ ایک ایسا کامل اور عظیم الشان دین ہے کہ اس کی راہ میں کسی صورت میں، کسی شکل میں کوئی مشکل بھی حائل نہیں ہوتی چنانچہ جہاں تک مسجد کی ضرورت کا تعلق ہے آپ نے یہی فرمایا کہ اگر مسجد میسر ہو تو ضرور مسجد تک پہنچو۔ یہ تمہارا فرض ہے۔ لیکن اگر مسجد مہیا نہیں تو آپؐ نے اپنی امت کو یہ عظیم الشان خوشخبری دی کہ اللہ تعالیٰ نے ساری زمین میرے لئے مسجد بنا دی ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب قول النبی ﷺ جعلت لی الارض مسجداً و طھوراً) صرف آپؐ ہی وہ نبی ہیں جن کے لئے دنیا کی ساری زمین مسجد بنا دی گئی ہے کیونکہ آپؐ ساری دنیا کے لئے نبی بن کر تشریف لائے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو یہ سہولت عطا فرمائی کہ کسی خاص عبادت گاہ کی بھی ضرورت نہیں، تیرے غلاموں کو جہاں کہیں نماز کا وقت آ جائے تو وہیں نماز پڑھ لیں، وہی جگہ ان کے لئے مسجد بن جایا کرے گی۔ پس اس سے یہ مشکل حل ہو گئی کہ مسجد تک پہنچنا ضروری ہوتا ہے اور کوئی آدمی یہ عذر نہیں کر سکتا کہ ہمارے پاس وقت نہیں ہوتا، ہم مسجد پہنچ نہیں سکتے، مجبوریاں ہیں۔

دوسرے جہاں تک ساتھیوں کا تعلق ہے۔ یہ مسئلہ بھی آنحضرت ﷺ نے ہمیشہ کے لئے حل فرما دیا۔ ایک صحابی نے جب دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ باجماعت نماز پر بہت زور دیتے ہیں تو اس نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! میں تو ایک چرواہا ہوں، ایک مزدور ہوں، لوگوں کے چند پیسوں پر بھیڑیں پالنے کے لئے اکثر زندگی جنگل میں گذارتا ہوں اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آدمی بھی موجود نہیں ہوتا۔ مَیں تو باجماعت نماز کی ادائیگی سے محروم ہو جاؤں گا۔ میرے لئے کیا حکم ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے لئے بھی کوئی مشکل نہیں۔ جب بھی نماز کا وقت آیا کرے تم اذان دے دیا کرو۔ اگر کوئی مسافر دُور سے گذرتا ہوا تمہاری آواز

کو سن لے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ڈال دے گا اور وہ آ کر تمہارے ساتھ نماز میں شامل ہوجائے گا۔ پھر فرمایا اگر کوئی مسافر بھی نہ ہو اور کوئی آواز نہ سن رہا ہو تو خدا آسمان سے فرشتے اُتارے گا جو تمہارے پیچھے نماز کے لئے کھڑے ہوجائیں گے اور اس طرح تمہاری نماز باجماعت ہوجائے گی۔ کیسا عظیم الشان نبیؐ ہے۔ کیسی عظیم الشان اُمت ہے اور ہمیشہ زندہ اور باقی رہنے والا کیسا عظیم الشان پیغام ہے۔ ہر مشکل کا حل اسلام میں موجود ہے ہر مشکل کو رحمت میں بدلنے والا نبیؐ ہمیں عطا ہوگیا۔ ہمارے لئے فکر کی کون سی بات ہے۔

پس اگر احباب جماعت اپنے آپ کو اِن ملکوں میں مجبور سمجھتے ہیں تو اکیلے بھی باجماعت نماز پڑھ لیا کریں۔ تکبیر کہا کریں اور باقاعدہ باجماعت نماز کی طرح نماز پڑھا کریں اور یقین رکھیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی زبانِ مبارک سے نکلی ہوئی بات ہرگز جھوٹی نہیں ہوسکتی۔ خدا کے فرشتے آسمان سے اُتریں گے اور وہ آپ کے پیچھے نماز پڑھا کریں گے۔ آپ متقیوں کے امام بنائے جائیں گے۔ اگر آپ نماز کا حق ادا کرنا سیکھ جائیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل خود بخود نازل ہونے لگیں گے اور اس کثرت سے نازل ہوں گے کہ ان کو سمیٹنے کے لئے آپ کا پیمانہ چھوٹا رہ جائے گا۔ خدا کے فضل آپ کے پیمانوں کے کناروں سے بہہ نکلیں گے۔

آخری بات اس سلسلہ میں مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اپنے بیوی بچوں کو بھی نماز پڑھنے کی تلقین کیا کریں۔ نماز قائم کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ انسان خود نماز پڑھتا ہے۔ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ لوگوں کو بھی نماز پڑھنے کی تلقین کرتا ہے۔ پس آپ اپنے ماحول میں روزمرہ کا یہ اسلوب بنالیں، زندگی کا یہ دستور بنالیں کہ اپنے دوستوں کو بھی تلقین کیا کریں اور اپنے بیوی بچوں کو بھی تلقین کیا کریں۔ قرآنِ کریم میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے متعلق آتا ہے۔

وَ كَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ
(مریم:56)

کہ وہ اپنے اہل وعیال کو نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ خود نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اپنے اہل کو نماز کی تلقین کیا کرو۔ فرمایا:

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا
(طٰہٰ:133)

اور اس بات پر صبر کے ساتھ قائم رہ یعنی اے رسول! اس بات سے ہرگز نہ ہٹیں، نماز باجماعت کے لئے کہتے چلے جائیں کہتے چلے جائیں۔ آخر ایک وقت ایسا آئے گا کہ تمہاری تذکیر سے اور تمہاری نصیحت سے بے نمازیوں کے دل بھی مغلوب ہوجائیں گے۔ اگر تم ان کو کہتے چلے جاؤ گے اور نہیں تھکو گے تو وہ ضرور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے پر مجبور ہوجائیں گے۔

پس احباب جماعت کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ اپنی بیویوں کو، اپنے بچوں کو اپنے ساتھیوں کو، اپنے دوستوں کو نماز باجماعت کی ہمیشہ تلقین کرتے رہیں۔ اگر یہ چیزیں آپ کریں تو پھر معاشرہ خواہ کیسا بُرا ہو، کیسا مخالفانہ ہو، اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی نمازوں کی حفاظت ہوتی رہے گی۔ ویسے بھی یہ سادہ سادہ اور چھوٹی چھوٹی سی باتیں ہیں کوئی بڑی قربانی نہیں ہے۔ بہت معمولی بات ہے لیکن فوائد کے اعتبار سے بہت بڑی بات ہے۔ اس کے نتیجہ میں نماز کے ظاہر کی حفاظت بھی ہوجائے گی۔

اس کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے اور وہ ہے اپنی نمازوں کو اللہ کے پیار سے بھرنے کا۔ جب بھی نماز ادا کیا کریں سوچ کر اور سمجھ کر نماز ادا کیا کریں۔ سورۂ فاتحہ اگر کسی کو ترجمہ کے ساتھ نہیں آتی تو ترجمہ سیکھے اور ترجمہ کے ساتھ پڑھا کرے کیونکہ یہ علم ومعرفت کا ایک لامتناہی خزانہ ہے اس میں حق وحکمت پر مشتمل ایسی دعائیں ہیں جن کا فیض کبھی ختم نہیں ہوسکتا۔ اس کی بعض آیتیں ایسی ہیں جو ہر صورتِ حال پر اِطلاق پا جاتی ہیں اور پھر کسی اور چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔

ایک دفعہ ایک غیر از جماعت دوست نے مجھ سے یہ سوال کیا کہ جماعت احمدیہ تو اس بات کی قائل ہی نہیں ہے کہ نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا کرے (اور نماز کے اندر انہوں نے سمجھا کہ عربی الفاظ کے سوا ہم کچھ بول نہیں سکتے) اس لئے آپ یہ بتائیں کہ جو لوگ نماز پڑھتے ہوں لیکن نماز کے بعد جن کو اجازت نہ ہو دعا کرنے کی تو وہ کس وقت دعا کریں اور کس طرح کریں۔ میں نے ان سے کہا اوّل تو یہ مسئلہ ہی غلط ہے کہ نماز میں اپنی زبان میں دعا نہیں ہوسکتی۔ ہم تو اس کے قائل نہیں ہیں لیکن اس کے علاوہ نماز خود ایک کامل دعا ہے ایک پہلو بھی ایسا نہیں ہے جس کی انسان کو ضرورت پڑسکتی ہو اور اس کی دعا نماز میں موجود نہ ہو۔

یہ ایک بڑا لمبا مضمون ہے۔ مَیں اس میں اس وقت داخل نہیں ہوسکتا لیکن اگر آپ غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ مرحوم والدین کے متعلق گذشتہ انبیاء کے متعلق، ساری دنیا کے نیک انسانوں کے متعلق، بنی نوع انسان کے متعلق، اپنے لئے اور اپنے بیوی بچوں کے لئے، غرض دعا کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جو نماز میں موجود نہ ہو۔ زندگی کا کوئی پہلو نہیں ہے جو نماز سے باہر رَہ گیا ہو اور جس کے لئے نماز میں دعا نہ سکھائی گئی ہو۔ اس پہلو سے جب آپ نماز پر غور کرتے ہیں تو آپ کو اسلام کی حقانیت کی ایک دلیل ہاتھ آجاتی ہے۔ یہاں بیٹھے آپ کو غیروں کے ساتھ گفتگو کرنے کا موقع ملتا ہوگا۔ اگر آپ اور دلیلیں نہیں دے سکتے تو صرف نماز ہی پیش کر دیا کریں۔ ساری دنیا کے مذاہب مل کر جو عبادت سکھاتے ہیں ان کی ساری دعائیں اکٹھی کرلی جائیں تب بھی وہ انسانی زندگی پر ایسی حاوی نہیں ہیں جیسی نماز کے اندر یہ دعائیں حاوی ہوجاتی ہیں۔

چنانچہ ایک دوست نے مجھ سے یہ سوال کیا کہ مَیں نماز میں اپنے بچوں کے لئے اپنے والدین کے لئے اور فلاں کے لئے اور فلاں کے لئے اپنی مالی مشکلات کے لئے اور اپنی فلاں باتوں کے لئے دعا کرنا چاہتا ہوں، اس کا کیا طریق ہے، میں کس طرح دعا کروں۔ میں نے اس سے کہا تم نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھتے ہو۔ اس میں ایک آیت ہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ اور ساتھ ہی اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اس کے مضمون کو آپ سمجھ لیں تو دنیا کا کوئی بھی اِمکانی پہلو

نہیں ہے جس پر یہ دعا حاوی نہ ہو لیکن اس کے مفہوم کو سمجھنا ضروری ہے۔ اس کے مفہوم کو نہ سمجھنا ایسے ہی ہے جیسے آپ ایک ایسی دولت کے مالک بن جائیں جس کے متعلق آپ کو یہ علم نہ ہو کہ میرے پاس ہے۔ یہ ایسی ہی بات ہے جس طرح بعض گھروں میں بعض خزانے دَبے ہوتے ہیں۔ اب جن مکینوں کو پتہ ہی نہ ہو کہ ہمارے پاس خزانہ دَبا ہوا ہے اُن کو اس کا کیا فائدہ۔ جیسا خزانہ ہوا ویسا نہ ہوا۔ نماز کی دعاؤں کی بھی یہی کیفیت ہے۔ نماز کی دعائیں اور خصوصاً سورۂ فاتحہ کی دعائیں ایک بہت بڑا خزانہ ہیں جن سے شعوری طور پر واقف ہونا چاہیے کہ یہ خزانہ ہے کیا۔ کس طرح اس کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔ پھر اگر آپ نماز پڑھیں گے تو آپ کی نماز کا رنگ بدل جائے گا۔ وہ بات جو مَیں کہتا ہوں کہ اپنے اندر محبّتِ الٰہی پیدا کریں وہ اس طرح نماز میں پیدا ہوگی کہ آپ نماز سے پہلے تعارف تو حاصل کریں کہ یہ کیا کہتی ہے، کیا اثر کرتی ہے، ہم سے کیا چاہتی ہے، ہمیں کس طرف لے کر جاتی ہے، کن کن مواقع پر کام آتی ہے۔ کس طرح کام آتی ہے۔ میں نے ان کو سمجھایا کہ مَیں اس وقت اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کے دو دو پہلو آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں اگر آپ ان کو سمجھ لیں تو یہی آپ کے لئے کفایت کر جائیں گے۔ اِیَّاكَ نَعْبُدُ میں ایک دعا کے رنگ میں یہ پیغام ہے کہ اے خدا! ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیری ہی عبادت کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے اندر دونوں پہلو آجاتے ہیں۔ نَعْبُدُ میں ایک مستقبل کا پہلو ہے کہ ہم تیری ہی عبادت کریں گے ہم نے فیصلہ کرلیا ہے اور کسی کی عبادت نہیں کریں گے۔ یعنی ہم یہ چاہتے ہیں کہ تیرے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ دوسرا پہلو ہے تیرے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے۔ اس کے نتیجہ میں کیا ہوتا ہے اس کے نتیجہ میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ عبادت کا حق تو ہم ادا نہیں کر سکتے۔ ہم کمزور ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ عارفانہ نکتہ بیان فرمایا ہے کہ مومن کا دماغ اس طرف چلا جاتا ہے کہ یہ نماز تو ہم سے کھڑی نہیں ہوتی۔ کئی قسم کے تفکرات اور کئی قسم کے خیالات دل کو گھیر لیتے ہیں۔ کئی اور کام ہوتے ہیں جن کے کرنے کی جلدی ہوتی ہے تو جہ اس طرح پھر جاتی ہے۔ کئی ظاہری دِلچسپیاں ہیں جو بُت بن کر سامنے کھڑی ہوجاتی ہیں۔ انسان ایک مصیبت میں مبتلا ہوجاتا ہے کہ نماز میں توجہ کیسے قائم رکھے تو معاً اس کا جواب یہ دیا اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ۔ اے ہمارے آقا! مدد بھی تو تجھ سے ہی چاہتے ہیں اور ہمیشہ تجھ سے ہی چاہیں گے۔ کسی اور کی طرف دھیان نہیں دیں گے اور مدد کے لئے نہیں پکاریں گے اس لئے اگر ہم اپنے خلوص دل کے ساتھ تیری عبادت پر قائم ہونا چاہتے ہیں۔ تو پھر اے ہمارے معبود! تو مالک اور بااختیار ہے۔ ہم تو مالک اور بااختیار نہیں۔ ہم ابھی کہہ آئے ہیں کہ تُو ہی مالک ہے تیرے سوا کوئی مالک نہیں تو پھر اے خدا ہمیں عبادت کی توفیق عطا فرما۔ مدد بھی تجھ سے ہی مانگتے ہیں۔ تو ہماری گرتی ہوئی نمازوں کو کھڑا کر دے۔ تو ہمارے ڈوبتے ہوئے دِلوں کو حوصلہ دے اور اپنی عبادت کے تقاضے پورے کرنے کی توفیق بخش۔ اِیَّاكَ نَعْبُدُ کی دعا کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ ہم نے تو اب صرف تیری عبادت کرنی ہے۔ باقی سب جھوٹے خدا ہیں، ہم نے ان کو چھوڑ دیا ہے۔ کوئی بُت باقی نہیں رہنے دیا، کسی دوسری چیز کا کوئی سہارا نہیں ڈھونڈا، اب ہم جائیں تو کہاں جائیں۔ ہم تو مشکل میں پڑے ہوئے ہیں۔ ہمیں تو مصیبتیں لاحق ہیں۔ اب تیرے سوا ہمارا کون ہے۔ ہم تجھے چھوڑ کر کہاں جائیں جب ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے سامنے جھکتے ہیں تو پھر ہماری ضرورتوں کو بھی تو ہی پورا فرما۔ اس کے لیے یہ دعا ساتھ ہی سکھادی۔ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ اب غور کریں کہ یہ دعا جب دوسری شکل اختیار کرتی ہے۔ یعنی اِیَّاكَ نَعْبُدُ کے بعد اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ میں ڈھل جاتی ہے تو زندگی کی کون سی مشکل ہے جس پر یہ دعا چسپاں نہیں ہوتی۔ کوئی بیماری لاحق ہو، کوئی مشکل درپیش ہو۔ سفر میں حضر میں کوئی مصیبت پیش آجائے۔ مثلاً چلتے چلتے موٹر خراب ہوجائے تب بھی آپ اِیَّاكَ نَعْبُدُ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کی دعا کے ذریعہ سے مسائل حل کرا سکتے ہیں۔ کوئی عزیز بیمار ہو، ایمانی کمزوری کا ڈر ہو، مالی مشکلات کا سامنا ہو، کسی کی ترقی کی راہ میں رکاوٹیں حائل ہوں، مقدمات کے مسائل دامن گیر ہوں، کئی قسم کی پریشانیاں ہیں جو ہزار رنگ میں انسان کو گھیر لیتی ہیں۔ غرض کوئی مشکل ہو یا مصیبت پیش آجائے ہر موقع پر ایک عبادت گذار کی نجات کی راہ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ میں موجود ہے۔

تاہم اس دعا کے دو پہلو ہیں اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کی دعا کا حق دار انسان تب بنتا ہے جب وہ پہلے اِیَّاكَ نَعْبُدُ کا حق ادا کرے۔ اگر یہ بات ہی جھوٹی ہو کہ ہم خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ تو پھر اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کی دعا بھی جھوٹی ثابت ہوگی۔ ان دونوں کا آپس میں ایسا گہرا واسطہ ہے اور ان میں ایک ایسا گہرا رَبط ہے اور ایسا پختہ تعلق ہے کہ ایک کی طاقت سے دوسری چیز طاقت پکڑتی ہے۔ اگر کوئی انسان عبادت واقعۃً خدا کی کرتا ہے اور کسی کی نہیں کرتا تو پھر وہ حقیقتاً غیر اللہ سے مستغنی ہوجاتا ہے۔ ایسی صورت میں پھر یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کی دعا کبھی ناکام ہوجائے۔ یہ ناممکن ہے کہ ایسے انسان کی پکار سنی نہ جائے۔ یہ وہ بندے ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ کہ ہاں میرے بندے تو میرا بندہ بن گیا۔ میں نے تجھے اپنا بندہ بنالیا۔ اب تو میری مدد مانگتا ہے۔ تو تجھے میرا یہ جواب ہے کہ کیا اللہ اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے۔ جب تو نے اپنے لئے مجھے کافی سمجھا تو میں بھی تیرے لئے کافی ہو کر بتاؤں گا۔ یہ وہ مقام ہے جس پر پہنچ کر انسان تمام قسم کے فکروں سے آزاد ہوجاتا ہے۔ تمام خوفوں سے بالا ہوجاتا ہے۔ وہ اہل اللہ بن کر خدا کے فضل کے ساتھ اور اس کی رحمت کے سایہ میں زندگی بسر کرنے لگ جاتا ہے اور انہی کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (یونس:63)

جب کچھ بندے میرے دوست بن جاتے ہیں، عبادت کے رستہ سے داخل ہوتے ہیں اور میری دوستی کی راہوں پر چلتے ہوئے مجھ تک پہنچ جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس وقت ان کو دعائیں کرنے یعنی ہر بات میں مجھے پکارنے کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔ ان کا سارا وجود اور ان کی ساری زندگی پکار بن چکی ہوتی ہے۔ فرمایا لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ کسی حالت میں بھی کبھی ان پر خوف غالب نہیں آتا کیونکہ خوف بھی ایک غیر اللہ ہے۔ کسی حالت میں غم ان پر غالب نہیں آتا کیونکہ غم بھی غیر اللہ ہے اور وہ غیر اللہ سے پاک ہو چکے ہوتے ہیں۔

پس ہر عبادت کو اللہ تعالیٰ کے لئے خاص کرنے کا یہ مفہوم ہے جو سورۂ فاتحہ ہمیں سکھاتی ہے۔ اس لئے جب سورۂ فاتحہ کو آپ غور سے پڑھیں گے تو ان سات آیات میں صرف ایک مضمون نہیں بلکہ معرفت کے لامتناہی نکتے آپ پر کھلیں گے۔ اور ایک نہ ختم ہونے والا روحانی خزانہ آپ کو مل جائے گا۔ اس لئے اسے غور سے پڑھیں۔ محبّت کے ساتھ پڑھیں۔ پیار کے ساتھ پڑھیں۔ اسی کا نام الٰہی محبّت ہے۔ اِسی کے نتیجہ میں آپ کے دِل خدا تعالیٰ کے فضل سے پاک اور صاف کئے جائیں گے۔ اسی کے نتیجہ میں آپ کو اَبدی زندگی عطا ہو گی اور جنت ملے گی جس کا ذکر ان آیات میں ہے جو مَیں نے اس خطبہ کے شروع میں پڑھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ (اٰل عمران:134)

فرماتا ہے وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اپنے رب کی طرف سے نازل ہونے والی مغفرت کی طرف ہم تمہیں بلا رہے ہیں دَوڑتے ہوئے چلے آؤ۔ اس مغفرت کے نتیجہ میں تمہیں کیا ملے گا۔ فرمایا، ایسی جنت ملے گی عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ جس کا محیط آسمانوں اور زمین کے محیط کے برابر ہے کوئی حصّہ اس سے باہر نہیں ہے۔ یہ ایک ایسی جنت ہے جو جغرافیائی قیود سے آزاد ہے تم جس جگہ رہو، جہاں جاؤ وہ جنت تمہارے ساتھ ساتھ چلے گی اور تم اس جنت کے سائے سے نکل ہی نہیں سکتے۔ یہ ہے پیغام اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کے لئے کہ دوڑے آؤ مغفرت کی طرف اور اس جنت کی طرف جس سے تم باہر نہیں جاسکتے۔

اس میں ایک مومن کے لئے کتنا عظیم الشان پیغام ہے جو بظاہر ایک ملک سے ہجرت کر کے کسی دوسرے ملک میں جاتا ہے جیسا کہ میں نے اس خطبہ کے شروع میں کہا تھا کہ آپ اپنی جنّتیں ساتھ لے کر آئے تھے۔ جب خدا کی خاطر نکالے گئے تو یہ نہیں ہوا کہ اپنی جنّتیں پیچھے چھوڑ کر آگئے ہوں بلکہ خدا کی رحمت کی جنّتیں آپ کے ساتھ چلتی ہوئی آئی ہیں اور یہ جنّت ان معنوں میں ہے کہ اس کے بعد آپ کو مشکلات پیش نہیں آئیں گی۔ اس جنّت کی تشریح خدا تعالیٰ نے خود فرما دی ہے۔ فرماتا ہے یہ جنت کیا ہے۔ یہ جنت اللہ تعالیٰ کی خاطر قربانی کی لذّتیں حاصل کرنے کی جنّت ہے اور خدا تعالیٰ کی رضا میں مزہ اٹھانے کی جنت ہے۔ ایسے لوگوں پر آزمائشیں بھی آئیں تب بھی یہ جنت ان سے کوئی چھین نہیں سکتا۔ چنانچہ فرماتا ہے:

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ (اٰل عمران:135)

یہ وہ لوگ ہیں جن پر تنگی آئے یا آسائش آئے، آسانی پیدا ہو یا مشکل پیش آجائے یہ خدا کی راہ میں خرچ کرنے پر ایسا مزہ اٹھاتے ہیں کہ پھر اس مزہ کو چھوڑتے ہی نہیں۔ دنیا میں ہر قسم کی کیفیت سے گذر جائیں گے لیکن یہ جنت ان سے کوئی نہیں چھین سکتا کیونکہ وہ اللہ کی خاطر قربانی کرتے ہیں اور اسی کی رضا کی خاطر ہر دوسری چیز کو فدا کر دیتے ہیں۔ پس ایسے لوگ مشکل آئے تب وہ خدا سے راضی اور خدا ان سے راضی۔ آرام آئے تب بھی وہ خدا سے راضی اور خدا ان سے راضی۔ جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ کے اس شعر سے ظاہر ہے جسے میں بارہا پہلے بھی دوستوں کو سنا چکا ہوں، بہت ہی پیارا شعر ہے۔ آپ اپنے رب سے عرض کرتے ہیں۔

ہو فضل تیرا یا رَبّ یا کوئی ابتلا ہو
راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہو
(کلام محمود)

اب ہم تیرے وہ بندے بن چکے ہیں اور ہمیشہ کے لئے تجھ سے وابستہ ہو چکے ہیں۔ اب تو فضل لے کر آئے تب بھی ہم تجھ سے راضی ہیں اور کوئی ابتلا اور مشکل آئے تب بھی ہم راضی ہیں۔ یہ وہ جنت ہے جس کا ذکر عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ میں کیا گیا۔ کہ وہ آسمانوں اور زمین پر محیط ہے۔ ایسے بندے اَرضِ خاکی پر رَہیں یا آسمانوں پر اُڑنے لگیں یہ جنت اب ان کا کبھی ساتھ نہیں چھوڑے گی۔ کوئی مشکل ان سے یہ جنت چھین نہیں سکے گی۔ کوئی آسانی ان سے یہ جنت چھین نہیں سکے گی۔ اس جنت کو پانے کے بعد پھر وہ ان لوگوں کو جنہوں نے ان کو دکھ دیے ہوتے ہیں یا جن کے ہاتھوں انہوں نے مصائب اٹھائے ہوتے ہیں ان کے متعلق بھی ان کی رائے بدل جاتی ہے۔ ان کے دل میں انتقام باقی نہیں رہتا اور کوئی نفرت کا جذبہ نہیں رہتا۔ فرماتا ہے۔ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ یہ اصحابِ جنت ایک عظیم الشان انقلابی کیفیت پیدا کر جاتے ہیں اور وہ کیفیت یہ ہے وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ ان کو شدید غصہ آئے تو اس کو دبانے لگ جاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں اے خدا! ہمیں تُو مل گیا ہے تو اب شکوہ کس بات کا اور غصہ کس سے۔ اگر غیر نے ہمیں مبتلائے مصیبت کیا اور اس کے نتیجہ میں ہمیں تُو مل گیا اور تیرا فضل نصیب ہو گیا تو پھر کٰظمین والی کیفیت تو ہمارے مقدر میں آگئی، اب تو ہمیں غصہ برداشت کرنا پڑے گا۔ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ جنہوں نے ان کو دکھ دیے ہوتے ہیں ان سب کو معاف کر دیتے ہیں۔ غالب کہتا ہے۔

سفینہ جب کہ کنارہ پہ آ لگا غالبؔ
خدا سے کیا ستم و جورِ نا خدا کہیے
(دیوان غالبؔ)

یہ ایک ناقص اظہار ہے اسی مضمون کا لیکن وہ ایک کامل اظہار ہے قرآنِ کریم کی آیت میں جس کی طرف مَیں آپ کی توجہ مبذول کروا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا

ہے کہ جب یہ لوگ اپنے خدا کو پالیتے ہیں اور انہیں جنتیں نصیب ہوجاتی ہیں تو مصائب واَلم کی یادیں ان کے دلوں میں تلخی پیدا نہیں کرتیں۔ ان مشکل راہوں کی یادیں جن سے گزر کر یہ میری رضا کی جنت میں داخل ہوئے ہوتے ہیں ان کو بد دعائیں دینے پر آمادہ نہیں کیا کرتیں۔ وہ دعائیں دیتے ہیں ان لوگوں کو بھی جنہوں نے ان کو دکھ پہنچائے تھے ان کے لئے بھی خیر کے سوا ان کے دل سے کچھ نہیں نکلتا۔

پس آج کا پیغام میرا یہی ہے کہ ہمارا وہ ملک جس کے دکھوں کے ستائے ہوئے آپ لوگ یہاں آئے تھے جب خدا کی رضا آپ کو حاصل ہوگئی، جب اللہ نے اپنے پیار کی جنّت آپ کو عطا کر دی تو اس کی بخشش کے لئے، اس کی ترقی کے لئے اور اس کے استحکام کے لئے دعائیں کریں۔ اس کے سوا اپنے دل میں کچھ نہ رکھیں۔ کیونکہ خدا آپ سے یہ توقع رکھتا ہے۔ کہ جب تم نے خدا کی رضا پالی، تمہیں خدا کا پیار مل گیا تو پھر اس کے بعد کسی کا شکوہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ تم ان لوگوں کو معاف کر دو، ان سے محبّت کا سلوک کرو، ان کے لئے دعائیں کرو اور دعا کرو کہ یہ محروم بھی تمہارے ساتھ مل کر الٰہی جنّتوں میں داخل ہوجائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو! اگر تم دکھ دینے والوں کو معاف کر دو گے تو میں تمہیں ضمانت دیتا ہوں وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ کہ ایسے احسان کرنے والوں سے اللہ بہت ہی محبّت کرتا ہے۔ تمہیں اللہ کی محبّت کا مقام نصیب ہوجائے گا جو رَضائے الٰہی کا بہت ہی پیارا اور آخری مقام ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں میں رہیں اور خدا کی محبّت اور پیار کی نظریں ہم پر پڑتی رہیں۔ ہم جس حال میں اور جس ملک میں رہیں رضائے باری اور محبّتِ الٰہی کی جنت ہمیں حاصل رہے اور یہ جنت ہم سے کوئی چھین نہ سکے۔

(خطبات طاہر جلد اوّل صفحہ 129-107، خطبہ جمعہ 20 اگست 1982ء۔ روزنامہ الفضل ربوہ 31 اکتوبر 1983ء)

ساغرِ حسن تو پُر ہے کوئی مَے خوار بھی ہو

ساغرِ حسن تو پُر ہے کوئی مَے خوار بھی ہو
ہے وہ بے پردہ کوئی طالبِ دیدار بھی ہو

وصل کا لطف تبھی ہے کہ رہیں ہوش بجا
دل بھی قبضہ میں رہے پہلو میں دلدار بھی ہو

رسمِ مخفی بھی رہے اُلفتِ ظاہر بھی رہے
ایک ہی وقت میں اخفا بھی ہو اظہار بھی ہو

عشق کی راہ میں دیکھے گا وہی روئے فلاح
جو کہ دیوانہ بھی ہو عاقل و ہشیار بھی ہو

اس کا در چھوڑ کے کیوں جاؤں کہاں جاؤں میں
اور دنیا میں کوئی اس کی سی سرکار بھی ہو

ہمسری مجھ سے تجھے کس طرح حاصل ہو عدو
حال پر تیرے او ناداں! نظر یار بھی ہو

بات کیسے ہو مُؤثر جو نہ ہو دل میں سوز
روشنی کیسے ہو دل مہبطِ انوار بھی ہو

یونہی بے فائدہ سر مارتے ہیں وید و طبیب
اُن کے ہاتھوں سے جو اچھا وہ آزار بھی ہو

درد کا میرے تو اے جان فقط تم ہو علاج
چارۂ کار بھی ہو محرمِ اَسرار بھی ہو

دل میں اک درد ہے پر کس سے کہوں میں جا کر
کوئی دنیا میں مرا مونس و غم خوار بھی ہو

سالکِ راہ یہی ایک ہے منہاجِ وصول
عشقِ دلدار بھی ہو صحبتِ ابرار بھی ہو

(کلام محمود صفحہ 102)

جماعت جرمنی میں مالی قربانی کے ایمان افروز واقعات

(مرتبہ: مکرم نادر ادریس صاحب، مربی سلسلہ، شعبہ مال جرمنی)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مالی قربانی کا مضمون بار بار بیان فرمایا ہے اور اس کے ساتھ اس امر کی ضمانت بھی دی ہے کہ اس کے نتیجہ میں ہمیشہ روحانی اور مادی برکات ملیں گی۔ چنانچہ اسی کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ؎

ز بذل مال در راہش کسے مفلس نمے گردد
خدا خود مے شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

ترجمہ: اس کی راہ میں مال خرچ کرنے سے کبھی کوئی غریب نہیں ہوتا، اگر بندہ ہمت کرے تو خدا تعالیٰ خود اُس کا مددگار بن جایا کرتا ہے۔

چنانچہ اس حقیقت کو واقعات کی روشنی میں دیکھتے ہیں تو اس کی سچائی روز روشن کی طرح نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔ کسی بھی دور اور کسی بھی زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی خاطر کی جانے والی مالی قربانیاں رائیگاں نہیں گئیں۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ نے ایسی قربانیاں کرنے والوں کو بے شمار اور بے حساب افضال وبرکات سے نوازا ہے۔ یہ واقعات ماضی میں بھی ہوتے رہے جب سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام کے صحابہ قربانیاں پیش کرتے رہے اور لازوال انعامات کے وارث بنتے رہے اور آج بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے بے حساب انعامات کے مورد بن رہے ہیں۔ ایسی مثالیں دنیا کے ہر علاقہ، برّاعظم اور ملک میں موجود ہیں تو ہر قوم کے لوگوں کو بھی ایسے معجزنما نشانوں سے نوازا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایسے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ اپنے خطابات وخطبات میں فرماتے رہتے ہیں۔ ذیل میں چند واقعات صرف جماعت جرمنی کے حوالہ سے پیش ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بخاری کتاب الزکوۃ باب التحریص علی الصدقۃ میں مذکور ایک روایت بیان فرمائی جس میں ذکر آتا ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ اپنی نسبتی ہمشیرہ حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ کو نصیحت فرمائی کہ اللہ کی راہ میں گن گن کر خرچ نہ کیا کرو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں گن گن کر ہی دے گا۔ اپنے روپوؤں کی تھیلی کا منہ بند کر کے نہ بیٹھ جاؤ یعنی کنجوسی اور بخل سے کام نہ لو ورنہ پھر اس کا منہ بند ہی رکھا جائے گا (یعنی اگر کوئی روپیہ اس سے نکلے گا نہیں تو اس میں آئے گا بھی نہیں۔ (اس لئے) جتنی طاقت ہے (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) دل کھول کر خرچ کرنا چاہئے۔

یہ روایت بیان فرمانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت جرمنی کے بارہ میں فرمایا:

”الحمدللہ کہ اس طرح دل کھول کر خرچ کرنے کے نظارے جماعت میں بے شمار نظر آتے ہیں۔ اب خدام الاحمدیہ کے اجتماع پر میں نے سو مساجد کی تعمیر میں سستی جو عموماً جماعت میں نظر آ رہی ہے، خدام الاحمدیہ کو صرف توجہ دلائی تھی، عمومی طور پر جماعت کو بھی میں نے یہی کہنا تھا کہ اس طرف توجہ دیں۔ تو اگلے روز ہی خدام الاحمدیہ نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال کے اپنے وعدے اور وصولی کے لئے ایک ملین یورو (Euro) کا، دوسری دنیا میں ہمارے ملکوں میں سمجھ نہیں آتی اس لئے 10 لاکھ یورو (Euro) کا وعدہ کر دیا اور پہلے جبکہ یہ وعدہ ڈھائی لاکھ یورو کا تھا۔ اور ابھی جو انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ تقریباً جو پہلا وعدہ تھا اتنی تو اب ایک ہفتے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے وصولی بھی ہو چکی ہے۔ دل کھول کر چندے دینے کے اور روپوؤں کی تھیلیوں کو کھول کر رکھنے کے یہ نظارے ہمیں جماعت میں بے انتہا نظر آتے ہیں۔ بلکہ ایک مخلص نے تو یہ بھی وعدہ کیا ہے کہ وہ زمین کی خرید سمیت ایک مسجد کا مکمل خرچ ادا کریں گے۔“

(خطبہ جمعہ 28/ مئی 2004ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا:

نیشنل سیکرٹری تحریکِ جدید جماعت جرمنی نے ایک مقروض دوست کا واقعہ لکھا ہے کہ انہوں نے تحریک جدید میں خصوصی وعدہ کر دیا اور اللہ نے اتنی آمد بڑھا دی کہ قرض بھی ادا ہوگیا اور انہیں نیا مکان خریدنے کی بھی توفیق عطا فرمائی جو ان کے لئے بظاہر ناممکن تھا اور کہتے ہیں کہ میں پینتیس سال سے جرمنی میں رَہ رہا ہوں کبھی اتنی آمد نہیں ہوئی۔ آمد بھی عطا ہوئی۔ منافع بھی عطا ہوا۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 7 نومبر 2014ء)

پھر اسی خطبہ میں آپ نے ایک اور واقعہ بیان فرمایا:

تحریکِ جدید کے سیکرٹری صاحب ایک خاتون کا لکھتے ہیں کہ میں تحریکِ جدید میں کچھ نہایت عاجزی سے پیش کرتی ہوں اور یہ ہے کہ میرا نام کسی کو نہ بتایا جائے کہ میں نے کیا دیا۔ (یہ نام ظاہر نہ کریں لیکن ان کی قربانی تو بہرحال ہے) کہ میں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتی ہوں۔ اور بہت سا زیور اور نقدی انہوں نے پیش کی۔ اور یہ کہا کہ دعا کریں کہ مجھے اپنے بیٹے کے لئے جو نیک خواہشات ہیں اللہ تعالیٰ وہ پوری کرے۔ اللہ تعالیٰ ان کی خواہشات پوری فرمائے۔ (ایضاً)

پھر ایک دوسرے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

جرمنی سے ایک دوست دفتر تحریکِ جدید میں تشریف لائے اور بتایا کہ میرا اسائلم کیس ایک ایسے جج کے پاس ہے جو کیس منظور نہیں کرتا تھا۔ تحریکِ جدید کے حوالے سے پروگرام میں ایمان افروز واقعات سنے۔ یہ سن کر میں نے ارادہ کیا کہ ایک ہزار یورو تحریکِ جدید میں ادا کروں گا۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ میرا کیس اس جج سے ایک دوسرے جج کے پاس چلا گیا اور اللہ کے فضل سے کیس منظور ہو گیا۔ اب اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا وعدہ پورا کرنے آیا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی مطلوبہ رقم جو وعدے والی رقم تھی وہ دے دی۔

(خطبہ جمعہ 6 نومبر 2020ء)

پھر ایک موقع پر جماعت جرمنی کی مجموعی قربانیوں کے ذکر میں فرمایا:

جرمنی کی یہ خاصیت رہی کہ اس جماعت کے اللہ تعالیٰ کے فضل سے 95فیصد احباب جماعت تحریکِ جدید میں شامل ہیں، ماشاءاللہ۔ (خطبہ جمعہ 7 نومبر 2003ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جرمنی کے ایک مبلغ سلسلہ مکرم فرہاد غفار صاحب کے ایک خط کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

لوکل امارت Wiesbaden کے ایک خادم نے بتایا کہ انہوں نے تحریکِ جدید میں رقم ادا کر دی تھی۔ لیکن وقفِ جدید میں کرنی تھی۔ اسی مہینہ tax department سے خط آ گیا۔ آپ کے ذمہ 800 یورو ہیں جو ادا کرنے ہیں۔ اس کے باوجود ہمت کی اور وقف جدید کا چندہ ادا کر دیا۔ کچھ دیر بعد tax dep سے خط ملا کہ ہم نے آپ کو 4.000 یورو واپس کرنے ہیں۔ اور کچھ دن بعد گاڑی کا Accident ہو گیا۔ اس کا بھی 4.700 یورو مل گیا۔ وہ بھی وقف جدید میں دیا اور اللہ کا فضل ہو گیا تھا۔

(ماخوذ از خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 8 جنوری 2021ء)

اسی طرح جرمنی کے سیکرٹری تحریکِ جدید کے حوالہ سے بیان فرمایا کہ تحریکِ جدید کے بارے میں ایک جگہ تحریک کی تو اس کی برکات سننے کے بعد ایک خاتون نے ایک ہزار یورو جو زیور خریدنے کے لئے رکھے تھے وہ ان کو پیش کر دیئے۔ جماعت جرمنی کی بہت سی لجنات نے اپنا زیور تحریکِ جدید کے لئے دے دیا۔ ایک بہن نے کمیٹی ڈالی ہوئی تھی وہ کمیٹی کی رقم ساری دے دی۔

کہتے ہیں کہ ایک جگہ میں دورے پر گیا تو ایک دوست نے ایک پرچی خاکسار کو دی۔ (ان کو جو سیکرٹری تحریکِ جدید تھے)۔ اس پر لکھا ہوا تھا بیس ہزار یورو چندہ تحریکِ جدید۔ اور اس پرچی کے نیچے لکھا ہوا تھا کہ میرا نام ظاہر نہ کیا جائے۔ کہتے ہیں جب میں دوسری جگہ گیا تو وہاں میں نے یہ مثال پیش کی کہ اس طرح بھی لوگ قربانیاں دیتے ہیں۔ میٹنگ ختم ہوئی تو وہاں بھی ایک دوست نے ایک پرچی مجھے دی جس پر لکھا ہوا تھا اکیس ہزار یورو برائے چندہ تحریکِ جدید اور نیچے یہی لکھا ہوا تھا کہ میرا نام ظاہر نہ کریں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 4 نومبر 2011ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اپنے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 28 جون 1983ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ میں تحریکِ جدید کے حوالے سے جماعت احمدیہ جرمنی کی مالی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”جہاں تک وصولی میں غیر معمولی اضافوں کا تعلق ہے۔..... جرمنی کا دوگنا ہے۔ کئی نوجوان جو جرمنی میں کام کرتے ہیں ان کی تعداد میں کمی آئی ہے کیونکہ ان میں سے بہت سے دوسرے ملکوں میں ہجرت کر گئے ہیں۔ کچھ دوستوں کو جرمن قانون کے مطابق مزید ٹھہرنے کی اجازت نہیں ملی۔ یہ جماعت پہلے بھی چندوں میں بڑی مستعد جماعت تھی اس لئے ان کا دوگنا اضافہ بھی مالی قربانی کی طرف ایک بہت بڑا قدم ہے۔

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 28 اکتوبر 1983ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے جماعت جرمنی کو قربانیوں کا اپنا یہ معیار نہ صرف قائم رکھنے بلکہ ہر لحہ اس میں ترقی کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور محض اپنے فضل سے انہیں قبول فرمائے، آمین۔

ماہ جون میں ہونے والے

بعض الہاماتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

17جون1899ء:

”رؤیا۔ حضرت اقدس کیا دیکھتے ہیں کہ آگ اور دُھواں ہے اور چنگاریاں اُڑ کر آپ کی طرف آتی ہیں مگر ضرر نہیں دیتیں۔ اس حال میں آپ یہ پڑھ رہے ہیں:

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ۔ اِنَّ رَبِّیَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ“۔

ترجمہ: اے حیّ وقیوم! مَیں تیری رحمت سے مدد چاہتا ہوں۔ یقیناً میرا ربّ آسمانوں اور زمین کا ربّ ہے۔

(تذکرہ صفحہ 279، الحکم جلد 3 نمبر 22، مؤرخہ 23 جون 1899ء صفحہ 8)

2جون 1900ء:

آج دو جون 1900ء کو بروز شنبہ بعد دوپہر دو بجے کے وقت مجھے تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ ایک ورق جو نہایت سفید تھا، دکھلایا گیا۔ اس کی آخری سطر میں لکھا تھا: ”اقبال“ مَیں خیال کرتا ہوں کہ آخر سطر میں یہ لفظ لکھنے سے انجام کی طرف اشارہ تھا۔ یعنی انجام باقبال ہے۔

پھر ساتھ ہی یہ الہام ہوا:

قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے

اس کے یہ معنے مجھے سمجھائے گئے کہ عنقریب کچھ ایسے زبردست نشان ظاہر ہو جائیں گے جس سے کافر کہنے والے جو مجھے کافر کہتے تھے، الزام میں پھنس جائیں گے اور خوب پکڑے جائیں گے اور کوئی گریز کی جگہ اُن کے لئے باقی نہیں رہے گی۔ یہ پیشگوئی ہے ہر ایک پڑھنے والا اس کو یاد رکھے۔

(تذکرہ صفحہ 293، اشتہار مشمولہ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ 26، روحانی خزائن، جلد 17 صفحہ 77)

جنرل اسمبلی میں ایڈہاک کمیٹی کے اجلاس کا ایک منظر

Credit: UN Potos

مسئلہ فلسطین پر

(تحریر: ابو نائل)

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانؓ صاحب کی خدمات

ایک بار پھر فلسطین خون خرابے کی زد میں آیا۔ ایک بار پھر دو سو سے زائد لوگوں کا خون بہا۔ سات دہائیوں سے فلسطین کا مسئلہ صرف وہاں کے لوگوں کے لئے ہی اَلمیوں کا باعث نہیں بلکہ دنیا کے امن کے لئے بھی ایک بڑا خطرہ ہے۔ اور اس صورت حال میں اس بات کی ضرورت ہے کہ آغاز سے لے کر اب تک اس مسئلہ کا جائزہ لیا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ جب یہ مسئلہ شروع ہو رہا تھا تو اس وقت کس نے اس کے بارے میں کیا کیا رائے دی تھی؟ اور کن خطرات کی نشاندہی کی تھی؟ یاد رہے کہ جب 1947ء میں اس مسئلہ پر اقوام متحدہ میں ایک سفارتی جنگ جاری تھی، اس وقت عالمی شہرت رکھنے والے مایہ ناز ماہر قانون حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خانؓ صاحب پاکستان کے نمائندے کے طور پر شریک ہو رہے تھے۔ آپؓ نے اس عالمی ادارہ میں فلسطین کی جنگ بڑی کامیابی، جرأت اور بہادری کے ساتھ لڑی تھی۔ جسے دیکھ کر اپنے اور غیر سبھی آپ کی سفارت کاری پر رطب اللسان تھے۔

تمام تفصیلات کو چھوڑتے ہوئے ہم اس مرحلہ کا ذکر کرتے ہیں جب فلسطین کے علاقہ پر برطانیہ کا مینڈیٹ ختم ہو رہا تھا۔ اس وقت عربوں کا مطالبہ تھا کہ فلسطین میں ہماری اکثریت ہے جس طرح باقی ممالک متحدہ صورت میں آزاد ہوئے ہیں اسی طرح فلسطین کو بھی آزاد ہونا چاہیے۔ اور دوسری طرف صیہونی تنظیم کا یہ مطالبہ تھا کہ فلسطین مختلف ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا جائے اور یہ ٹکڑے غیر متصل بھی تھے۔ جن ٹکڑوں میں یہودیوں کی اکثریت ہے ان کو ملا کر اسرائیل کا ملک بنا دیا جائے اور جن ٹکڑوں میں عربوں کی اکثریت ہے انہیں ملا کر فلسطین کی ریاست بنا دی جائے۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک نامعقول تجویز تھی۔ اور کسی بھی اعتبار سے اس بات کو صحیح نہیں سمجھا جاسکتا ہے کہ پہلے ایک ملک پر زبردستی قبضہ کر کے باہر سے لوگوں کو وہاں لا کر آباد کرو اور پھر اس ملک کے ایک حصہ کو کاٹ کر ان نئے آبادکاروں کو عطا کر دو۔

ایڈہاک کمیٹی کا قیام

فلسطین کی تقسیم کا مسئلہ نئی قائم ہونے والی اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پیش ہوا۔ جس نے ستمبر 1947ء میں اس معاملے کو حل کرنے کے لئے ایک کمیٹی قائم کر دی۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ فلسطین کے مستقبل کے بارے میں دو مختلف قسم کی تجاویز سامنے آ رہی تھیں۔ ظاہر ہے کہ امریکہ اور اس کے اتحادی تو صیہونی تنظیم کے زیر اثر اس تجویز کی حمایت کر رہے تھے کہ فلسطین کو تقسیم کر دیا جائے۔ اور حیرت کی بات تھی کہ سوویت یونین بھی صیہونی تنظیم کی تجویز کی حمایت کر رہا تھا۔ جب یہ فیصلہ ہوا کہ یہ مسئلہ جنرل اسمبلی کے ایجنڈے میں شامل ہو اور اس پر کمیٹی قائم کی جائے، اس وقت ابھی نہ پاکستان بنا تھا اور نہ ہندوستان آزاد ہوا تھا۔ یہ فیصلہ 29 اپریل 1947ء کو ہوا۔ اور اس اجلاس میں ہندوستان کی نمائندگی مسٹر آصف علی کر رہے تھے۔ اس وقت فلسطین برطانیہ کے زیر انتظام تھا اور یہ تجویز بھی برطانیہ کی طرف سے پیش کی

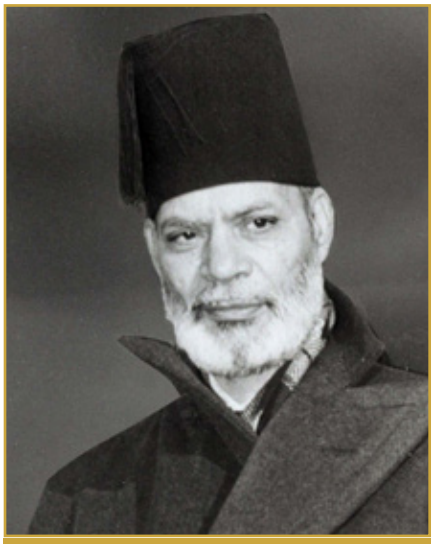

حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خانؓ صاحب

گئی تھی۔ اور مسٹر آصف علی نے کہا کہ برطانوی حکومت کا نمائندہ یہ بیان دے چکا ہے کہ ہم ابھی یہ کہنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں کہ برطانیہ جنرل اسمبلی کی تجاویز کو قبول کرے گا یا نہیں۔ اس پر برطانوی نمائندے نے یہ وضاحت پیش کی کہ اصل میں یہ بیان دیا گیا تھا کہ ہز میجسٹی کسی ایسی پالیسی پر عمل درآمد نہیں کرے گی جس کو وہ منظور نہ کرتی ہو۔ ظاہر ہے کہ دونوں باتوں کا مطلب ایک ہی تھا۔

پاکستان ابھی نیا نیا آزاد ہوا تھا۔ اور ابھی حضرت چودھری محمد ظفراللہ خانؓ صاحب کو پاکستان کا وزیرِ خارجہ بھی مقرر نہیں کیا گیا تھا تاہم قائد اعظم محمد علی جناح نے آپؓ کو اقوام متحدہ میں پاکستان کے نمائندے کی حیثیت سے بھجوایا۔ اس وقت اقوام متحدہ میں پاکستان کی کیا حیثیت تھی؟ اس کے متعلق آپ تحدیثِ نعمت میں تحریر فرماتے ہیں:

”جب پاکستان کی طرف سے مَیں نے پہلی بار تقریر شروع کی تو عرب نمائندگان کو کچھ اندازہ نہیں تھا کہ میری تقریر کا رخ کس طرف ہو گا۔ پاکستان ایک دو دن قبل ہی اقوام متحدہ کا رکن منتخب ہوا تھا۔ عرب ممالک کے مندوبین ہمیں خاطر میں ہی نہیں لاتے تھے اور ہماری طرف سے بالکل بے نیاز تھے۔ میری تقریر کا پہلا حصہ تو تاریخی اور واقعاتی تھا جس کے بعض حصوں سے بعض عرب مندوبین بھی ناواقف تھے۔ جب میں نے تقسیم کے منصوبے کا تجزیہ شروع کیا اور اس کے ہر حصہ کی ناانصافی کی وضاحت شروع کی تو عرب نمائندگان نے توجہ سے سننا شروع کیا۔ تقریر کے اختتام پر ان کے چہرے خوشی اور اطمینان سے چمک رہے تھے۔ اس کے بعد اس معاملے میں عرب مؤقف کا دفاع زیادہ تر پاکستان کا فرض قرار دے دیا گیا۔“ (تحدیث نعمت مصنفہ حضرت چودھری محمد ظفراللہ خانؓ صاحب ص 533 اور 534)

فلسطین کے لئے قائم کی گئی ایڈہاک کمیٹی میں سب سے پہلے حضرت چودھری محمد ظفراللہ خانؓ صاحب نے 7/اکتوبر 1947ء کو پاکستان کا مؤقف پیش کیا تھا۔ اقوام متحدہ کے پریس ریلیز کے مطابق پاکستان کے نمائندے نے کہا کہ تاریخی حقائق عرب مؤقف کی تائید کرتے ہیں۔ بالفر اعلامیہ میں Jewish National Home کا ذکر ہے اس سے یہودیوں کے لئے علیحدہ ریاست مراد نہیں لی جا سکتی۔ اور کہا کہ فلسطین کو آزاد کر کے اس میں جمہوری حکومت قائم کرنی چاہیے۔

سب کمیٹیوں کا قیام

بہرحال مختلف آراء کو سننے کے بعد 21 اکتوبر 1947ء کو ایڈہاک کمیٹی کے صدر نے تین سب کمیٹیاں قائم کر دیں۔ پہلی سب کمیٹی کا کام یہ تھا کہ وہ دونوں گروہوں میں مفاہمت کے لئے کوشش کرے (بعد میں یہ کام ایڈہاک کمیٹی کے صدر، نائب صدر اور Rapportuer کے سپرد کر دیا گیا)۔ دوسری سب کمیٹی امریکہ اور صیہونی تنظیم کے دوسرے حمایتی ممالک پر مشتمل تھی۔ اس کا کام یہ تھا کہ ان کے نقطہ نظر کے مطابق تجاویز تیار کرے۔ اور تیسری سب کمیٹی میں زیادہ تر عرب ممالک شامل تھے۔ اور اس کے سپرد یہ کام تھا کہ ان کے نقطہ نظر کے مطابق تجاویز تیار کرے۔ اس وقت امریکہ اور سوویت یونین یعنی دونوں بڑی طاقتیں صیہونی تنظیم کی تجویز یعنی فلسطین کی یہودیوں اور عرب ریاستوں میں تقسیم کی حمایت کر رہی تھیں۔ اور وہ اس کمیٹی میں شامل تھیں جس کے سپرد یہ کام تھا کہ وہ صیہونی تنظیم کے مؤقف کے مطابق تفصیلی تجاویز تیار کرے۔ چونکہ بڑی طاقتیں اس تجویز کی حمایت کر رہی تھیں اس لئے ایڈہاک کمیٹی کے اکثر ممبران بھی اس تجویز کی حمایت کر رہے تھے۔ کسی تجویز کو منظور ہونے کے لئے ایڈہاک کمیٹی میں سادہ اکثریت درکار تھی۔ لیکن جب یہی تجویز منظوری کے لئے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پیش ہونی تھی تو اس کو منظوری کے لئے دو تہائی اکثریت حاصل ہونا ضروری تھا۔ اس دو تہائی کے حصول میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو مشکلات پیش آ سکتی تھیں۔

اس سب کمیٹی میں جو عربوں کا مؤقف تیار کر رہے تھے کولمبیا، افغانستان، عراق، مصر، لبنان، پاکستان، سعودی عرب، شام اور یمن شامل تھے جبکہ برطانیہ بطور مبصر شامل تھا۔ 23 اکتوبر کو ’کولمبیا‘ کے مندوب Gonzalez Fernandez کو اس سب کمیٹی کا صدر منتخب کیا گیا اور انہوں نے کہا کہ وہ ایڈہاک کمیٹی کے صدر سے درخواست کریں گے کہ عرب ممالک کی جگہ ایک اور غیر مسلم ملک کو اس سب کمیٹی میں شامل کیا جائے۔ عراقی مندوب جمالی صاحب کی تجویز پر پاکستان کے نمائندے چودھری محمد ظفراللہ خانؓ صاحب کو اس سب کمیٹی کا Rapporteur مقرر کیا گیا۔ اور پاکستان، شام اور سعودی عرب کے سپرد یہ کام ہوا کہ وہ اس بات کا قانونی جائزہ لیں کہ کیا اقوام متحدہ کے قوانین کی رو سے اقوام متحدہ کو اس قسم کا فیصلہ کرنے کا اختیار ہے بھی کہ نہیں۔ اور اس سوال کو بین الاقوامی عدالت انصاف کی طرف بھجوایا جائے۔

28 اکتوبر کو عرب مؤقف کی سب کمیٹی کو ایک دھچکا پہنچا جب کولمبیا کے مندوب نے سب کمیٹی کی صدارت اور ممبرشپ سے اِستعفا دے دیا۔ اس کے بعد حضرت چودھری محمد ظفراللہ خانؓ صاحب کو اس کمیٹی کا صدر منتخب کرلیا گیا۔ اس کمیٹی کے کئی اجلاسات ہوئے اور دس نومبر کو اس نے اپنی تجاویز پر مشتمل رپورٹ مکمل کرلی جو ایڈہاک کمیٹی کو پیش کر دی گئی۔ اور ان تجاویز کا لب لباب یہی تھا کہ فلسطین کو یہودیوں اور عربوں کے درمیان تقسیم نہ کیا جائے بلکہ اسے ایک متحدہ صورت میں آزاد کیا جائے۔ اور یہاں پر ایک جمہوری حکومت قائم کی جائے۔ اس رپورٹ میں اس بات پر اظہارِ افسوس کیا گیا کہ دونوں سب کمیٹیوں میں غیر جانبدار ممالک کو شامل نہیں کیا گیا۔ اس طرح فلسطینیوں کے حقوق کے لئے یہ جدوجہد حضرت چودھری محمد ظفراللہ خانؓ صاحب کی قیادت میں ہوئی تھی۔

تجاویز ایڈہاک کمیٹی میں

اب صورت حال یہ تھی کہ امریکہ اور سوویت یونین کے مشترکہ دباؤ کی وجہ سے اس کمیٹی میں شامل ممالک کی اکثریت اس بات کی حمایت کر رہی تھی کہ فلسطین کو یہودی اور عرب علاقوں میں تقسیم کر دیا جائے لیکن وہ خود دل میں محسوس کر رہے تھے کہ یہ زیادتی ہو رہی ہے۔ اس کمیٹی میں شامل ایک یوروپی نمائندے نے چودھری محمد ظفراللہ خانؓ صاحب سے کہا کہ ہمیں ہماری حکومت کی ہدایت ہے کہ ووٹ تقسیم کے حق میں دیں کیونکہ ان پر امریکہ کا دباؤ ہے۔ لیکن ایک صورت یہ ہوسکتی ہے کہ اگر تم ایڈہاک کمیٹی میں تقسیم میں عرب علاقوں کو زیادہ اور یہودی علاقوں کو کم کرنے کی تجاویز پیش کرنا شروع کرو تو کم ازکم سکینڈے نیویا کے ممالک کے نمائندے اپنے طور پر ان ترامیم کے حق میں ووٹ دے سکتے ہیں اور اس سے کم ازکم عربوں کو کافی فائدہ ہو جائے گا۔ آزمانے کے لئے چودھری صاحب نے ایک چھوٹی سی ترمیم پیش کی اور وہ منظور ہوگئی۔ اس پر فلسطین کے نمائندے سید جمال الحسینی صاحب نے ان سے کہا کہ اگر یہ تقسیم واضح طور پر ہمارے خلاف نہیں ہوئی تو ہمارے لوگ جنگ کے لئے تیار نہیں ہوں گے اس لئے تم ایسی ترامیم پیش نہ کرو۔ اس پر یہ سلسلہ روکنا پڑا۔ یہ عربوں کی شدید غلطی تھی کیونکہ وہ بعد میں جنگ سے کچھ حاصل کرنے کی بجائے اپنا اکثر علاقہ کھو بیٹھے۔ (تحدیث نعمت مصنفہ حضرت چودھری محمد ظفراللہ خانؓ صاحب ص 534 و535)

بہر حال 24 نومبر 1947ء کو ایڈہاک کمیٹی میں چودھری محمد ظفراللہ خانؓ صاحب کی زیر صدارت سب کمیٹی کی تجاویز پر رائے شماری ہوئی۔ اس سب کمیٹی کی تجاویز آٹھ پیراگراف پر مشتمل تھیں۔ اس پر دو اقساط میں رائے شماری ہوئی۔ پہلے سات پیراگراف پر رائے شماری ہوئی تو اس کے حق میں 18 اور مخالفت میں 25 ووٹ آئے اور 11 ممالک غیر جانبدار رہے۔ اور آخر میں پیراگراف 8 کے بارے میں رائے شماری ہوئی۔ اس پیراگراف میں یہ سوال اُٹھایا گیا تھا کہ کیا اقوام متحدہ کو یہ اختیار ہے کہ وہ فلسطین کے عوام کی منظوری کے بغیر ان کے بارے میں کوئی فیصلہ کرے۔ اس کے حق میں 20 مخالفت میں 21 ووٹ آئے اور 13 ممالک غیر جانبدار رہے۔ گو کہ اس ایڈہاک کمیٹی میں عرب ممالک کی تجاویز مسترد تو ہوگئیں لیکن یہ ظاہر تھا کہ تمام تر دباؤ کے باوجود ابھی بھی پچاس فیصد ممالک بھی مکمل طور پر بڑی طاقتوں کے ہمنوا نہیں بنے تھے۔ اور جنرل اسمبلی میں اسرائیل کے قیام کے لئے دو تہائی اکثریت درکار تھی۔

جب ایڈہاک کمیٹی میں امریکہ سوویت یونین اور صیہونی تجویز کے حامیوں کی تجویز پر رائے شماری ہوئی تو اس کے حق میں 25، اس کے خلاف 13 ووٹ ملے اور سترہ افراد نے رائے شماری میں حصہ نہیں لیا۔ اب امریکہ اور سوویت یونین کی حمایت یافتہ قرارداد کی مخالفت میں مسلمان اور عرب ممالک کے علاوہ بھارت، کیوبا اور سیام ہی کھڑے تھے۔ اور اس دوران ہی سیام میں حکومت تبدیل ہو چکی تھی اور اب اس کے نمائندے کی حیثیت اور مستقبل میں ان کا مؤقف غیر واضح تھا۔

مسئلہ جنرل اسمبلی میں

اب فلسطین کی تقدیر کا فیصلہ جنرل اسمبلی میں ہونا تھا۔ اور ایک ایک ووٹ خاص اہمیت کا حامل تھا۔ لائبیریا کا ملک عمومی طور پر غیر جانبدار تھا لیکن اس نے چودھری محمد ظفراللہ خانؓ صاحب کی اس تجویز پر کہ پہلے عالمی عدالتِ انصاف سے استفسار کرنا چاہیے کہ جنرل اسمبلی یہ فیصلہ کرنے کی مجاز بھی ہے کہ نہیں کے حق میں ووٹ دیا تھا۔ چودھری محمد ظفراللہ خانؓ صاحب جب ان کے مندوب سے ملے تو انہوں نے کہا کہ ہماری ہمدردیاں تو عربوں کے ساتھ ہیں لیکن ہم پر امریکہ کا دباؤ بڑھ رہا ہے کہ ہم فلسطین کی تقسیم کے حق میں ووٹ دیں۔ اور ہم یہ دباؤ زیادہ دیر برداشت نہیں کرسکیں گے۔ اس لئے یہ کوشش کرو کہ آج ہی اس معاملے پر جنرل اسمبلی میں رائے شماری ہو جائے۔

اسی طرح سیام کے نمائندے کی ہمدردیاں عربوں کے ساتھ تھیں لیکن ایڈہاک کمیٹی کے اجلاس کے دوران وہاں پر حکومت تبدیل ہوگئی اور اس کے نمائندے نے ازخود اجلاسات میں شرکت بند کر دی۔ ایڈہاک کمیٹی کے آخری اجلاس سے قبل حضرت چودھری محمد ظفراللہ خانؓ صاحب نے ان سے مل کر کہا کہ آپ کے ملک میں ایک حکومت قائم ہے اور اس نے آپ کی نمائندگی کو منسوخ نہیں کیا۔ لہٰذا آپ ایڈہاک کمیٹی میں ووٹ دیں۔ چنانچہ انہوں نے آخری رائے شماری میں فلسطین کی تقسیم کے خلاف ووٹ دیا۔ اس کے بعد جب وہ جنرل اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے لئے پہنچے تو سیام کی حکومت کی طرف سے جنرل اسمبلی کے صدر کو تار موصول ہوا کہ ہم نے اپنے مندوب کو ہٹا دیا ہے۔ اب یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ بڑی طاقتیں ہر قیمت پر فلسطین کی تقسیم کی قرارداد منظور کرانا چاہتی ہیں۔

بہر حال حضرت چودھری محمد ظفراللہ خانؓ صاحب نے صدر جنرل اسمبلی سے مل کر کوشش کی کہ اجلاس کے پہلے روز یعنی 26 نومبر 1947ء کو اس بارے میں رائے شماری ہو جائے اور یہ پیشکش بھی کی کہ اس غرض کے لئے ہم اس فورم پر اپنے اظہارِ خیال کے لئے مانگا ہوا وقت بھی استعمال نہیں کریں گے۔ لیکن صدر جنرل اسمبلی نے یہ عذر پیش کیا کہ ابھی کچھ مندوبین اظہارِ خیال کرنا چاہتے ہیں اور 27 نومبر کو تعطیل ہے۔ اس لئے رائے شماری اس کے بعد ہی ہوسکے گی۔

چودھری محمد ظفراللہ خانؓ صاحب

تمام تفصیلات کو ترک کرتے ہوئے یہ جائزہ لیتے ہیں کہ حضرت چودھری محمد ظفراللہ خانؓ صاحب کی تقریر کے بنیادی نکات کیا تھے؟ 28 نومبر کو آپ کی پہلی تقریر تھی۔ اس سے پہلے جنرل اسمبلی کے صدر نے کہا کیونکہ اس مسئلہ پر غور فکر ہونا چاہیے اس لئے کوئی اظہارِ تحسین (Applause) نہیں ہونا چاہیے۔ اس احتیاطی تدبیر کے بعد چودھری محمد ظفراللہ خانؓ صاحب کی تقریر شروع ہوئی۔

اس تقریر کی اہمیت کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ اس تقریر کا اصل متن اور ترجمہ دونوں درج کئے جائیں۔ چودھری محمد ظفراللہ خانؓ صاحب نے اپنی تقریر کا آغاز ان الفاظ سے کیا اور یہ الفاظ چونکا دینے کے لئے کافی تھے۔

ترجمہ: جناب صدر یہ امر قابل اطمینان ہے کہ آپ اس مقصد کے لئے کوشش کر رہے ہیں کہ کم ازکم یہاں پر اس سوال کے متعلق بغیر کسی خلل یا اثر اندازی کے بحث

ہو۔ کیا ووٹنگ بھی اسی طرح آزادانہ اور بغیر کسی اثر کے ہو گی۔ اب اس بارے میں کسی قسم کا کوئی اطمینان نہیں پایا جاتا۔ میں اس پر زیادہ وقت نہیں لوں گا۔

وہ لوگ بھی جو اس بات کا علم نہیں رکھتے کہ پس پردہ کیا کچھ ہو رہا ہے، پریس کے ذریعہ بہت کچھ جان چکے ہیں۔ یہ تو صرف ایک مسئلہ ہے، اب تو یہ اندیشہ پیدا ہو رہا ہے کہ جو عظیم ادارہ دنیا کی امیدوں کا مستقبل بنا ہوا ہے، اس عظیم ادارے میں جب بھی کوئی مسئلہ پیش ہو گا اس پر غور وخوض کرنے کے عمل کو آزاد نہیں رہنے دیا جائے گا۔ یہ ایک اہم لمحہ ہے۔ دنیا کی تاریخ کا بہت ہی اہم لمحہ ہے۔ کم از کم ہمیں اس معاملہ میں پر امید رہنے دیں کہ یہ ایک عظیم ادارہ ہے۔ اقوام متحدہ آج کٹہرے میں کھڑی ہے۔ اور دنیا یہ دیکھ رہی ہے کہ یہ اپنے آپ کو بری کرانے میں کامیاب ہوتی ہے کہ نہیں۔

یہ اس تقریر کا آغاز تھا جس میں بیان کیا گیا تھا کہ بڑی طاقتیں ہر قسم کا دباؤ ڈال کر اپنی مرضی کا فیصلہ کرانا چاہتی ہیں۔ اور اگر اس طرح یہ فیصلہ کروالیا گیا تو اقوام متحدہ کی اپنی آزادانہ حیثیت ختم ہو جائے گی اور وہ محض بڑی طاقتوں کی تابعدار تنظیم کے طور پر کام کرے گی۔ اور اس وقت سے لے کر اب تک کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ یہ خدشات سو فیصد درست ثابت ہوئے۔ اور اب اقوام متحدہ کی حیثیت محض ایک ڈیبیٹنگ کلب (Debating club) کی ہے

جس طرز پر فلسطین کو تقسیم کیا جا رہا تھا۔ اس کے بارے میں آپ نے فرمایا:

ترجمہ: ہم فلسطین کے جسم کو ٹکڑوں میں تقسیم کریں گے۔ تین حصے یہودی ریاست کے ہوں گے اور تین حصے عرب ریاست کے ہوں گے۔ اس کے بعد ہم یافا کے ٹکڑے کو حاصل کریں گے۔ اور فلسطین کے دل یروشلم کو ہمیشہ کے لئے ایک بین الاقوامی شہر بنا دیا جائے گا۔ یہ ابھی اس شکل کا آغاز ہے جو فلسطین کو دی جائے گی۔

فلسطین کو اس طرح کاٹنے کے بعد پھر ہم اس کو اس جسم کو جس سے خون رس رہا ہو گا ہمیشہ کے لئے صلیب پر لٹکا دیں گے۔ فلسطین اس کے لوگوں کا کبھی نہیں ہو گا، یہ ہمیشہ کے لئے اس سولی پر لٹکا رہے گا۔ اقوام متحدہ کو اس بات کا کیا اختیار حاصل ہے کہ وہ ایسا فیصلہ کرے۔ کون سا قانونی حق؟ کون سا عدالتی حق؟

تقریر کے اس حصے سے ظاہر ہے کہ اُس وقت چودھری صاحب نے فرمایا تھا کہ یہ ابھی ایک عمل کا آغاز ہے۔ نہ کبھی فلسطین میں خون خرابہ بند ہو گا اور نہ کبھی یہ ملک اپنے باشندوں کا ہو سکے گا۔ اور اب تک یہی منظر نظر آ رہا ہے۔ ہر کچھ عرصہ بعد فلسطین کے علاقہ میں خون خرابہ اور مظالم کا ایک نیا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اور اب تو اس ملک کے باشندے جو کبھی اکثریت میں تھے اپنے ہی ملک میں اقلیت بن کر رہ گئے ہیں۔ باقی پوری دنیا کے مختلف ممالک میں مہاجر بن کر زندگی گذار رہے ہیں۔ اور یہ بندر بانٹ کس انصاف سے کی جا رہی تھی؟ اس کے بارے میں آپ نے فرمایا

ترجمہ: عرب ریاست تو ان معنوں میں عرب ریاست ہو گی کہ اس میں دس لاکھ عرب اور دس ہزار یہودی آباد ہوں گے۔ بہت خوب! یہودی ریاست کس طرح کی ہو گی؟ یہودی ریاست میں 498000 یہودی اور 435000 عرب موجود ہوں گے۔ کیا آپ نے مسئلہ حل کر دیا ہے؟ یہودیوں کو عربوں کے تحت ایک اقلیت بن کر نہیں رہنا پڑے گا لیکن عربوں کو یہودیوں کے تحت ایک اقلیت بن کر رہنا ہو گا.....

اب ایک لمحے کے لئے ہمیں اس کی سرحدوں کا جائزہ لینے کی اجازت دیں۔ رقبے کے بارے میں کیا خیال ہے؟ یہودیوں کی آبادی 33 فیصد ہے اور عربوں کی آبادی 67 فیصد ہے۔ مگر فلسطین کے علاقے کا 60 فیصد حصہ یہودیوں کی ریاست کو دے دیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ اس علاقے کی نوعیت کیا ہے؟ صحراء کو چھوڑ کر جس کا ذکر میں بعد میں کروں گا۔ میدان اور قابلِ کاشت اراضی یہودی ریاست کو دے دی گئی ہے اور پہاڑیاں عرب ریاست کو دی گئی ہیں۔ یوکے کے نمائندے کی ایک رپورٹ کمیٹی میں گردش کر رہی تھی کہ اگر پانی مہیا کر دیا جائے تو قابلِ کاشت اراضی کا 84 فیصد حصہ یہودیوں کو اور 16 فیصد عربوں کو دیا گیا ہے۔ کیا ہی منصفانہ تقسیم ہے کہ ایک تہائی آبادی 84 فیصد زمین حاصل کرتی ہے اور دو تہائی آبادی 16 فیصد زمین حاصل کرتی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا تاریخی تجزیہ

ان اعداد و شمار سے ظاہر ہے کہ یہ تقسیم ناقابل عمل تھی۔ عربوں کو ہر حق سے محروم کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ جنرل اسمبلی نے بڑی طاقتوں کے دباؤ میں اس تقسیم کو دو تہائی کی اکثریت سے منظور کر لیا۔ اس تقسیم کے بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے یہ تجزیہ فرمایا

"مغربی پنجاب کے بعض ضلعوں کا رقبہ پانچ ہزار چھ سَو مربع میل سے بھی زیادہ ہے۔ دو ضلعے مل جائیں تو ساڑھے گیارہ ہزار مربع میل کا رقبہ ہو جاتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں فلسطین کا علاقہ صرف دس ہزار مربع میل ہے اور آبادی اٹھارہ لاکھ یعنی لاہور کے ضلع سے بھی کم لیکن فلسطین کو رسمی طور پر سات حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ تین یہودیوں کی ریاستیں، تین عربوں کی ریاستیں، ایک یروشلم کا علاقہ جو شاید فلسطین کے صلہ میں یو این او کو ملے گا۔ یعنی براہِ راست اس کے انتظام میں ہو گا۔ اور یافا کی بندرگاہ چونکہ عربوں کو ملی ہے اور اس کا باقی عرب علاقوں سے کوئی تعلق نہیں اس لئے عملاً آٹھ علاقے ہو گئے۔ گویا پنجاب کے دو ضلعوں سے بھی کم علاقہ کو آٹھ حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ اور تحصیل تحصیل کے برابر ایک علاقہ بنا دیا گیا ہے۔ چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم شدہ علاقے پر کس طرح کوئی پائیدار حکومت بنا سکتے ہیں؟" (الفضل 11 ستمبر 1947ء)

جیسا کہ حضور کی فراست نے نشاندہی فرمائی تھی، یہ منصوبہ کسی پائیدار حل کے لئے تھا ہی نہیں۔ اصل ارادے یہی تھے کہ فلسطینیوں کو وہاں سے نکلنے پر مجبور کیا جائے گا اور وہاں پر مزید یہودیوں کو آباد کر کے تمام فلسطین پر قبضہ کر لیا جائے گا۔ اور آج ہم دنیا کے نقشہ پر یہی صورت حال دیکھ رہے ہیں۔

نوٹ: حضرت چودھری صاحب موصوفؓ کی اقوام متحدہ میں انگریزی تقاریر کے جن اقتباسات کا اردو ترجمہ مندرجہ بالا مضمون میں پیش کیا گیا ہے انہیں درج ذیل لنک پر دیکھا اور پڑھا جا سکتا ہے۔

https://unispal.un.org/DPA/DPR/unispal.nsf/c17b3a9d4bfb04c-985257b28006e4ea6/8677dc1263a-21f1385256e93006a50d3?OpenDocument

نوید حمید

عالمی بحران اور امن کی راہ

اسلام کا راستہ امن و سلامتی کا راستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سورہ المائدہ کے آغاز میں قرآن کریم کے بارے میں فرماتا ہے کہ یہ وہ نورانی کتاب ہے جس کے ذریعہ خدا ان کو جو اس کی ہدایت کی پیروی کریں امن وسلامتی کے راستوں کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ بالفاظ دیگر قرآن کریم امن وسلامتی کی طرف لے جانے والی کتاب ہے۔ اور دَرحقیقت اسلامی تعلیمات زندگی کے ہر شعبہ میں حصول امن کا راستہ دکھلاتی ہیں خواہ وہ سیاسی اَمن ہو، گھریلو یا انفرادی امن (دیکھیں خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی کتاب ''اسلام اور عصرِ حاضر کے مسائل کا حل'')۔ یہی وجہ ہے مسلمانوں کے بزرگان کے پیش نظر شروع ہی سے امن وسلامتی کا قیام اوّلین ترجیح رہا ہے۔ اس کی مثال اسلام کے آغاز میں ہمیں صلح حدیبیہ کے موقع پر بڑے واضح طور پر نظر آتی ہے یا پھر فتح مکہ کے اس تاریخ ساز اعلان میں جس کے الفاظ تھے لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ۔ اسی طرح چودہ سو سالہ تاریخ اسلام میں لاتعداد بزرگان اور صوفیا نے بلاتفریق مذہب ورنگ ونسل ہر انسان سے محبت کا درس دیا اور اس پر عمل کر کے دکھایا۔ آخرین کے دور میں حضرت امام الزماں علیہ السلام کے اُس رسالہ میں اس کی مثال نظر آتی ہے جس کا نام 'پیغام صلح' تھا جو آپ نے اپنی زندگی کے آخری سفر میں تحریر فرمایا اور جس میں آپ نے اہالیان ہندوستان کو باہمی رواداری اور احترام کا پیغام دیا۔

آج کا دَور ایسا دَور ہے کہ اس میں قسم ہا قسم کے بحران امنِ عالم کے لیے سنگین خطرات کا باعث بن گئے ہیں اور اس میں کچھ مبالغہ نہیں کہ دنیا گویا تباہی کے دھانے پر کھڑی ہے۔ تیسری عالمی جنگ کی ہولناک تباہ کاریوں کے امکان بڑھتے جا رہے ہیں۔ ان حالات میں اسلامی تعلیمات کی بنا پر ساری دنیا کو حسبِ روایات امن وسلامتی کا پیغام دینے کا بیڑا ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اٹھایا ہے اور اپنے دَورِ خلافت کے آغاز میں ہی ایک سالانہ امن سمپوزیم کا اجراء فرمایا جو اَب ایک مستقل ادارہ کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ ان تقاریب اور دیگر مواقع پر حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا کے سربراہان کو نہ صرف اسلام کی پُر امَن تعلیم سے روشناس کروایا بلکہ ان کو آئندہ ممکنہ تباہ کاریوں سے خبردار بھی کیا۔ ایسے مختلف خطابات کو جو انگریزی زبان میں دیے گئے ایک کتاب میں اکٹھا کر کے شائع کیا گیا ہے جس کا نام World Crisis and Pathway to Peace ہے۔ گویا اس کتاب کا نام سورہ المائدہ کی مذکورہ بالا آیتوں کا حوالہ دے رہا ہے۔

یہ کتاب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دس خطابات پر مشتمل ہے۔ امنِ عالم کے قیام کے لیے اسلام کی جن تعلیمات کا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ذکر فرماتے ہیں ان میں چند مندرجہ ذیل ہیں۔ امن نہ ہونے کی ایک اہم وجہ انسان کی اپنے خالق سے دوری ہے اور اس کے احکام سے بے اعتنائی ہے۔ بین الاقوامی سلامتی کے لیے انصاف کا ہونا لازمی ہے اگر دوہرے معیار ہوں گے تو بے چینی اور بدامنی پھیلے گی۔ اسلام کی تعلیم تو یہاں تک کہتی ہے کہ دشمن سے بھی ناانصافی نہ کرو۔ اسی طرح حرص اور حسد اور دوسروں کی دولتوں پر قبضہ کرنے کی خواہش جنگوں پر منتج ہوتی ہے۔

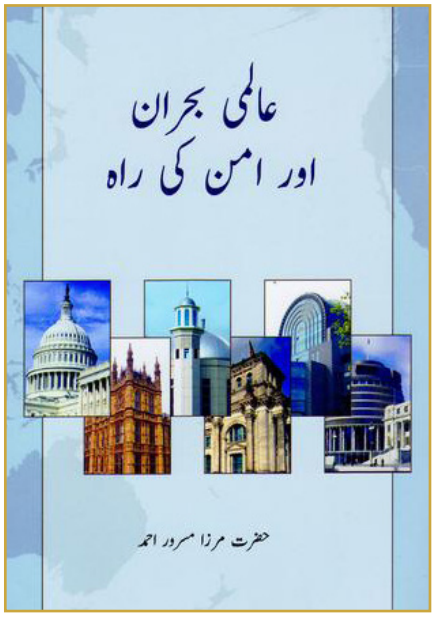

نیز اگر کوئی قوم امن کے راستے کو چھوڑتی ہے تو باقی اقوام کو چاہیے کہ باہم مل کر اس قوم کو امن کی طرف واپس لے آئیں۔ معاشرتی امن کے لیے گھریلو امن بھی لازمی ہے اور یہ اس بات کا متقاضی ہے معاشرے کے تمام افراد ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں۔ اسی طرح مذاہب کو بھی ایک دوسرے کا احترام کرنا چاہیے کیونکہ یہ بھی معاشرتی اور بین الاقوامی اَمن کے لیے ضروری ہے۔

کتاب کے دوسرے حصے میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے مختلف سربراہان کے نام لکھے گئے خطوط شامل ہیں جو پوپ بینیڈکٹ، امریکی صدر اوباما، روسی صدر پیوٹن اور جرمن چانسلر میرکل کے نام ہیں۔

حضور اقدس کے خطابات کا سامعین پر بہت گہرا اثر ہوتا ہے۔ امریکی کانگریس کے ممبران سے جو آپ نے خطاب فرمایا اس کے بارے میں ایک مسیحی سامع نے کہا کہ It is pure Gospel یعنی حضور کا پیغام انجیل کا سا اثر رکھتا ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اس کتاب میں اسلام کی امن وسلامتی سے متعلق تعلیمات تفصیل سے شائع ہو گئی ہیں۔ اصل کتاب انگریزی میں ہے اور جرمن کے علاوہ دیگر اہم زبانوں میں بھی اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان تعلیمات سے خود بھی روشناس ہوں اور زیادہ سے زیادہ لوگوں تک یہ کتاب پہنچائیں تا کہ لوگ حقیقی امن وسلامتی کے راستوں سے آگاہ ہو سکیں جو درحقیقت اسلام نے وضع فرمائے ہیں۔

جماعت احمدیہ جرمنی کا مرکزی سطح پر آن لائن

جلسہ یوم خلافت

امسال بھی کورونا کی وبائی صورتِ حال کے پیشِ نظر جماعت احمدیہ جرمنی کو مؤرخہ 27 مئی 2021ء حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری اور ایم ٹی اے جرمنی کے تعاون سے مرکزی سطح پر بیت السبوح فرانکفرٹ سے مکرم امیر صاحب جرمنی کی زیرِ صدارت بذریعہ یوٹیوب لائیو سٹریم جلسہ یومِ خلافت منعقد کرنے کی توفیق ملی، الحمدللہ۔

جلسہ کے آغاز میں عزیزم فیصل محمود صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی اور اردو ترجمہ پیش کیا۔ مقررین میں سب سے پہلے اردو زبان میں مکرم مبارک احمد تنویر صاحب مربی سلسلہ نے ''خلافت سے زندہ تعلق کیسے قائم کیا جا سکتا ہے؟'' کے موضوع پر کی۔ دوسری تقریر مکرم حسنات احمد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے ''خلافت عافیت کا حصار'' کے موضوع پر جرمن زبان میں کی۔ اس کے بعد مکرم مبلغ انچارج صاحب جماعت احمدیہ جرمنی نے جماعت کے خلافت سے وفا اور محبت کے ایمان افروز واقعات پیش کئے۔ جلسہ کی اختتامی تقریر مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نیشنل امیر جرمنی نے ''برکاتِ خلافت'' کے موضوع پر کی۔ جلسہ میں تین نظمیں پیش کی گئیں جو کہ بالترتیب مکرم نورالدین اشرف صاحب مربی سلسلہ، مکرم میر نسیم الرشید صاحب، مکرم حماد احمد صاحب نے پیش کیں۔ جلسے کی کارروائی کا جرمن اور اردو زبان میں رواں ترجمہ پیش کرنے کی سعادت مکرم امتیاز شاہین صاحب مربی سلسلہ اور مکرم لقمان احمد مجوکہ صاحب سیکرٹری اشاعت جرمنی کے حصہ میں آئی۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ۔ سامعین جلسہ کے لئے جرمن اور اردو زبان میں کارروائی سننے کے لئے تین ٹیلیفون نمبرز کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ ایم ٹی اے انٹرنیشنل جرمنی سٹوڈیوز کی رپورٹس کے مطابق تقریباً اُنتیس ہزار احباب و خواتین جلسہ کی کارروائی سے مستفیض ہوئے۔ اس کے علاوہ اب تک یوٹیوب پر جلسہ کی ریکارڈنگ دیکھنے والے ناظرین کی تعداد 57047 ہو چکی ہے، الحمدللہ علیٰ ذلک۔

جلسہ کا سٹیج لجنہ اماء اللہ نے تیار کیا جبکہ دیگر امور میں مندرجہ ذیل احباب نے خصوصی تعاون کیا۔

مکرم افتخار الدین صاحب، مکرم اسد اللہ وہاب صاحب، مکرم نور احمد گوندل صاحب، مکرم بہزاد احمد صاحب اور مکرم عبدالوحید صاحب۔

علاوہ ازیں انتظامیہ بیت السبوح و لوکل امارت فرانکفرٹ کی انتظامیہ کا تعاون بھی حاصل رہا، فجزاھم اللہ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہمیشہ خلافت احمدیہ سے وابستہ رکھے اور اس کی برکتوں سے فیض اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

(رپورٹ: مکرم کامران احمد صاحب۔ مربی سلسلہ)

رپورٹ کارکردگی شعبہ تحریک جدید

(رپورٹ: مکرم حمید اللہ ظفر صاحب۔ سیکرٹری تحریک جدید جرمنی)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے رمضان المبارک کے بابرکت ایّام میں دفتر تحریکِ جدید ہفتہ میں پانچ دن کھلتا ہے اور دفتر تحریکِ جدید کے تین کارکنان کے ساتھ دو وقفِ عارضی کرنے والے احباب بھی کام کرنے کے لئے آتے ہیں۔

29 رمضان المبارک کی دعائیہ فہرست کے لئے خصوصی کوشش کی گئی اور سرکلر کے ذریعہ نیز تمام صدران جماعت اور لوکل امراء کے ساتھ فون پر رابطہ کر کے زیادہ سے زیادہ احباب کو سو فیصد چندہ تحریکِ جدید ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ چنانچہ احباب جماعت نے رمضان المبارک میں سو فیصد چندہ تحریک جدید ادا کرنے کی روایت برقرار رکھی اور الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ گذشتہ سال کی نسبت شاملین کی تعداد اور وصولی میں بھی اضافہ ہوا۔

2021ء میں دعائیہ فہرست میں شاملین کی تعداد بیس ہزار چار سو تیس 20،430 اور کل وصولی تیرہ لاکھ ستتر ہزار دو سو ننانوے (1377299) یورو ہے جو کہ گذشتہ سال سے چار لاکھ یورو زائد ہے، الحمدللہ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ افرادِ جماعت احمدیہ جرمنی کے اموال و نفوس میں بے پناہ برکت ڈالے اور ہمیشہ حفظ و امان میں رکھے نیز جملہ کارکنان شعبہ تحریکِ جدید کو اپنے فضلوں سے نوازتے ہوئے مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے، آمین۔

خلافت سہارا ہے ہم غمزدوں کا
اسے رکھ سلامت خدائے خلافت
سنی ہم نے جس دم نوائے خلافت
ہوئے جان و دل سے فدائے خلافت
ہے عرفان اسلام ہر سمت جاری
فلک گیر ہے اب صدائے خلافت
زمانے کی رفتار یہ کہہ رہی ہے
بقا عدل کی ہے بقائے خلافت

(مکرم ثاقب زیروی صاحب مرحوم)

شعبہ جنرل سیکرٹری
جماعت احمدیہ جرمنی

(مرتّبہ: مکرم سید افتخار احمد شاہ صاحب۔ممبر تاریخ کمیٹی جرمنی)

12 ستمبر 1982ء کا دن جماعت احمدیہ جرمنی کے لئے ایک ایسا سنگِ میل ہے جو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے از خود محسوس کیا کہ اب جماعت احمدیہ جرمنی کو باقاعدہ مجلسِ عاملہ کی ضرورت ہے۔ چنانچہ 1982ء میں جب حضورؒ ہسپانیہ کی مسجد بشارت کے افتتاح کی غرض سے ہسپانیہ میں قیام فرما تھے، اُس دوران جرمنی کے امیر اور مبلغ انچارج مکرم نواب منصور احمد خان صاحب نے حضورؒ سے وہاں ملاقات کی تو حضورؒ نے دریافت فرمایا کہ کیا جرمنی میں باقاعدہ منظور شدہ مجلس عاملہ ہے؟ محترم نواب صاحب کے نفی میں جواب پر حضورؒ نے فرمایا کہ ابھی مجلس عاملہ تجویز کریں اور مجھ سے فوری منظوری لے لیں۔ چنانچہ اسی وقت مکرم نواب منصور صاحب نے ایک مجلسِ عاملہ تجویز کی اور حضورؒ سے منظوری لے لی۔ اس پہلی مجلس عاملہ کی ایک تصویر مع اسماء اور مفوضہ خدمت نیچے دی گئی ہے۔

اس مجلس عاملہ کا پہلا اجلاس مؤرخہ 25 ستمبر 1982ء بروز ہفتہ منعقد ہوا۔ (تحریری روایت مکرم شمس الحق صاحب و ڈائری مکرم عرفان احمد خان صاحب ریکارڈ دفتر تاریخ احمدیت جرمنی)

شعبہ جنرل سیکرٹری اس اعتبار سے خاص اہمیت کا حامل ہے کہ یہ وہ شعبہ ہے جو ایک طرف تو بلاواسطہ امیر ملک سے وابستہ ہوتا ہے اور دوسری طرف پوری مجلس عاملہ اور پورے ملک کی جماعتوں سے مربوط ہوتا ہے۔خلیفۂ وقت اور امیر ملک کی ہدایات کی تنفیذ کی ذمہ داری اسی شعبہ پر ہوتی ہے۔ اب تک اس عہدہ پر درج ذیل خوش قسمت احباب کو خدمت کی توفیق ملی ہے:

1	مکرم شمس الحق صاحب	ستمبر 1982 تا جون 1984ء
2	مکرم مقصود احمد صاحب	جولائی 1984ء تا جون 1986ء
3	مکرم عبدالرحیم احمد صاحب	جولائی 1986ء تا ستمبر 1987ء
4	مکرم مبشر احمد باجوہ صاحب	ستمبر 1987ء تا جون 1990ء
5	مکرم عبدالرشید بھٹی صاحب	جولائی 1990ء تا دسمبر 1992ء
6	مکرم عبدالشکور اسلم صاحب	دسمبر 1992ء تا جون 1995ء
7	مکرم ڈاکٹر محمود احمد طاہر صاحب	جولائی 1995ء تا جون 1997ء
8	مکرم زبیر خلیل صاحب	جولائی 1997ء تا جون 2004ء
9	مکرم ڈاکٹر محمود احمد طاہر صاحب	جولائی 2004ء تا دسمبر 2005ء
10	مکرم زبیر خلیل صاحب	جنوری 2006ء تا جون 2007ء
11	مکرم عدیل خرم عباسی صاحب	جولائی 2007ء تا جون 2010ء
12	مکرم محمد الیاس مجوکہ صاحب	جولائی 2010ء تا حال

پہلی نیشنل مجلس عاملہ جرمنی 1982ء

(تصویر: بشکریہ مکرم عرفان احمد خان صاحب)

کھڑے ہوئے (دائیں سے بائیں): مکرم شاہد جنجوعہ صاحب، آڈیٹر۔ مکرم ناز احمد ناصر صاحب، سیکرٹری اصلاح و ارشاد۔ مکرم شمس الحق صاحب، جنرل سیکرٹری۔ مکرم چودھری ظہیر احمد صاحب، سیکرٹری ضیافت مکرم عرفان احمد خان صاحب، سیکرٹری تحریک جدید و جوبلی فنڈ۔ مکرم اعجاز طارق صاحب، سیکرٹری تعلیم و تربیت۔

کرسیوں پر (دائیں سے بائیں): مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب، سیکرٹری اصلاح و ارشاد۔ مکرم مسرور احمد باجوہ صاحب، سیکرٹری مال۔ مکرم منصور احمد خان صاحب، امیر و مبلغ انچارج۔ مکرم چودھری مقصود احمد صاحب، سیکرٹری امورِ عامہ و رشتہ ناطہ۔ مکرم عبدالباسط طارق صاحب، مبلغ سلسلہ

تجنید جماعت احمدیہ جرمنی

تجنید کا کام بھی شعبہ جنرل سیکرٹری کے سپرد ہے۔ تاریخ کمیٹی جرمنی کے ریکارڈ میں محفوظ مولانا فضل الٰہی انوری صاحب کی غیرمطبوعہ یادداشتوں کے مطابق 1976ء کے آخر تک جرمنی میں تقریباً چھ سو افراد آباد ہو چکے تھے۔ جماعت احمدیہ جرمنی کے سب سے پہلے جنرل سیکرٹری مکرم شمس الحق صاحب نے تاریخ کمیٹی جرمنی کے لئے اپنی یادداشت کی بنا پر جو معلومات تحریراً بھجوائی ہیں، ان کے مطابق 1982ء کے آخر تک جرمنی میں اٹھارہ جماعتوں کا قیام ہو چکا تھا جن کی تجنید انیس سو افراد تک پہنچ چکی تھی۔ 1985ء تک جرمنی میں چار جماعتی مراکز قائم ہو چکے تھے اور ان مراکز میں چار مربیانِ کرام خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ فرانکفرٹ مشن میں مکرم ملک منصور احمد عمر صاحب مبلغ انچارج جرمنی، ہمبرگ میں مکرم لئیق احمد منیر صاحب، کولون میں مکرم بشارت احمد محمود صاحب جبکہ میونخ میں مکرم عبدالباسط طارق صاحب خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ ان چاروں مشنز کے تحت کام کرنے والی جماعتوں کی تعداد یک صد چار تھی۔ (اخبار احمدیہ جرمنی مئی 1985ء) اور 1991ء میں یہ تعداد دو سو چار تک پہنچ چکی تھی۔ (اخبار احمدیہ جرمنی جولائی 1991ء) جبکہ 1996ء کے مطبوعہ بجٹ کی ورق گردانی سے علم ہوتا ہے کہ اس وقت ریجنز کی تعداد نَو، جماعتوں کی تعداد 217 اور ممبران جماعت کی تعداد 16,564 تک پہنچ چکی تھی۔ پھر 2001ء میں جماعت کی تاریخ میں ایک نیا سنگِ میل آیا اور لوکل امارات اور ریجنز کی تعداد 24، جماعتوں کی تعداد 255 اور ممبران جماعت کی تعداد 21,713 تک پہنچ گئی۔ 2005ء سے تجنید کو باقاعدہ کمپیوٹرائزڈ کر لیا گیا ہے۔ 2006ء تا حال کی تجنید میں بتدریج ترقی کا اندازہ درج ذیل خاکہ سے لگایا جاسکتا ہے:

سال	تجنید	سال	تجنید
2006	25326	2014	36070
2007	26935	2015	38917
2008	26979	2016	42155
2009	27011	2017	44688
2010	27823	2018	46423
2011	29258	2019	48344
2012	31897	2020	49624
2013	33867	2021	50081

اب جبکہ جماعت کی تجنید پچاس ہزار سے تجاوز کر چکی ہے۔ اسی نسبت سے مرکزی شعبہ جنرل سیکرٹری کا کام بھی بڑھا ہے۔ بہتر کارکردگی کی خاطر کام کو مختلف ذیلی شعبہ جات میں تقسیم کر دیا گیا ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

شعبہ ڈاک

شعبہ جنرل سیکرٹری کے فرائض میں سرِفہرست تمام ڈاک کی آمد و ترسیل کا انصرام ہے۔ محترمی امیر صاحب

کارکنان شعبہ جنرل سیکرٹری جرمنی

کھڑے ہوئے دائیں سے بائیں: مکرم نصیر احمد چیمہ صاحب، مکرم سلیم الدین خان صاحب، مکرم شہزاد احمد شیخ صاحب (انچارج تجنید)، مکرم ناصر محمود صاحب، مکرم عبدالمنان بھٹی صاحب

بیٹھے ہوئے دائیں سے بائیں: مکرم سہیل احمد ملک صاحب (مربی سلسلہ)، مکرم محمد یحییٰ زاہد صاحب، مکرم محمد الیاس مجوکہ صاحب (جنرل سیکرٹری جرمنی)، مکرم محمد جری اللہ خان صاحب (مربی سلسلہ)

کے نام موصول ہونے والی ڈاک جو جرمن یا انگریزی زبان میں ہو، اسے تو امیر صاحب خود ملاحظہ کر کے اُس پر ہدایات دیتے ہیں جبکہ اردو زبان میں موصول ہونے والے خطوط کا جرمن ترجمہ امیر صاحب کے لئے کیا جاتا ہے۔عموماً روزانہ جماعتوں اور مرکز (لندن) سے اوسطاً 20 تا 30 خطوط موصول ہوتے ہیں، جن پر شعبہ جنرل سیکرٹری کی طرف سے روزانہ کی بنیاد پر کارروائی ہوتی ہے۔نیشنل شعبہ جات جو ڈاک بھجواتے ہیں، وہ اس کے علاوہ ہے۔

تمام ڈاک جو شعبہ جنرل سیکرٹری میں موصول ہوتی ہے یا بھجوائی جاتی ہے اسے روزانہ سکین کر کے ایک مخصوص کمپیوٹر پروگرام میں محفوظ کیا جاتا ہے نیز متعلقہ شعبہ جات کو بھجوانے اور تنفیذ و تعمیل کی نگرانی کی جاتی ہے۔متعلقہ شعبہ جات سے ڈاک پر کارروائی سے متعلق ریکارڈ رکھا جاتا ہے۔

ماہانہ رپورٹس

جماعت جرمنی میں اس وقت 204 جماعتیں ہیں جنہیں 15 ریجنز میں تقسیم کیا گیا ہے۔ نیز 11 لوکل امارات ہیں جن کے کُل 78 حلقہ جات ہیں۔ اس وقت عموماً ماہانہ 185 رپورٹس کُل جماعتوں اور لوکل امارات کی طرف سے باقاعدگی کے ساتھ موصول ہوتی ہیں۔ جماعتوں سے موصول ہونے والی ماہانہ رپورٹس متعلقہ نیشنل شعبہ جات کو بھجوائی جاتی ہیں۔ تمام لوکل امارتوں کی رپورٹوں پر تبصرہ بھی براہ راست لوکل امراء کو بھجوایا جاتا ہے۔ جماعتوں سے موصول ہونے والی رپورٹوں کے اعداد و شمار ریجنل امراء کو بھجوائے جاتے ہیں تا کہ ان صدران جماعت کو توجہ دلائی جا سکے جن کی طرف سے رپورٹ موصول نہیں ہوئی ہوتی۔

ذیلی شعبہ تجنید

جماعت احمدیہ جرمنی کی کُل تجنید اس وقت پچاس ہزار اکیاسی (50081) ہے۔ جماعتوں کی طرف سے روزانہ 25-20 درخواستیں افرادِ جماعت کی تجنید سے متعلق موصول ہوتی ہیں۔جن میں ایک جماعت سے دوسری جماعت میں منتقلی، نئے افراد کی تجنید یا کوائف میں تبدیلی کے معاملات ہوتے ہیں۔ ان درخواستوں پر فوری عمل درآمد کرتے ہوئے AIMS سسٹم میں مطلوبہ تبدیلیاں کی جاتی ہیں۔

انتخابات

شعبہ جنرل سیکرٹری کے ذمہ ایک اہم کام جماعتوں میں انتخابات کے نظام اور معاملات کو دیکھنا ہے۔ 204 جماعتوں اور 78 لوکل حلقہ جات کے معمول کے سہ سالہ انتخابات کے علاوہ ہر ہفتہ میں تقریباً 4-3 معاملات ایسے موصول ہوتے ہیں جن پر کارروائی کی جاتی ہے۔ تمام عہدے داران کی منظوریاں بھجوا کر اُن کو AIMS سسٹم پر Update رکھا جاتا ہے۔

متفرق امور

ان مندرجہ بالا شعبہ جات کے علاوہ ماہانہ اجلاسات کے لئے مواد مہیا کرنا، ماہانہ احمدیہ بلیٹن کی اشاعت، نیشنل مجلس عاملہ کے اجلاس کا انتظام اور اس کی کارروائی کے ریکارڈ کے ساتھ ساتھ اس میں ہونے والے فیصلہ جات کا ریکارڈ اور اُن پر عمل درآمد کو یقینی بنانا۔ نیشنل شعبہ جات کی ماہانہ رپورٹوں پر مشتمل جماعت جرمنی کی ماہانہ رپورٹ مرکز بھجوانا، سالانہ مجلسِ شوریٰ کا انتظام اور اس سے متعلقہ معاملات، جماعتوں میں سے نمائندگان کا انتخاب، تجاویز پر کارروائی، شوریٰ کی سفارشات اور کارروائی منظوری کے لئے مرکز بھجوانا، شوریٰ کے فیصلہ جات پر عمل درآمد کو یقینی بنانا، نیز تمام مرکزی پروگراموں کی ہم آہنگی کا خیال رکھنا، سالانہ کیلنڈر کی تیاری و اشاعت، جماعتوں میں صدران اور لوکل جنرل سیکرٹریان کی سالانہ ٹریننگ کا انتظام (کورونا کی پابندیوں کے عرصہ میں ہر ماہ محترمی امیر صاحب کے ساتھ تمام صدرانِ جماعت کی آن لائن میٹنگ کا انتظام کیا جاتا ہے) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ جات کا پروگرام تیار کر کے اس کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے منظوری لینا اور دورہ کے دوران قافلہ کے سفر و حضر کے انتظامات نیز مختلف پروگراموں میں شعبہ جات کے درمیان رابطہ کو یقینی بنانا ہے۔ اس کے علاوہ ایسے تمام معاملات بھی شعبہ جنرل سیکرٹری کے کاموں میں شامل ہیں جو محترمی امیر صاحب کی طرف سے کارروائی کے لئے بھجوائے جاتے ہیں۔

کارکنان شعبہ جنرل سیکرٹری

مکرم محمد جری اللہ خان صاحب مربی سلسلہ ابن مکرم ظفراللہ خان صاحب نے مئی 2013ء میں برطانیہ سے جامعہ پاس کیا اور 26 اکتوبر 2014ء سے شعبہ ھٰذا میں خدمت بجالا رہے ہیں اور دسمبر 2014ء سے بطور نائب جنرل سیکرٹری خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

آپ کے فرائض میں خطوط کی تیاری، احمدیہ بلیٹن کی تیاری اور اشاعت، نیشنل مجلس عاملہ کے ماہانہ اجلاس کی رپورٹ اور فیصلہ جات پر عمل درآمد کا انتظام، مجلس شوریٰ کی تیاری، سالانہ کیلنڈر کی ترتیب و اشاعت نیز شعبہ کے مختلف النوع معاملات خصوصاً حضور انور کے دورہ جات کے دوران مختلف کام شامل ہیں۔

مکرم محمد یحییٰ زاہد صاحب ابن مکرم محمد ابراہیم شاد صاحب مرحوم 1999 سے شعبہ جنرل سیکرٹری میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ اس سے پہلے 1988 تا 1995 سیکرٹری مال ریجن بائرن، اور 1996 تا 1998 بطور قائد حلقہ گن ہائم فرینکفرٹ خدمت کی توفیق ملی۔

شعبہ ھٰذا کے تحت آپ کے فرائض میں جماعتی انتخابات کروانا، منظوریوں کا اجراء اور عہدیداران کا ریکارڈ رکھنا اور مجلس شوریٰ کے کاموں میں مدد شامل ہے۔

مکرم سہیل احمد ملک صاحب مربی سلسلہ ابن مکرم جمیل احمد ملک صاحب نے 2018ء میں جرمنی سے جامعہ پاس کیا اور 2019ء سے شعبہ جنرل سیکرٹری میں خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔شعبہ میں آپ کے ذمہ تمام ڈاک آمد و ترسیل کی سکیننگ اور ڈیجیٹل ریکارڈ، خطوط کی تیاری میں مدد، جماعتوں کی ماہانہ رپورٹوں کے جوابات کی تیاری شامل ہے۔

مکرم شہزاد احمد شیخ صاحب ابن مکرم منصور احمد اقبال صاحب 2010ء سے شعبہ جنرل سیکرٹری میں خدمت کی

توفیق پا رہے ہیں اور 2014ء سے شعبہ میں کل وقتی کارکن ہیں۔ 2015ء سے 2017ء تک بطور قائد مجلس Hofheim بھی خدمت سرانجام دے چکے ہیں۔آپ تجنید اور ڈاک کی ترسیل سے متعلقہ تمام معاملات کے انچارج ہیں۔

مکرم ناصر محمود صاحب ابن مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب 2006ء سے شعبہ جنرل سیکرٹری میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ کے ذمہ شعبہ جنرل سیکرٹری کے اخراجات کا حساب، بیت السبوح میں تمام نیشنل شعبہ جات کے لئے اسٹیشنری کے سامان کی خریداری اور حسب ضرورت تقسیم اور ڈاک کی ترسیل کا انتظام ہے۔

مکرم نصیر احمد چیمہ صاحب ابن مکرم غلام نبی چیمہ صاحب 2011ء سے شعبہ جنرل سیکرٹری میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ جرمنی آنے سے قبل سوئٹزرلینڈ میں پانچ سال بطور نیشنل سیکرٹری مال اور تین سال بطور نیشنل جنرل سیکرٹری خدمت کی توفیق پائی۔ یہاں آپ کے ذمہ ماہانہ رپورٹس اور شعبہ کے مختلف کاموں کے لئے صدران، لوکل امراء اور ریجنل امراء سے ٹیلیفون پر رابطہ ،اطلاعات بہم پہنچانا اور فوری نوعیت کے معاملات میں مدد کرنا ہے۔

مکرم عبد المنان بھٹی صاحب ابن مکرم محمد عالم صاحب 2017ء سے شعبہ جنرل سیکرٹری میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔آپ کے ذمہ جماعتوں اور لوکل امارتوں کی ماہانہ رپورٹس کا جائزہ تیار کرنا اور رپورٹوں کے اعداد و شمار کی تیاری میں مدد کرنا شامل ہے۔

مکرم سلیم الدین خان صاحب ابن مکرم عبد الرحمٰن خان صاحب بنگالی مرحوم سابق مبلغ امریکہ 1997ء سے لے کر 2010ء تک شعبہ جنرل سیکرٹری میں خدمت کی توفیق پائی۔ اس کے بعد 2021ء میں دوبارہ کام شروع کیا ہے۔ اس سے قبل لوکل امارت فرانکفرٹ میں بطور سیکرٹری وقفِ جدید، سیکرٹری تحریکِ جدید اور سیکرٹری جائیداد خدمت کی توفیق پا چکے ہیں۔ فی الوقت شعبہ ہذا میں روزانہ ڈاک کی فائیلنگ کا کام ان کے سپرد ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب خدمت کرنے والوں کو جزائے خیر سے نوازے اور خدمت کو قبول فرمائے، آمین۔

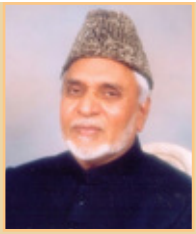

قرار دادِ تعزیت بر وفات
محترم پروفیسر چوہدری حمید اللہ صاحب مرحوم ومغفور

ہم ممبران تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی اپنے شفیق اور محسن استاد اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے وفادار خادم محترم پروفیسر چوہدری حمید اللہ صاحب کی رحلت پر اپنے دِلی رنج اور دُکھ کا اظہار کرتے ہوئے:

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ کل من علیھا فان و یبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال ولاکرام کہتے اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی جنت کے اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ان کے درجات بلند فرماتا چلا جائے۔

مرحوم واقف زندگی تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ان کو ایم۔اے کر لینے کے بعد تعلیم الاسلام کالج میں تعینات فرمایا جہاں آپ ریاضی کے پروفیسر کے طور پر خدمت بجالاتے رہے۔ آپ ہم میں سے بہتوں کے شفیق استاد تھے۔کالج میں چیف پراکٹر کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے۔ جلسہ سالانہ کی ڈیوٹی پہلے بطور ناظم مکانات کے شروع کی اور پھر سالہاسال افسر جلسہ سالانہ رہے۔ کالج میں تھے تو ان کو پرنسپل حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کا خاص اعتماد حاصل تھا۔ جب پاکستان میں تعلیمی ادارے قومیائے گئے تو بطور واقف زندگی اپنے آپ کو خلیفۂ وقت کی خدمت میں پیش کر دیا جس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے ان کو جماعتی اداروں میں خدمت کے لئے بلا لیا۔ صدر انجمن احمدیہ میں ناظر ضیافت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔تحریکِ جدید انجمن احمدیہ میں بطور وکیل اعلیٰ تحریکِ جدید آخر دَم تک خدمت پر مامور رہے۔ ذیلی تنظیموں میں آپ خدام الاحمدیہ میں پہلے مہتمم مال اور پھر صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور اسی صدر انصار اللہ مرکزیہ رہے۔آپ نہایت ذہین، کم گو، منکسر المزاج، شفیق اور محنتی انسان تھے۔غرباء کی خاموشی سے مالی امداد بھی کیا کرتے تھے۔

ہم پیارے امام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور مرحوم کی اہلیہ محترمہ۔ ان کے فرزند محترم رشید اللہ صاحب، ان کی صاحبزادیوں محترمہ طیبہ صاحبہ اور محترمہ رضوانہ صاحبہ اور خاندان کے جملہ افراد سے اس صدمہ پر دِلی تعزیت کے جذبات پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ کر جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اس عظیم صدمہ پر صبر جمیل عطا فرمائے اور ہمیشہ ان کا حامی و ناصر رہے۔

ہم ہیں ممبران تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی

مرسلہ: چوہدری عبد الغفور ڈوگر صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی

جماعت احمدیہ جرمنی کے
جنرل سیکرٹریانِ کرام

مکرم شمس الحق صاحب

مکرم شمس الحق صاحب ابن مکرم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب مرحوم 1954ء میں ربوہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم تعلیم الاسلام ہائی سکول و کالج ربوہ سے حاصل کی۔ گھر میں دینی ماحول کے باعث اطفال الاحمدیہ کی عمر سے ہی جماعتی خدمت کی سعادت حاصل ہوتی رہی۔ اطفال الاحمدیہ میں بطور سائق اور سیکرٹری تعلیم و تربیت خدمت کا موقع ملا۔ مجلس خدام الاحمدیہ دارالرحمت وسطی ربوہ میں بطور معتمد اور زعیم حلقہ خدمت کی توفیق پائی۔

1974ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ پاکستان کی نیشنل اسمبلی میں جماعت کا مؤقف بیان کرنے کے سلسلہ میں تشریف لے گئے تو ربوہ کی خلافت لائبریری میں مولانا دوست محمد شاہد صاحب و دیگر علماء کی زیرِ نگرانی 18 روز حوالہ جات نقل کرنے کی سعادت بھی ملی۔ 1977ء میں جرمنی آمد کے بعد اس وقت جرمنی کے امیر مکرم نواب منصور احمد خان صاحب کے ساتھ ان کی رہنمائی میں جماعتی خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ پہلی مجلس عاملہ میں بطور جنرل سیکرٹری اور اس کے بعد سیکرٹری مال، ایڈیٹر الناصر، ایڈیٹر اخبار احمدیہ جرمنی، ایڈیٹر بلیٹن جماعت احمدیہ جرمنی، صدر تاریخ کمیٹی جرمنی، نائب صدر قضاء بورڈ جرمنی خدمت کی توفیق ملی۔

2000ء تا 2007ء بطور نیشنل سیکرٹری وقفِ نَو خدمت کی توفیق ملی۔ نیز 2007ء سے 2010ء تک سیکرٹری تعلیم و تربیت لوکل امارت فرانکفرٹ خدمت کی توفیق ملی۔ 2011ء میں جرمنی سے انگلستان منتقل ہوگئے اور اس وقت دفتر پرائیوٹ سیکرٹری شعبہ ملاقات میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

مکرم مقصود احمد صاحب

مکرم مقصود احمد صاحب ابن مکرم بشارت احمد صاحب مرحوم 1946ء میں بمقام لاہور (پاکستان) پیدا ہوئے۔ ان کے خاندان میں احمدیت آپ کے پڑدادا مکرم ہاشم دین صاحب کے ذریعہ آئی۔ لاہور میں ہی ایم اے اردو تک تعلیم حاصل کی۔ کمپیوٹر پروگرامنگ لاہور سے سیکھی۔ 1975ء میں جرمنی منتقل ہوگئے۔ اس وقت فرانکفرٹ مشن میں مکرم مولانا فضل الٰہی انوری صاحب بطور مبلغ انچارج خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ ان کی نگرانی میں مختلف شعبہ جات میں خدمات کی توفیق ملتی رہی۔ اسی زمانہ میں جرمن زبان میں کورس کر کے مہارت حاصل کی۔ 1976ء سے وکیل Hans Hoffman کے پاس ملازمت اختیار کی۔ اس ملازمت کے دوران بہت سارے پاکستانیوں کی ترجمانی اور خدمت کی توفیق ملی۔ 1984ء میں مجلس عاملہ جرمنی کے پہلے انتخابات میں جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ 1986ء میں صدر جماعت Rödelheim منتخب ہوئے۔ سیکرٹری تعلیم القرآن لوکل امارت فرانکفرٹ کے طور پر بھی خدمت کی توفیق ملی۔ 1984ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دورۂ جرمنی کے سلسلہ میں وفد کے ویزوں کے حصول کے لئے انتظامی امور میں تاریخی خدمت کرنے کی توفیق ملی۔

مکرم عبدالرحیم احمد صاحب

مکرم عبدالرحیم احمد صاحب ابن مکرم چودھری عبدالغنی صاحب مرحوم کے خاندان میں احمدیت ان کے دادا مکرم مولوی عبدالعزیز صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ آئی۔ آپ کا تعلق ضلع گجرات کے چک سکندر سے ہے۔ 1975ء میں جرمنی آنے کے بعد جلد ہی جرمن زبان میں مہارت حاصل کی۔ 1976ء تا 1984ء بطور صدر جماعت Radevormwald خدمت کی توفیق ملی۔ 1985ء میں فرانکفرٹ منتقل ہوگئے اور مرکز میں مختلف خدمات کی توفیق ملی۔ اس وقت نئی جماعتیں قائم ہو رہی تھیں۔ جنرل سیکرٹری کے علاوہ ایڈیٹر اخبار احمدیہ جرمنی، سیکرٹری تعلیم و تربیت جرمنی، سیکرٹری وقفِ عارضی جرمنی اور اسسٹنٹ جنرل سیکرٹری جرمنی کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔

مکرم شمس الحق صاحب

مکرم مقصود احمد صاحب

مکرم عبدالرحیم احمد صاحب

مکرم مبشر احمد باجوہ صاحب

مکرم عبدالرشید بھٹی صاحب

مکرم مبشر احمد باجوہ صاحب

مکرم مبشر احمد باجوہ صاحب شہید ابن چودھری محمد شفیع صاحب مرحوم 1941ء میں داتا زید کا میں پیدا ہوئے اور وہیں ایف۔اے تک تعلیم حاصل کی۔ 1966ء میں پاکستان ایئرفورس میں ملازمت اختیار کی۔ بچپن سے ہی جماعتی خدمت کا شوق رکھتے تھے اور جماعتی تنظیموں میں فعال رُکن رہے۔ 1974ء میں جرمنی آ گئے اور امریکن ایئر بیس میں ملازمت اختیار کر لی۔ مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی کے دستِ راست اور حقیقی معنوں میں سلطانِ نصیر تھے۔ جہاں ضرورت ہوتی، فوری طور پر کام سنبھال لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بے شمار استعدادوں سے نوازا تھا۔ گروس گیراؤ ناصر باغ میں مسجد بیت الشکور اور دیگر دفاتر کی تعمیر میں وقارِ عمل کی نگرانی کی۔ اس کے علاوہ بطور سیکرٹری جائیداد جرمنی، سیکرٹری امورِ عامہ جرمنی، ریجنل امیر فرانکفرٹ خدمت کی توفیق پائی۔مرحوم کو حضورؒ کے دورہ جات جرمنی کے دوران بطور نگران قافلہ شاندار خدمت اور میزبانی کی توفیق ملتی رہی۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 17 فروری 1995ء میں آپ کو ایم ٹی اے جرمنی کا انچارج مقرر فرمایا۔ ایم ٹی اے جرمنی سٹوڈیو کے قیام کے سلسلہ میں انگلستان سے واپسی کے دوران ایک ٹریفک حادثہ میں شہید ہو گئے۔ ان کی شہادت اور صفاتِ حسنہ کا ذکر حضورؒ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 25 اگست 1995ء میں بڑے پیارے انداز میں کیا۔ واحد پنجابی نظم بھی حضورؒ نے ان کی شہادت پر کہی جو جلسہ سالانہ جرمنی 1995ء کے اختتامی اجلاس میں پڑھی گئی۔

مکرم عبدالرشید بھٹی صاحب

مکرم عبدالرشید بھٹی صاحب ابن مکرم محمد عبداللہ خان صاحب مرحوم 1949ء میں موضع حیاتی نزد سادھوکی ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ 1966ء میں خود بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہونے کی سعادت پائی۔ والد صاحب اہلِ حدیث فرقہ سے تعلق رکھتے تھے اور جماعت کے ساتھ معاندانہ رویہ رکھتے تھے۔ والد صاحب اور دیگر خاندان والوں نے ان سے آٹھ سال تک بائیکاٹ کیا۔ 1966ء میں تعلیم الاسلام ہائی ربوہ سے نمایاں پوزیشن میں میٹرک پاس کیا۔ 1968ء میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے ایف اے پاس کیا اور اسی دوران حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے کلاس فیلو رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ 1973ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اکنامس کیا۔ 1976ء میں وکالت کی ڈگری لاء کالج لاہور سے حاصل کی۔ اس کے بعد نصرت جہاں سکیم کے تحت وقف کر کے نائیجیریا میں 1977ء تا 1985ء تدریسی خدمت کی توفیق پائی۔ 1986ء میں جرمنی آ کر مختلف جماعتی خدمات میں مصروف ہو گئے۔ جماعت احمدیہ جرمنی میں اسسٹنٹ جنرل سیکرٹری، سیکرٹری وقفِ عارضی، سیکرٹری تحریک جدید کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ جنرل سیکرٹری کے ذمہ مختلف امور کی انجام دہی کے لئے موصوف کے ساتھ مکرم حمید اللہ ظفر صاحب، مکرم انس محمود منہاس صاحب، مکرم عبدالرحیم احمد صاحب، مکرم شیخ کلیم اللہ صاحب، مکرم عبدالکریم زاہد صاحب، مکرم محمد رشید جوئیہ صاحب، مکرم محمد اسلم شاد صاحب مرحوم، مکرم رانا سعید احمد خان صاحب، مکرم شاہد حمید عباسی صاحب اور مکرم ملک محمد انور صاحب خدمت کی توفیق پاتے رہے، فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔موصوف نے اپنے عرصہ خدمت کے بارہ میں تأثرات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ انہوں نے امیر صاحب جرمنی کو نہایت شفیق، رحم دل اور ایک عظیم انسان پایا۔ آپ ہر معاملہ میں شفقت کے ساتھ میری رہنمائی کرتے رہے اور یہ خوشگوار احساس ابھی تک تازہ ہے۔

مکرم عبدالشکور اسلم خان صاحب

مکرم عبدالشکور اسلم خان صاحب ابن حضرت محمد ظہور خان صاحب پٹیالوی صحابی حضرت مسیح موعودؑ 5/اکتوبر 1936ء کو بدوملہی پاکستان میں پیدا ہوئے۔ کراچی پاکستان میں ایم۔اے اسلامک ہسٹری کرنے کے بعد قانون کی ڈگری (ایل ایل بی) حاصل کی۔ جولائی 1988ء میں مع اہل وعیال جرمنی آ گئے۔ یہاں آ کر مختلف جماعتی خدمات میں مصروف ہو گئے۔ دسمبر 1988ء میں نیشنل سیکرٹری تعلیم جرمنی مقرر ہوئے۔مئی 1989ء کی مجلس شوریٰ میں سیکرٹری تبلیغ جرمنی منتخب ہوئے۔ آپ کو نائب افسر جلسہ گاہ کی ذمہ داریاں بھی ادا کرنے کا موقع ملا۔ 1990ء میں نائب امیر جرمنی کی ذمہ داری بھی سونپی گئی۔

مکرم ڈاکٹر محمود احمد طاہر صاحب

مکرم ڈاکٹر محمود احمد طاہر صاحب ابن مکرم چودھری مولیٰ بخش صاحب مرحوم 1942ء میں بمقام ونجواں تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے خاندان میں سب سے پہلے آپ کے والد صاحب کو 1924ء میں احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ ابتدائی تعلیم محمد آباد

مکرم عبدالشکور اسلم خان

مکرم ڈاکٹر محمود احمد طاہر صاحب

مکرم زبیر خلیل صاحب

مکرم عدیل خرم عباسی صاحب

مکرم محمد الیاس مجوکہ صاحب

سکول سے حاصل کی۔ اس کے بعد تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ سے 1957ء میں میٹرک پاس کیا۔ 1960ء میں ویٹنری کالج لاہور میں داخل ہوگئے۔ اس وقت مکرم سید حضرت اللہ پاشا صاحب مرحوم قائد مجلس خدام الاحمدیہ تھے جنہوں نے موصوف کو زعیم مجلس مقرر فرمایا۔ اس کے بعد سانگھڑ اور حیدر آباد (سندھ) میں مختلف جماعتی خدمات بطور قائد مجلس، قائد ضلع، صدر جماعت، امیر ضلع خدمت کی توفیق پائی۔ 1990ء میں سرکاری ملازمت سے ریٹائرمنٹ لے کر جرمنی آ گئے۔ جرمنی میں بطور اسسٹنٹ سیکرٹری تبلیغ جرمنی، سیکرٹری وقفِ عارضی، سیکرٹری وقفِ نو، سیکرٹری تربیت، ایڈیشنل جنرل سیکرٹری جرمنی، دو مرتبہ جنرل سیکرٹری جرمنی، دو مرتبہ نائب امیر جرمنی خدمت کی توفیق پائی۔ اس وقت سیکرٹری امورِ عامہ ہیں۔

مکرم زبیر خلیل صاحب

مکرم زبیر خلیل صاحب ابن حافظ عطاء الحق صاحب مرحوم کے خاندان میں احمدیت آپ کے دادا مکرم عبدالحق صاحبؓ مرحوم صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ آئی۔ آپ کے دادا کا تعلق ضلع گجرات 'جوڑا کرنانہ' سے تھا۔ قبولِ احمدیت کے بعد قادیان چلے گئے اور حضرت مسیح موعودؑ کے وقت اور بعد میں بھی قرآن مجید و دیگر مذہبی کتب کی کتابت کیا کرتے تھے۔ مکرم زبیر خلیل صاحب نے 1971ء میں پنجاب یونیورسٹی سے گریجوایشن کی۔ 1972ء میں آرمی میں بطور کمیشنڈ آفیسر ملازمت اختیار کی۔ طالبِ علمی کے زمانہ میں لاہور، مری، ایبٹ آباد اور کراچی میں مجلس خدام الاحمدیہ اور مختلف جماعتی شعبوں میں خدمت کی توفیق پائی۔ 1990ء میں جرمنی آ گئے جہاں جنوری 1994ء میں انہیں نیشنل سیکرٹری تربیت اور اس کے کچھ عرصہ بعد سیکرٹری تبلیغ مقرر کیا گیا اور 1995ء میں بطور سیکرٹری تبلیغ جرمنی منتخب ہوئے۔ اس کے بعد جولائی 1997ء میں جنرل سیکرٹری جرمنی مقرر کیے گئے۔ اس تقرری کے فوراً بعد مکرم زبیر خلیل صاحب نے اس شعبہ کو وسعت دے کر انتظامی امور کی انجام دہی کے لئے ایک مضبوط ٹیم تیار کی۔ جن میں مکرم ہارون رشید رانا صاحب، مکرم راجا یوسف صاحب، مکرم اکرام اللہ چیمہ صاحب، مکرم عبدالباسط بھٹی صاحب، مکرم یحییٰ زاہد صاحب، مکرم انس محمود منہاس صاحب، مکرم خلیل رانا صاحب، مکرم شیخ رافع احمد صاحب، مکرم کاشف سمیع عارف صاحب، مکرم حمید اللہ ظفر صاحب اور مکرم عدیل خرم عباسی صاحب نے نمایاں خدمات کی توفیق پائی۔

2001ء میں انٹرنیشنل جلسہ سالانہ جرمنی پر بین الاقوامی مہمانوں کے سارے انتظامات شعبہ جنرل سیکرٹری کے تحت انجام پائے۔ آپ کے دورِ خدمت میں جماعت کے مرکز بیت السبوح میں استقبالیے کا شعبہ قائم کیا گیا تا کہ جماعتی ہیڈ کوارٹر سے چوبیس گھنٹے رابطہ کیا جا سکے۔ بطور سیکرٹری تربیت جرمنی اور نائب امیر جرمنی بھی خدمت کی توفیق پائی۔

مکرم عدیل خرم عباسی صاحب

مکرم عدیل خرم عباسی صاحب ابن مکرم شاہد حمید عباسی صاحب 1981ء میں فرانکفرٹ جرمنی میں پیدا ہوئے۔ 2002ء میں Abitur کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد آئی ٹی میں تعلیم حاصل کی۔ 2007ء تا 2015ء ایک بنک میں ملازمت کی۔ آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے پڑدادا مکرم محمد شفیع عباسی صاحب ساکن دو بُرجی ضلع گوجرانوالہ کے توسط سے 1927ء میں آئی۔

عدیل عباسی صاحب نے ابتداء میں مجلس خدام الاحمدیہ کے ناظم تعلیم حلقہ Griesheim اور 1998ء میں معتمد مقامی فرانکفرٹ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ 2000ء میں شعبہ تبلیغ جرمنی میں خدمت کا موقع ملا۔ 2004ء میں جنرل سیکرٹری کے تحت شعبہ ملاقات میں خدمت کا موقع ملا۔ 2007ء میں نیشنل جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ اس دوران مکرم محمد زاہد یحییٰ صاحب، مکرم شیخ رافع صاحب، مکرم شہزاد احمد شیخ صاحب، مکرم سلیم الدین خان صاحب، مکرم مبارک احمد صاحب چودھری مرحوم، مکرم رانا خلیل احمد صاحب، مکرم ذکاء اللہ صاحب، مکرم شاہد حسن صاحب، مکرم ناصر احمد صاحب اور مکرم غلام احمد صاحب کا خصوصی تعاون حاصل رہا۔ 2008ء میں خلافت جوبلی کی جرمنی بھر میں تقریبات کے لئے مرکز کی طرف سے موصولہ Logo کو تمام جماعتوں تک پہنچانے کی توفیق ملی۔ 2009ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی سربراہی میں ہونے والی خصوصی مجلس شوریٰ کے دوران بطور سیکرٹری مجلس شوریٰ خدمت کی توفیق ملی۔

مکرم محمد الیاس مجوکہ صاحب

مکرم محمد الیاس مجوکہ کے والد محترم محمد یوسف مجوکہ صاحب مرحوم تھے۔ آپ کے خاندان میں سب سے پہلے موصوف کے دادا مکرم محمد خان مجوکہ صاحب کو احمدیت قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ والد صاحب مرحوم 12 سال پاکستان ائرفورس میں ملازمت کے بعد 1971ء میں لیبیا ہجرت کر گئے تھے۔ قریباً اٹھارہ سال وہاں ملازمت کرنے کے بعد اگست 1989ء میں سب افرادِ خانہ جرمنی ہجرت کر آئے۔ مکرم الیاس صاحب کی پیدائش لیبیا کی ہی ہے اس لئے پاکستان میں جلسہ سالانہ پر شامل ہونے کے علاوہ زیادہ رہنے کا موقع نہیں ملا۔ دسمبر 1989ء میں مجلس میونسٹر میں مکرم الیاس صاحب کو قائد مجلس کی خدمت سونپی گئی۔ 1991ء میں جب خدام الاحمدیہ کے زون قائم ہوئے تو آپ کو زون اوسنابرک کا زونل قائد مقرر کر دیا گیا۔ چند سال بعد 1995ء میں خدام الاحمدیہ کے نئے ریجن تشکیل دئے گئے تو انہیں بطور ریجنل قائد ریجن میونسٹر خدمت دی گئی۔ نومبر 1996ء تا اکتوبر 1997ء نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ میں مہتمم تعلیم، نومبر 2000ء تا اکتوبر 2001ء مہتمم امور طلباء اور نومبر 2001ء تا اکتوبر 2002ء مہتمم تربیت نیز بطور نائب صدر خدام الاحمدیہ خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ علاوہ ازیں 1995ء سے 2002ء تک سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کی انتظامیہ میں مختلف حیثیتوں سے شامل رہے نیز جلسہ سالانہ پر بطور نائب افسر مختلف شعبہ جات میں خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ 2002ء سے 2010ء تک جماعت کی نیشنل عاملہ میں نیشنل سیکرٹری تبلیغ اور 2010ء سے اب تک بطور نیشنل جنرل سیکرٹری خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ نیز 2015ء سے تا حال بطور افسر جلسہ سالانہ مہمانان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت کی سعادت بھی حاصل ہے، الحمد للہ۔

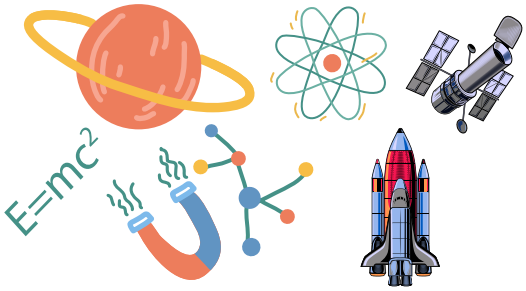

دلچسپ سائنسی خبریں

(مرتّبہ: مکرم زاہد ندیم بھٹی صاحب)

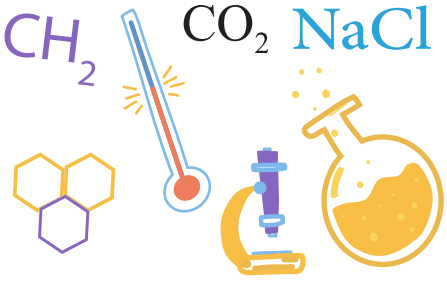

کائنات کے آغاز کا سراغ لگانے کی کوشش

امریکی، یورپین اور کینیڈا کی خلائی ایجنسیوں کی مشترکہ کاوش سے زمین سے 15 لاکھ کلومیٹر دور خلا میں ایک ٹیلی سکوپ بھجوانے کی مکمل تیاری کرلی گئی ہے اور ان دنوں اس کے عدسے کے آخری ٹیسٹ ہو رہے ہیں۔اس ٹیلی سکوپ میں بہت سی باتیں ایسی ہیں جن کا تصوّر بھی انسان کو حیران کر دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کیسی کیسی تخلیقی صلاحیتوں سے نواز رکھا ہے۔مثلاً اوّل تو اس ٹیلی سکوپ کا عدسہ ہے جس کا قطر (diameter) ساڑھے چھ میٹر ہے۔ یہ عدسہ فولڈ کرکے ایک راکٹ میں پیک کیا جائے گا اور خلا میں خودکار طریقے سے اس کے 18 مختلف حصے کھل کر جُڑ جائیں گے۔ دوسرا اس ٹیلی سکوپ کی شکل مکڑی کے جالے سے مشابہت رکھتی ہے جس کی وجہ سے اس کا خلا میں تیرنا آسان ہوگا۔اسی شکل کی مناسبت سے اس ٹیلی سکوپ کو "James Webb Space Telescope" کا نام دیا گیا ہے۔اس عظیم قامت کی ٹیلی سکوپ کو لے جانے والا راکٹ یورپین خلائی تحقیق کے ادارے ESA نے فراہم کیا ہے۔اس نہایت ہی جدید ٹیلی سکوپ کو خلا میں اپنے اجزا کو ترتیب دینے اور تصاویر لینے کے لئے اپنی پوزیشن درست کرنے کے لئے دو ہفتوں کا وقت درکار ہوگا۔یاد رہے کہ مریخ پر

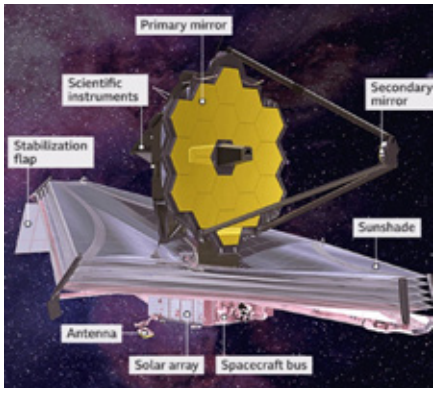

بھجوائے جانے والے روبوٹ کو یہ مرحلہ طے کرنے میں صرف سات منٹ لگے تھے۔ رواں سال 31 اکتوبر تک اگر کامیابی سے یہ ٹیلی سکوپ خلا میں پہنچ کر اپنا کام شروع کرسکی تو یہ کائنات میں سب سے پہلے روشن ہونے والے ستاروں کا سراغ لگا سکے گی۔

https://www.flickr.com/photos/nasawebbtelescope/albums/72157629134274763

وہ لفظ جو میرے گمان میں تھے

مؤرخہ 12 مئی 2021ء کو سائینسی جریدے Nature میں شائع ہونے والی ایک تحقیق کے مطابق انسانی ذہن میں پیدا ہونے والی سوچ کو باقاعدہ الفاظ میں تبدیل کرنا اور اس کی کمپوزنگ کرنا ممکن ہے۔ Stanford یونیورسٹی میں ایک 65 سالہ شخص پر تحقیق کی گئی جس میں اس کے سر پر 2 الیکٹروڈز (برقی رَو کی شناخت کرنے والا آلہ) لگا دیے گئے۔ بعدازاں اس شخص کے ذہن میں پیدا ہونے والی سوچ کے نتیجہ میں جو برقی ارتعاش پیدا ہوا اس کو ایک نہایت پیچیدہ سائینسی عمل کے ذریعے سے الفاظ میں ڈھالا گیا اور کامیابی سے 15 الفاظ فی منٹ کمپیوٹر سکرین پر کمپوز کرلیے گئے۔ حیرت انگیز بات تو یہ ہے کہ جس شخص پر یہ تجربہ کیا گیا وہ سالوں پہلے ریڑھ کی ہڈی پر آنے والی ایک چوٹ کے نتیجہ میں مفلوج ہو چکا تھا لیکن سالوں بعد بھی اس کے ہاتھوں اور پیروں سے برقی سگنل موصول ہو رہے تھے۔ اس نہایت حیرت انگیز لیکن کارآمد ٹیکنالوجی سے

مفلوج انسانوں کو زبان مل سکے گی۔ وہ اپنی ضرورت یا مطلب بغیر گفتگو کیے دوسروں پر واضح کرسکیں گے۔

F.R. Willett et al. High-performance brain-to-text communication via handwriting. Nature. Published online May 12, 2021. doi: 10.1038/s41586-021-035062

مچھر مار مچھر

امریکی ریاست فلوریڈا میں پہلی مرتبہ جینیاتی تبدیلیوں کے حامل مچھروں کو کھلی فضا میں اڑنے اور افزائش نسل کرنے کیلئے آزاد چھوڑ دیا گیا۔بعض حلقوں اور تنظیموں کی شدید مخالفت کے باوجود فلوریڈا میں اس تجربہ کی اجازت دے دی گئی اور اپریل 2021ء کے آخر میں ان مچھروں کو آزادانہ پرواز کیلئے چھوڑ دیا گیا۔ اس تحقیق پر نظر رکھنے والے سائنسدانوں کے مطابق مورخہ 12 مئی 2021ء کو یہ مچھر افزائش نسل کی عمر کو پہنچ چکے ہیں۔لیکن آخر ایسا کیوں کیا گیا؟ اس لیے کہ ان مچھروں میں کی جانے والی جینیاتی تبدیلی کے باعث جب یہ مچھر ڈینگی بخار اور Zika کے جراثیم پھیلانے والے مچھروں سے ملاپ کریں گے تو اس کے نتیجہ میں جو مادہ لاروا پیدا ہوں گے وہ زندہ نہیں رہ سکیں گے۔ اور اس طرح اگلی نسل میں خطرناک بیماریاں پھیلانے والے مچھروں کی تعداد قدرتی طور پر کم ہوتی چلی جائے گی۔ اس تجربہ میں ہفتہ وار 12 ہزار جینیاتی تبدیلیوں کے حامل مچھر فضا میں چھوڑے گئے اور یہ عمل 12 ہفتوں تک دہرایا جائے گا۔

مسلم دنیا میں سائنس کا عروج وزوال

(مکرم ڈاکٹر شکیل احمد شاہد صاحب، برلن۔ پی ایچ ڈی بائیو کیمسٹری)

اسلام نے دنیا کو بڑے بڑے سائنسدان عطا کئے جنہوں نے سائنس اور تحقیق کے میدان میں بیش بہا خدمات سرانجام دیں۔علوم طب ہوں یا فلکیات، انجینئرنگ ہو یا تعمیرات، ریاضی ہو یا کیمیا وطبیعات ہر میدان میں مسلمان سکالرز نے اپنا لوہا منوایا۔ایک وقت تھا کہ اسلام اور مسلمان کا نام ہی علم دوستی، سائنس اور تحقیق کا عکاس تھا۔ بغداد کو حصول علم کے لئے شاید اس سے بھی بلند مقام حاصل ہو جو آج برطانیہ یورپ اور امریکہ کے شہروں کو ہے۔ دور دور سے مسلم اور غیر مسلم افراد علم کی پیاس بجھانے کے لئے بغداد کا رخ کرتے۔ زیر نظر مضمون میں ہم اختصار سے مسلمانوں کی ترقی، سائنس میں خدمات اور بالآخر علم دوستی سے علم دشمنی کے سفر پر طائرانہ نظر ڈالیں گے۔

باقاعدہ سکولز اور اساتذہ کا انتظام

کسی بھی معاشرے میں تعلیم کے فروغ کے لئے سکول elementary schools سب سے اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ آج دنیا میں جو نظام تعلیم رائج ہے یہ اسلام ہی کا مرہون منت ہے۔ مساجد کا عبادات کے ساتھ ساتھ درس و تدریس کے لئے استعمال تو ہمارے پیارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ کے زمانہ مبارک میں ہی شروع ہوا جس کے لئے مسجد نبوی میں ایک طرف چبوترہ قائم کیا گیا جس میں علم سیکھنے والے اصحاب مستقل سکونت رکھتے، جنہیں اصحاب صفہ کہتے ہیں۔ یوں آغاز اسلام میں درس و تدریس کے لئے پہلے پہل مساجد کے اندر ہی باقاعدہ جگہ مختص ہوتی۔ ہزار سال قبل مسلم ممالک میں مساجد ہی اسکولز تھیں۔ مذہب اور سائنسی تعلیم میں کچھ فرق نہ تھا، وہی مساجد نماز پڑھنے کے لئے اور وہی درس و تدریس کے لئے استعمال ہوتیں۔ 1066ء میں سلجوکوں نے بغداد میں نظامیہ سکول قائم کیا جو پہلا سکول تھا جس کی عمارت محض حصول تعلیم کے لئے بنائی گئی۔ یوں مسلمانوں نے سب سے پہلے نظام تعلیم شروع کیا اور اساتذہ کی باقاعدہ تنخواہیں مقرر کیں۔

ہمارے پیارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ کے حصول علم پر مبنی ارشادات پر عمل کرتے ہوئے مسلمانوں نے چند دہائیوں میں ہی دریافتوں اور ایجادات کے نئے نئے باب رقم کرنا شروع کر دیئے۔ وہ ورثہ جو یونانیوں نے چھوڑا تھا، اسے لے کر بڑی سُرعت سے آگے بڑھے اور ان میں نئے علوم کا اضافہ کرتے چلے گئے۔ ان نئی دریافتوں میں اہلِ علم تو الگ، عام مزدور پیشہ افراد بھی قرآنِ کریم کے احکامات کی پابندی میں آسمانوں اور زمین کی پیدائش پر تفکر کرتے ہوئے اپنا حصہ ڈالتے نظر آتے ہیں۔

کافی کی دریافت اسی غور و فکر اور تفکر کا نتیجہ ہے جس کا سہرہ ایتھوپیا کے ایک مسلمان خالد نامی چرواہے کے سر ہے جس نے مشاہدہ کیا کہ اس کی بکریاں ایک

خاص پودے کی سرخ بیریاں (red berries) کھاکر چاق وچوبند اور چست ہو جاتی ہیں۔ اس بارہا مشاہدہ کا ذکر اس نے علما سے کیا جو اس دور کے ماہر سکالرز بھی تھے اور نہ صرف عبادت وریاضت میں بلکہ جستجوئے علم میں بھی نمایاں مقام رکھتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اس مشاہدہ کو تجربہ کی کسوٹی پر پرکھتے ہوئے اس بیری کو کھانے کی بجائے پانی میں اُبال کر پینا شروع کیا اور چاک وچوبند رہنے کے لئے واقعی مفید پایا۔ راتوں کو عبادات کے لئے جاگنے والے صوفیا کو نیند پر غلبہ پانے کے لئے یہ نسخہ صحیح ہاتھ لگا۔ چنانچہ یمن کے صوفیوں نے رات دیر تک عبادت کے لئے اسے پینا شروع کیا جسے al-qahwa کا نام دیا گیا۔ یہاں سے یہ مسلم ممالک میں ہوتا ہوا، حج پر آنے والوں اور تاجروں کی بدولت دنیا کے مختلف ممالک میں پہنچ گیا۔ یہ سرخ بیریاں دراصل اس پودے کی تھیں جسے آج دنیا کافی کے نام سے جانتی ہے اور ہر روز دنیا بھر میں اس کے ڈیڑھ ارب کپ پیئے جاتے ہیں۔

جامعات، یونیورسٹیز کا قیام

آج یونیورسٹیز کسی بھی ترقی یافتہ ملک کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اعلی تعلیم اور صنعت وحرفت کے حصول کی ان درس گاہوں کی داغِ بیل اسلام نے ڈالی۔ اسکولز کی طرح ان کا آغاز بھی مساجد ہی سے ہوا۔ انہیں جامعہ کہتے ہیں جو مسجد کے لئے بولے جانے والے عربی لفظ جامع کا اسم مؤنث ہے۔ آج بھی ان میں سے کچھ مساجد کو دنیا کی قدیم ترین یونیورسٹیز کا درجہ حاصل ہے۔مثلاً، مصر میں ہزار سال پرانی مسجد جامعۃ الاظہر جس نے ابن الہیثم، ابن الخلدون جیسے بے شمار عظیم سکالرز دنیا کو دیئے۔

دنیا کی سب سے قدیم یونیورسٹی جامعہ القراوین (al- Qarawinyyin) جسے ایک مسلمان خاتون نے 859ء میں تعمیر کروایا آج بھی مراکش کے شہر فیض میں کام کر رہی ہے۔ فاطمہ الفہیری جنہوں نے اپنے امیر والد سے کثیر ورثہ پایا، اپنے پیسوں کو ایک عظیم جامعہ بنانے کے لئے صرف کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ جس دن اس کی بنیاد رکھی گئی، سے تب تک کہ اس جامعہ کا افتتاح ہوا یہ پاکباز خاتون باقاعدہ روزہ رکھتی رہیں۔

ابن الہیثم اور کیمرہ کی ایجاد

Ibn al-Haytham: The father of optics

اگر یہ کہا جائے کہ کیمرہ کے بغیر اکیسویں صدی ادھوری ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ ڈیجیٹل وسوشل میڈیا کے روح رواں کیمرہ کی بنیادی دریافت ایک مسلمان سائنسدان ابن الہیثم نے رکھی۔عراق کے شہر بصرہ میں 965ء میں پیدا ہونے والے ابن الہیثم نے قدیم یونانی سکالرز کے صدیوں سے نہ حل طلب سوال کا جواب اپنے تجربات سے دیا اور ثابت کیا کہ ہماری آنکھوں سے شعاعیں نہیں نکلتیں بلکہ روشنی کی شعاعیں اشیا سے ٹکرا کر جب ہماری آنکھوں میں داخل ہوتی ہیں تو ہم انہیں دیکھ پاتے ہیں۔ اس سے پہلے غالب خیال یہی تھا کہ انسانی آنکھوں سے شعاعیں نکلتی ہیں جن کی بدولت ہم اپنے ماحول کو دیکھتے ہیں۔ ابن الہیثم نے اندھیرے کمرے میں ایک طرف چھوٹا سا سوراخ کیا، جس کی مخالف سمت میں سفید کاغذ لگا کر انہوں نے اپنے نظریہ کو ثابت کیا۔ کمرے سے باہر موجود اشیاء سوراخ سے داخل ہونے والی روشنی کی بدولت کاغذ پر اُلٹی شبیہ نظر آنا شروع ہوگئیں۔ انہوں نے اسے qamara کا نام دیا۔ یہ دنیا کا سب سے پہلا کیمرا تھا جسے لاطینی زبان کے الفاظ camera obscura یعنی اندھیرا کمرہ کے نام سے یاد رکھا جاتا ہے۔ آپ کی شہرہ آفاق کتاب المناظر (جسے Book of Optics کہتے ہیں) نے سائنس کی شاخ Optics کی بنیاد رکھی۔ اسی کتاب کے لاطینی ترجمہ کو پڑھ کر صدیوں بعد غیر مسلم سائنسدانوں نے بڑے بڑے کارنامے انجام دئے۔

ہوائی جہاز جس کے موجد رائٹ برادرز ہیں اور جن کی بدولت ہم مہینوں کے سفر کو چند گھنٹوں میں طے کر لیتے ہیں، مسلمان سائنسدان عباس ابن فرناس نے رائٹ برادرز سے ایک ہزار سال قبل اس کی کامیاب بنیاد رکھ دی تھی۔ ہوائی جہاز کی نظریاتی اور کسی حد تک عملی ایجاد کا تعلق اس عظیم مسلمان سائنسدان سے ہے۔عباس ابن فرناس نے نویں صدی میں فلائینگ ونگ flying wing بنا لیا جس سے انہوں مختصر مگر کامیاب اُڑان بھری۔ یہ دنیا کی سب سے پہلی فلائنگ مشین تھی جو ہوا میں گلائیڈ کرسکتی تھے۔ تاہم لینڈنگ کے لئے اس فلائنگ مشین میں دُم tail نہ ہونے کے باعث آپ لینڈنگ کرتے وقت اپنی کمر کو شدید زخمی کر بیٹھے۔

علم طب، جراحی، ادویات

مسلمان سائنسدان الزہروی Al-Zahrvi جنہیں مغرب میں Abulcasis کے نام سے جانا جاتا ہے 936ء میں سپین میں پیدا ہوئے۔علم طب پر آپ کی تیس جلدوں پر مشتمل کتاب التصریف Al-Tasrif نے میڈیسن، جراحی، ادویات، ڈینٹل سرجری وغیرہ سے متعلق دنیا کو مفصل معلومات مہیا کیں۔ یہ کتاب اپنی ذات میں علم طب پر انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے اور صدیوں تک یورپ میں میڈیکل نصاب کے طور پر پڑھائی جاتی رہی۔ آپ نے آنت سے بنے دھاگے catgut کو نہ صرف جسم کے اندر ٹانکہ لگانے کے لئے استعمال کیا اور internal surgery کی بنیاد رکھی بلکہ ادویات کو آنت سے بنے خول میں محفوظ کر کے موجودہ کیپسول کی بنیاد رکھی جسے آسانی سے نگلا جاسکے۔ آپ نے 200 سے زائد آلات جراحی ڈیزائن کئے جو تھوڑی بہت تبدیلی کے ساتھ آج بھی عمل جراحی میں استعمال ہو رہے ہیں۔

مذکورہ بالا چند ایک مثالوں کے علاوہ بھی بہت سے دیگر شعبوں مثلاً شہروں کی منصوبہ بندی، گندے پانی کے نکاس، صاف پانی کی ترسیل، زراعت کے فروغ، علم تعمیرات، عوام کے لئے غسل خانے، باغات،

فوارے، لائبریریوں کے قیام، wind mills, navigation,maps، گھڑیال، علومِ ریاضی، کیمیا وغیرہ میں بھی مسلمان سائنسدانوں نے کارہائے نمایاں سرانجام دئے۔

Inventions: The Enduring Legacy of Muslim Civilization حوالہ کے لئے دیکھئے۔ (1001)

مسلمان حکمرانوں کا کردار

اس علم دوستی میں مسلمان حکمرانوں کا بھی بہت عمل دخل رہا ہے۔ چنانچہ بغداد میں مسلمان حکمرانوں کی خواہش ہوتی تھی کہ دنیا کی ہر کتاب ان کی لائبریری کا حصہ بنے۔بعض تو یہ کہا کرتے کہ جو محبت انہیں کتابوں سے ہے وہ اپنے تخت و تاج سے بھی نہیں۔ عباسی خلیفہ ہارون الرشید نے 786ء میں بغداد میں ایسی جدید اکیڈیمی بنائی جس کا نام بیت الحکمت تھا اور جسے دنیا house of wisdome کے نام سے یاد رکھے ہوئے ہے۔ یہاں دنیا بھر سے مختلف علوم کے ماہر سکالرز اکٹھے کر دئے گئے جو تحقیق کے میدان میں نئی سے نئی بلندیاں حاصل کرتے گئے۔ آپ کے بیٹے خلیفہ مامون الرشید نے اس اکیڈیمی کو وسعت دے کر مختلف علوم کے لئے علیحدہ شاخیں قائم کر دیں۔ خلیفہ مامون الرشید نے قدیم یونانی کتب کے عربی میں تراجم کروا کے سکالرز کے لئے تحقیق کی راہ ہموار کی۔ ارسطو، بقراط کی کتب اور اسی طرح دیگر یونانی کتب کے تراجم کروائے گئے۔ آپ نے قدیم کتب کے تراجم کو فروغ دینے کے لئے یہ طریق اختیار کیا کہ مترجم کو ترجمہ کی ہوئی کتاب کے وزن برابر سونا بطور انعام دیا جاتا۔ انہی کتب کا بعد ازاں بارھویں صدی میں عربی سے لاطینی اور دیگر یورپی زبانوں میں ترجمہ کیا گیا اور خوب استفادہ کر کے ماڈرن سائنس کی داغ بیل ڈالی گئی۔

خلیفہ مامون الرشید نے 829ء میں دنیا کی سب سے قدیم رَصدگاہ Al-Shammisiyyah observatory کی بنیاد رکھی۔مسلمان ماہر فلکیات نے قبلہ کے رُخ اور نمازوں کے اوقات کا تعین اور قرآنی احکامات کے تحت کائنات کے اسرار جاننے کے لئے فلکیات پر بہت ریسرچ کی اور بڑے بڑے دماغ پیدا کئے۔ الخوارزمی نے 830ء میں اور البیرونی نے 973ء میں اپنے تجربات ومشاہدات سے ثابت کر دیا کہ زمین ساکن نہیں بلکہ مستقل حرکت میں ہے۔ ان مسلم سائنسدانوں سے تقریباً آٹھ سو سال بعد اٹلی کے مشہور ماہر فلکیات گلیلیو بھی اپنے تجربات کی بنیاد پر اسی نتیجہ پر پہنچے، مگر چرچ نے انہیں سزا دے کر نظر بند کر دیا۔ بدقسمتی سے آج مسلمانوں میں بھی ایک طبقہ پیدا ہوگیا ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ زمین ساکن ہے۔

انحطاط کی بعض وجوہات

قارئین کرام! اب اگر مسلمان سائنس میں اس قدر آگے تھے اور دنیا کو بڑے بڑے دماغ جیسے جابر ابن حیان، الراضی، الکندی، ابنِ سینا وغیرہ دیئے تو پھر جمود کی کیفیت کیوں طاری ہوگئی جو آج بھی مسلم دنیا پر طاری ہے۔

اس کی بہت سی وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ مسلم دنیا کی خدا تعالیٰ سے دوری بنی۔ مساجد جب نیکی اور تقویٰ سے عاری ہونے لگیں تو اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے فضل کا ہاتھ کھینچ لیا۔ یوں وہ ترقی جو تمام علوم کے سرچشمہ علیم خدا کی جانب سے دی جا رہی تھی وہ رُک گئی۔ اس پر مستزاد یہ کہ جن مساجد کی بدولت اسلام کا علم وتحقیق میں ساری دنیا میں ڈنکا بجا، جب ہدایت سے خالی ہونے لگیں تو انہی مساجد سے نکلنے والے فتوؤں نے مسلمانوں کو علم وتحقیق کی دوڑ، کہ جس میں وہ سرفہرست تھے، بہت پیچھے لا کھڑا کیا۔طوالت کے خوف سے درج ذیل دو مثالوں پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

پندرھویں صدی عیسوی میں جرمنی میں Johannes Gutenberg نے چھاپہ خانہ ایجاد کرلیا اور یوں کتب کی اشاعت میں بہت تیزی آگئی۔ بدقسمتی سے سلطنت عثمانیہ جو اس وقت تک دنیا پر راج کر رہی تھی، کے شیخ الاسلام نے 1515ء میں فتوی دیا کہ چھاپہ خانہ کا استعمال حرام ہے۔ اور سلطان سلیم اوّل نے چھاپہ خانہ استعمال کرنے والوں پر سزائے موت لگا دی۔ یوں علم وتحقیق کی اس دوڑ میں مسلمانوں کو عمداً ساڑھے تین سو سال تک کے لئے روک دیا گیا۔ اس ایک فتویٰ نے مسلمانوں کو اتنا نقصان پہنچایا جتنا شاید سب اسلام مخالف عناصر مل کر بھی نہ پہنچا پاتے۔ چنانچہ مسلمانوں کو اپنی غلطی کا احساس ہونے میں جو عرصہ لگا، تب تک غیر مسلم دنیا سائنسی علوم میں برتری حاصل کر چکی تھی۔ اس فتویٰ کے ساڑھے تین سو سال بعد جا کر کہیں مسلم دنیا میں چھاپہ خانہ سے کتب چھپنا شروع ہوئیں۔ ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ شیخ السلام کے فتویٰ سے محض دو سال بعد یورپ میں Martin Luther King نے اپنے مقالہ کے ذریعہ عوام الناس کی عیسائی کٹھ ملائیت سے جان چھڑوائی اور یورپ میں سائنس کی راہ ہموار کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ اسی طرح ایشیا کی بہترین رَصدگاہ (observatory) کو 1580ء میں اس فتویٰ کی بنیاد پر تباہ کر دیا گیا کہ آسمان کے رازوں سے پردہ اٹھانا کفر ہے۔

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ کا لاکھ شکر ہے کہ اس نے آنحضور ﷺ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی بنیاد رکھ دی اور آپ علیہ السلام کو آپ کے فرقے کے لوگوں میں ویسی ہی علم ومعرفت عطا کرنے کا وعدہ دیا جس کے مستحق اوائل اسلام کے مومنین بنے۔ یوں کئی سو سال کے طویل جمود کے بعد دنیا نے ڈاکٹر محمد عبدالسلام کی صورت میں ایک عظیم مسلمان سائنسدان دیکھا جنہوں نے سائنس کے میدان میں خاطر خواہ خدمات انجام دیں اور اپنی خداداد ذہانت اور جدید نظریات کی بدولت دنیائے سائنس کا سب سے اعلیٰ، نوبل انعام حاصل کر کے پہلے نوبل انعام یافتہ مسلمان سائنسدان کا اعزاز حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں کی اس بارش کو حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی جماعت پر جاری وساری رکھے اور جماعت احمدیہ میں ایسے بڑے بڑے سائنسدان پیدا کرے جو سائنسی علوم کے اس گمشدہ ورثہ کو واپس لا کر اسلام کی جھولی میں ڈالنے والے ہوں، آمین۔

بحری جہاز کے عرشہ پر
ایک چاندنی رات

(محمد انیس دیالگڑھی)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دورۂ یورپ 1924ء سے واپسی کے دوران بحری جہاز کے عرشہ پر بپا ہونے والی ایک پُرلطف محفل کا ذکر کرتے ہوئے حضرت چودھری محمد ظفراللہ خانؓ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

’’جہاز پر حضورؓ اوّل درجے میں تھے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب، حضرت حافظ روشن علی صاحب، حضرت خان ذوالفقار علی خاں صاحب، چودھری محمد شریف صاحبؓ اور خاکسار دوسرے درجہ میں تھے۔ باقی تمام اصحاب عرشے کے مسافر تھے ان کے لئے رسد وغیرہ وینس سے خریدی گئی تھی۔ باورچی ساتھ تھا اس لئے انہیں کھانے کے متعلق کوئی دقت نہیں تھی۔ انہوں نے عرشے کے اپنے حصے پر اپنے لئے خوب آرام دہ انتظام کرلیا تھا۔ ہم لوگ کھانے یا وضو کے لئے اپنے درجوں میں جاتے تھے۔ ورنہ سارا وقت عرشے پر احباب کے ساتھ گذرتا تھا۔ وہیں نمازیں ادا ہوتی تھیں۔ وہیں حضورؓ کے جلوہ افروز ہونے کے باعث محفل عرفان قائم ہوتی تھی۔ تمام سفر کے دوران موسم بفضل اللہ خوشگوار رہا، فالحمدللہ۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ، حضورؓ کے ارشاد کے ماتحت کچھ عرصہ قاہرہ قیام کرنے کے لئے پورٹ سعید سے رخصت ہوئے۔ حضورؓ نے بہت دعاؤں کے ساتھ پُرنم آنکھوں سے آپ کو رخصت کیا۔

بحیرہ قلزم سے گذرتے ہوئے ایک چاندنی رات میں حضورؓ مع رفقاء دوسرے درجے کے اوپر کے عرشے پر تشریف فرما تھے۔ کسی خادم کی گذارش پر ارشاد ہوا کہ حاضرین مجلس میں سے ہر ایک دو چار شعر سنائے۔ باقی تمام خدام تو تعمیل ارشاد میں کامیاب ہوگئے، صرف خاکسار بوجہ شدید حجاب کے قاصر رہا۔ آخر میں جملہ خدام کی گذارش پر حضورؓ بھی شعر سنانے پر رضامند ہوگئے۔ لیکن ارشاد فرمایا کہ سب احباب قریب ہو جائیں میری آواز زیادہ فاصلے پر سنی نہ جائے گی۔ خاکسار تو پہلے ہی حضورؓ کے دست راست پر بیٹھا تھا، باقی احباب سب قریب ہوگئے اور حضورؓ نے غالب کی غزل ؏

’اے تازہ واردانِ بساطِ ہوائے دل‘

کچھ ایسے درد انگیز لہجہ میں سنائی کہ سب آنکھیں پُرنم ہوگئیں۔ (تحدیثِ نعمت صفحہ 223، 224 طبع ثانی 1981ء)

ظلمت کدے میں میرے شبِ غم کا جوش ہے — اک شمع ہے دلیلِ سحر سو خموش ہے

نے مژدۂ وصال نہ نظارہ جمال — مدت ہوئی کہ آشتی چشم و گوش ہے

مے نے کیا ہے حسن خود آرا کو بے حجاب — اے شوق! ہاں اجازت تسلیم ہوش ہے

گوہر کو عقد گردن خوباں میں دیکھنا — کیا اوج پر ستارۂ گوہر فروش ہے

دیدار بادہ حوصلہ ساقی نگاہ مست — بزم خیال مے کدۂ بے خروش ہے

اے تازہ واردان بساط ہوائے دل — زنہار اگر تمہیں ہوس نائے و نوش ہے

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو — میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہے

ساقی بہ جلوہ دشمن ایمان و آگہی — مطرب بہ نغمہ رہزن تمکین و ہوش ہے

یا شب کو دیکھتے تھے کہ ہر گوشۂ بساط — دامان باغبان و کف گل فروش ہے

لطف خرام ساقی و ذوق صدائے چنگ — یہ جنت نگاہ وہ فردوس گوش ہے

یا صبح دم جو دیکھیے آ کر تو بزم میں — نے وہ سرور و سوز نہ جوش و خروش ہے

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی — اک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خموش ہے

آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں — غالبؔ صریر خامہ نوائے سروش ہے

(مرتّبہ: مدبر احمد خان)

بلند ترین چوٹیوں پر لوائے احمدیت لہرانے والا
عبدالوحید وڑائچ

ایک پُرعزم، حوصلہ مند اور قربانی کے لیے ہمیشہ کمربستہ رہنے والے، پُرجوش داعی الی اللہ اور جماعت کے فعّال خادم مکرم عبدالوحید وڑائچ صاحب، صدر جماعت Waldshut جرمنی، دنیا کے چھ برّاعظموں کی بلند ترین چوٹیوں پر خالصۃً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچانے کی خواہش کو لئے پہنچے اور اس کے بعد دنیا کے بلند ترین پہاڑ Mount Everest پر لوائے احمدیت لہرانے میں کامیاب ہوئے اور اس چوٹی سے واپسی کے سفر کے دوران صحت کے کچھ مسائل پیدا ہو گئے۔ بظاہر ہر ممکن تدبیر موجود تھی، آکسیجن تو زائد ساتھ لے کر گئے تھے۔ انسانی کوشش کی حد تک ہر مدد بھی کی گئی۔ لیکن تقدیرِ الٰہی غالب آ گئی اور 12 مئی 2021ء کو آپ اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شہید عبدالوحید وڑائچ صاحب 1980ء میں پاکستان کے شہر سرگودھا میں پیدا ہوئے، مرحوم پیدائشی احمدی تھے۔ آپ کے خاندان میں سب سے پہلے آپ کے دادا محترم سید محمد وڑائچ صاحب کو سنہ 1967ء کو بیعت کرنے کی سعادت ملی جو چک نمبر 35 جنوبی ضلع سرگودھا کے رہائشی تھے۔ پھر آپ کے والد مکرم خادم حسین وڑائچ صاحب نے ذاتی تحقیق کے بعد سنہ 1969ء میں احمدیت قبول کرنے کی توفیق پائی۔

اسلام اور احمدیت سے محبت کی بنیادیں مرحوم کے دل میں بچپن سے ہی پڑتی گئیں۔ جب آپ کے والد مکرم خادم حسین وڑائچ صاحب قائد ضلع اور بعد میں بطور قائد علاقہ خدمت کی توفیق پا رہے تھے تو کم عمر عبدالوحید اپنے والد محترم کے جماعتی کاموں کے وقت ساتھ ہوتے۔ اور پورے ضلع کی مجالس میں دورہ جات پر بھی ساتھ جاتے اور راتیں بھی مساجد میں گزارتے۔ ایسے ہی ایک موقع پر، ضیاء الحق کے ظالمانہ دور میں مکرم خادم حسین وڑائچ صاحب ایک احمدی کے مقدمہ کی عدالتی کارروائی سننے کے لیے گئے۔ وہاں موجود لوگوں نے آپ کو پہچان لیا کیونکہ آپ فعال جماعتی کارکُن اور پُرجوش مبلغ سلسلہ تھے جن کے ذریعے سے کئی بیعتیں بھی ہوئیں، اور آپ پر پتھر برسانے شروع کر دیے۔ نَو عمر عبدالوحید نے یہ نظارہ بڑے حوصلے اور جرأت مندی سے دیکھا۔ وڑائچ صاحب کو معجزانہ طور پر شفاء ہوئی کہ آپ کو سر پر گہرا زخم پہنچا تھا۔ آپ کے والد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں ایک خط لکھا اور کم عمر عبدالوحید کے انتقام کی خواہش اور بلندیِ عزم کا ذکر کیا۔ حضور رحمہ اللہ نے اس خط کے جواب میں تحریر فرمایا۔

”آپ کے بچے کا حوصلہ اور استقامت اور پُرعزم باتیں تو بہت قابلِ رشک ہیں۔ اس کی باتیں بہت پیاری لگیں۔ اسے کہیں انتقام کا جذبہ دل میں ہی رکھے۔ جو بھی انتقام لینا ہوگا میں بعد میں بتا دوں گا لیکن یہ انتقام وہی ہوگا جو ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مخالفوں سے لیا تھا“۔

عبدالوحید وڑائچ صاحب کے والدین نے حق کی خاطر اپنے غیر احمدی رشتہ داروں سے بھی الگ ہو جانا گوارا کر لیا۔ والدین کی اس قربانی نے بھی بے شک عبدالوحید صاحب کے خیالات اور کردار پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ آپ دس سال کی عمر میں اپنے والدین کے ساتھ یورپ آئے۔ اور یہاں آنے کے بعد آپ نے ان قربانیوں کو رائیگاں نہ جانے دیا نہ ہی اپنے مقصود کو گنوایا۔ آپ کی بلند ہمتی اور بلندیِ کردار اس بات سے

نمبر	برّاعظم	بلندی (میٹر)	پہاڑ	تاریخ
1	جنوبی امریکا(ارجینٹینا)	6961	Mount Aconcagua	3 دسمبر 2014ء
2	یورپ(سیاسی نقشہ،French Alps)	4810	Mont Blanc	29 اگست2015ء
3	افریقہ(تنزانیہ)	5895	Mt.Killimanjaro	24 دسمبر2015ء
4	یورپ(ارضیاتی نقشہ،Caucasus روس)	5642	Mt.Elbrus	23 اگست2016ء
5	انٹارکٹیکا	4892	Mt.Vinson	10 دسمبر2018ء
6	آسٹریلیا(ارضیاتی نقشہ،Guinea انڈونیشیا)	4884	Mt.Carstensz(Puncak Jaya)	یکم جنوری2019ء
7	آسٹریلیا(سیاسی نقشہ)	2228	Mt.Kosciuszko	8 جنوری2019ء
8	شمالی امریکا(Alaska)	6194	Mt.McKinley(Denali)	7 جون2019ء
9	ایشیا(نیپال/چائنہ)	8848	Mount Everst	12 مئی2021ء

بھی ظاہر ہوتی ہے کہ جب آپ کو سوئٹزرلینڈ میں اسکول کے داخلے کے وقت انتظامیہ نے نسبتاً کم درجہ کے سکول Hauptschule میں بھیجنے کا کہا تو آپ ایک کو امتحان پاس کر کے بہتر اسکول میں داخلہ مل گیا۔ اور اس کے تھوڑے عرصے بعد ہی آپ نے دوسرا امتحان دیا اور سب سے بہتر درجے کے اسکول Gymnasium میں داخل ہو گئے۔ اپنی جوانی میں بھی آپ نے تعلیم کے میدان میں کامیابیاں حاصل کیں اور ہمیشہ اپنی نظر بلند رکھی۔ بہترین یونیورسٹیز میں تعلیم حاصل کی, سوئٹزرلینڈ کی ETH یونیورسٹی اور امریکا کی Cornell یونیورسٹی میں بھی اپنی تعلیم کا کچھ حصہ مکمل کیا۔ آپ نے Software Development کے

Mt. Denali in Alaska 6194 m, (highest mountain of North America)

میدان میں اعلیٰ تعلیم اور مہارت حاصل کی تھی۔ نیز HSG یونیورسٹی سے MBA کی ڈگری بھی حاصل کی۔ باوجود اس مصروفیت کے آپ ہمیشہ خدمتِ دین میں بھی پیش پیش رہتے اور سوئٹزرلینڈ میں مختلف خدمات کی توفیق پاتے رہے، آپ نے 6سال بطور صدر مجلس خدام الاحمدیہ سوئٹزرلینڈ خدمت کی توفیق پائی، نیشنل سیکرٹری تربیت سوئٹزرلینڈ

Mt. Kilimanjaro, Tanzania 5895 m, (highest point of Africa)

اور نیشنل سیکرٹری سمعی و بصری رہے، انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹکٹس اینڈ انجینئرز (IAAAE) سوئٹزرلینڈ کے چیئرمین رہنے کی بھی توفیق پائی اور اس سلسلے میں آپ نے تنزانیا اور نائجر میں Water for Life کے منصوبے کے تحت خدمت کی توفیق پائی۔ Humanity First کے جنرل سیکرٹری رہنے کی بھی آپ کو توفیق ملی اور اس سلسلے میں آپ کو زمبابوے میں خدمت کرنے کا موقع ملا۔ دعوت الی اللہ کے میدان میں اپنی صلاحیتوں کو بھرپور انداز میں بروئے کار لاتے، تبلیغی نشستوں میں لیکچر دینے کے بعد سوالات کے جوابات بھی بڑے مؤثر اور دلنشیں انداز میں دیتے۔ مالی قربانی میں اپنی مثال آپ تھے، آغازِ جوانی میں ہی نظامِ وصیّت میں شمولیت اختیار کرنے کی سعادت پائی، اپنی شہادت سے چند دن پہلے آپ نے سَو مساجد اسکیم میں ایک مسجد کی تعمیر کا خرچ اٹھانے کا بھی وعدہ کیا تھا اور اس کے لئے پچاس ہزار یورو کی خطیر رقم ادا بھی کر چکے تھے۔جس کا ذکر انہوں نے اپنے آخری سفر پر روانہ ہوتے ہوئے اپنے

Mt. Vinson 4892 m, (highest point on the continent Antarctica)

ایک دوست اور مقامی قائد مجلس کو ایک صوتی پیغام میں کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے جذبے اور آپ کی قربانی کو شرفِ قبولیت بخشے، آمین۔ اپنی جوانی میں ہی آپ کو حج کی بھی توفیق ملی۔ آپ خلافت سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ خدمت کا غیر معمولی جذبہ آپ کے دل میں موجزن تھا۔ آپ کی بلندیِ کردار اور اولوالعزمی آپ کے بہن بھائیوں اور

Mt. Elbrus, Russia 5642 m, (highest point of continental Europe)

دعوت الی اللہ کے ایک پروگرام کے دوران لیکچر دیتے ہوئے شہید مکرم عبدالوحید وڑائچ صاحب

ہر چھوٹے بڑے کے لیے نمونہ تھی۔ آپ کے چھوٹے بھائی مکرم راشد وڑائچ صاحب نے بتایا کہ کہا کرتے تھے کہ جہاں بھی ملازمت شروع کرنی ہو، اپنے افسر کو پہلے دن ہی بتا دیا کریں کہ ہمیں ادائیگی نماز کے لئے جگہ کی ضرورت ہوگی اور نماز جمعہ کے لئے بھی پہلے سے ہی طے کر لیا کریں۔ تا کہ بعد میں کسی قسم کا تناؤ پیدا نہ ہو۔ چنانچہ آپ کو اس حوالہ سے کبھی مشکل پیش نہ آئی۔

آپ کو بچپن سے ہی کوہ پیمائی کا شوق تھا جو وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتا گیا۔ چنانچہ آپ نے یورپ کے قریباً سبھی بلند پہاڑوں پر ہائیکنگ کی۔ اس کے علاوہ دنیا کے

Mt. Carstensz Pyramid (Puncak Jaya) 4884 m, Papua, Indonesia

دیگر بہت سے ممالک میں بھی کوہ پیمائی کرتے رہے۔ آپ کے قریبی بتاتے ہیں کہ 2014ء سے آپ کے دل میں اس خواہش نے جنم لیا کہ احمدیت کا جھنڈا بھی ہر برِّاعظم کی بلند ترین چوٹی پر لہرائیں۔ اور گویا ظاہراً بھی لوائے احمدیت کو باقی تمام پرچموں سے بلند تر کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس خواہش کو پورا کیا۔ ہر چوٹی سر کر کے آپ تین جھنڈے چوٹی پر لہراتے تھے، لوائے احمدیت، پاکستان اور سوئٹزرلینڈ کا جھنڈا۔ چونکہ پہاڑوں اور چوٹیوں کے سلسلے میں دو طرح کے نقشے رائج ہیں، یعنی ارضیاتی نقشہ (geological map) اور سیاسی نقشہ (political map)، اس وجہ سے کسی برِّاعظم کی بلند ترین چوٹی میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ مثلاً سیاسی نقشے کے مطابق یورپ کا بلند ترین پہاڑ Mt. Blanc مانا جاتا ہے لیکن ارضیاتی نقشے کے مطابق یورپ کا بلند ترین پہاڑ Mt. Elbrus ہے جو روس میں واقع ہے۔ اس اختلاف کی وجہ سے آپ نے ہر اس چوٹی پر لوائے احمدیت لہرایا جسے ارضیاتی یا سیاسی نقشے کے مطابق بلند ترین مانا جاتا ہے اور یوں آپ نے 9 چوٹیوں پر لوائے احمدیت لہرانے کی سعادت پائی۔ اس طرح آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کے پورا ہونے میں منفرد انداز میں ایک عظیم کردار ادا کر گئے کہ آپ کے ذریعہ حضور علیہ السلام کا پیغام بلندی کے اعتبار سے بھی زمین کے کناروں تک پہنچا۔ مزید دلچسپ امر یہ ہے کہ آپ جھنڈا لہرانے کے بعد ان چوٹیوں پر ایک لوائے احمدیت گاڑ کر بھی آتے اور اپنے اس آخری مشن میں موصوف جرمنی، مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس انصار اللہ کے پرچم بھی لے کر گئے تھے۔

Mt. Kosciuszko 2228 m, highest point of Australia (political map)

اپنے اس مشن کے آخری اور دنیا کے بلند ترین پہاڑ Mount Everest پر 12 مئی 2021ء کو مکرم عبدالوحید وڑائچ صاحب نے لوائے احمدیت لہرانے کی توفیق پائی۔ لیکن اس کامیاب مشن سے واپسی پر آپ کی صحت بگڑ گئی اور راستے میں ہی آپ بقضائے الٰہی وفات پا گئے، انا للہ و انا الیہ راجعون۔ فیض احمد فیضؔ نے ایسے ہی لوگوں کے بارے میں خوب کہا ہے۔

انہی کے فیض سے بازارِ عقل روشن ہے
جو گاہ گاہ جنوں اختیار کرتے ہیں

آپ کی اِس المناک وفات پر جرمنی، سوئٹزرلینڈ اور برطانیہ کے ذرائع ابلاغ بڑی تفصیل سے خبریں شائع اور نشر کر رہے ہیں جن میں شہید عبدالوحید وڑائچ کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا جا رہا ہے۔ بی بی سی اردو نے آپ کی وفات پر ایک خبر شائع کی جس میں اس بات کا بھرپور ذکر کیا کہ آپ کو جماعت پر مظالم اور خصوصاً آپ کے والد صاحب پر مذہبی شدت پسندوں کے حملے کی وجہ سے پاکستان چھوڑنا پڑا۔ اس خبر میں اس بات کا بھی ذکر ہے کہ آپ چوٹی پر پاکستان اور سوئٹزرلینڈ کے جھنڈے کے ساتھ ساتھ جماعتِ احمدیہ کا جھنڈا بھی لہراتے تھے۔ سوِس اخبار Blick نے آپ کی وفات پر ایک ویڈیو رپورٹ نشر کی۔ اور ایک مضمون میں آپ کے والدین اور مقامی احمدی احباب کے جذبات شائع کیے جن میں آپ کے اعلیٰ اخلاق کا بھرپور ذکر ملتا ہے۔ Waldshut -Tiengen کے اخبار نے بھی آپ کی وفات پر ایک خبر شائع کی اور یہ سُرخی لگائی "اس کی آخری چوٹی۔ عبدالوحید وڑائچ Mount Everest پر وفات پا گیا"۔

باقی صفحہ 46 پر

نامہ نگار خصوصی کے قلم سے

رپورتاژ

یہ نغمہ فصلِ گُل و لالہ کا نہیں پابند

جرمنی میں رمضان المبارک، عید الفطر 1442ھ بمطابق 2021ء

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں اپنی زندگیوں میں ایک مرتبہ پھر ماہِ رمضان المبارک دیکھنا نصیب ہوا، الحمدللہ۔ ماہ رمضان میں ہر ملک اور ہر شہر کی ہر مسجد نمازیوں سے بھر جایا کرتی ہے، فرض نمازوں کے ساتھ ساتھ نمازِ تراویح کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے، نماز مغرب سے پہلے افطاری کے موقع پر بھی غیر معمولی رونق ہوتی ہے، نماز فجر کے بعد درس حدیث، نماز ظہر یا عصر کے بعد درسِ قرآن عجب بہار دکھاتا ہے اور ہر جمعہ پر حاضری غیر معمولی طور پر بڑھ جاتی ہے۔غرضیکہ ماہ رمضان میں ہر طرف موسم بہار کا سماں ہوتا ہے۔ مگر گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی یعنی 1442ھ بمطابق 2021ء رمضان مختلف گزرا۔لیکن جیسے شاعر نے کہا ہے ع یہ نغمہ فصلِ گُل و لالہ کا نہیں پابند

اس سال بھی ساری دنیا کو رونا وائرس کی زد میں رہی اور اس موذی وبا کا مقابلہ کرنے کے لئے حکومت نے حفاظتی اقدامات کے طور پر بہت سی ہدایات جاری کر رکھی تھیں۔ گو کہ اب کورونا وائرس کے غیر معمولی حالات اور پابندیوں کی عادت ہو چکی ہے لیکن رمضان میں ان پابندیوں کا احساس دوچند ہو جاتا ہے۔جس جس علاقے میں انفیکشن کا تناسب ایک لاکھ افراد پر سَو لوگوں سے زیادہ رہا، ان میں اضافی قوانین لاگو ہو گئے جن میں رات دس بجے کے بعد سے کرفیو بھی شامل ہے۔

احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن جرمنی (MAMO) نے ان شرائط پر پورا اُترنے کے لئے ایک منصوبہ تیار کیا۔ ان قوانین اور ہدایات کی پابندی کے ساتھ مساجد میں نماز باجماعت ادا کی جاتی رہی۔بعض علاقوں میں نمازِ عشاء کے لیے شہر کی انتظامیہ کے ساتھ مل کر ایک اجازت نامہ تیار کیا گیا جس کے ساتھ کرفیو کے باوجود نماز کے لیے آنے جانے کی اجازت میسر تھی۔ نمازِ تراویح کی ادائیگی البتہ ممکن نہ ہوئی۔ کچھ جگہوں پر اس بات کا بھی اہتمام کیا گیا کہ نمازِ عید میدان میں ادا کی گئی تا کہ کھلی فضا میں نماز ادا کرنے سے انفیکشن کے امکان کو کم سے کم رکھا جاسکے۔ اس کے علاوہ حفاظتی اقدامات کے سلسلہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رہنمائی کی روشنی میں درج ذیل ہدایات دی گئی تھیں:

1۔نمازیوں کی تعداد مسجد کی مناسبت سے محدود رکھی جائے۔

2۔مسجد کے دروازے پر خدام کی ڈیوٹی لگائی جائے۔

3۔مسجد آنے والے تمام احباب کی فہرست تیار کی جائے تا کہ جب کسی میں مرض کی تشخیص ہو تو chain of infection کا پتا کیا جاسکے۔

4۔تمام نمازی حفاظتی ماسک لازماً پہن کر آئیں۔

5۔تمام احباب اپنا جائے نماز ساتھ لے کر آئیں۔

6۔جوتوں کی جگہ پر نمبر لگائے جائیں تا کہ جوتے جلد اتارے اور پہنے جا سکیں۔

7۔پندرہ تا ساٹھ سال تک کے صرف صحتمند مرد احباب کو مسجد میں آنے کی اجازت تھی۔

8۔نمازیوں کے درمیان ڈیڑھ سے دو میٹر کا فاصلہ رکھنے کا اہتمام کیا گیا۔

اسی طرح مساجد میں کم سے کم وقت کے لئے احباب کو رکنے کی اجازت تھی، باہمی میل ملاپ پر پابندی رہی اور دیگر تمام حکومتی پابندیوں پر بھی سختی سے عمل کیا گیا۔

چنانچہ ان شرائط اور پابندیوں کے ساتھ جرمنی بھر میں رمضان کے یہ ایام گزرے، الحمدللہ۔ رمضان کے بعد عید الفطر بھی ہر جگہ اِسی ماحول میں ادا کی گئی۔

تاہم اس کا یہ بھی ہرگز مطلب نہیں کہ ان ایام میں نمازوں اور دیگر عبادات سے رخصت رہی بلکہ ان ایام میں ہر گھر ہی مسجد بن گیا ہے اور احباب جماعت اپنے اہل وعیال کے ساتھ نماز باجماعت کا باقاعدہ اہتمام کرتے رہے، نماز جمعہ بھی گھروں میں ادا کی جارہی ہے اور عید الفطر بھی ادا کی گئی۔ نمازوں کے بعد درس دینے کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ اس ضمن میں بڑے ایمان افروز واقعات بھی ہو رہے ہیں جن سے بچوں اور بڑوں میں غیر معمولی جوش و جذبہ اور بیداری کا علم ہوتا ہے۔ نمازوں کے ساتھ ساتھ نماز تراویح بھی ادا کی جاتی رہی جس سے نوجوانوں کو اپنے اپنے طور پر حفظ قرآنِ کریم کی دہرائی کا بہت عمدہ موقع میسّر آیا۔مرکزی طور پر درسِ قرآن وحدیث و ملفوظات کا انتظام بھی کیا گیا جو ہر روز ایم ٹی اے جرمنی کی لائیو سٹریم پر نشر ہوتا رہا اور اس سے ہزاروں احباب جماعت اپنے اپنے گھروں میں رہتے ہوئے مستفید ہوتے رہے۔غرضیکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان حالات میں بھی ہر احمدی نے بھرپور انداز میں رمضان گزارا اور اپنی اپنی استطاعت کے مطابق اپنے رب کو منانے کی کوشش کی، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ محض اپنے فضل سے ہم سب کی عبادات و ریاضات قبول فرمائے اور ہمیں نیکی اور تقویٰ میں ہمیشہ بڑھاتا چلا جائے اور ہم اُس چراغ کی طرح ہو جائیں جو اونچی جگہ پر رکھا جاتا ہے، آمین۔

مسجد بیت الشکور گروس گیراؤ

مسجد فضل عمر ہمبرگ

قسط ششم

اپنی کہانی
اپنی زبانی

ایک مخلص و باوفا مربی سلسلہ

مکرم محمد امداد الرحمٰن صدیقی صاحب کی ایمان افروز باتیں

صحابہ کرامؓ سے ملاقاتیں

جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ صحابہ کرامؓ سے ملاقات کر کے دعائیں لیتا رہا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عالی مرتبت فرزندوں سے تو ملاقات کا موقع نہیں مل سکا کیونکہ میرے جامعہ آنے (1968ء) بلکہ احمدی ہونے (1966ء) سے بھی پہلے ان سب بزرگ ہستیوں کی وفات ہو چکی تھی۔ تاہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بڑی صاحبزادی حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی خدمت میں دعا کے لئے خط لکھتا رہا جن کا جواب بھی ملتا تھا۔ علاوہ ازیں اس وقت حیات صحابہ کرامؓ سے بہت کوشش کر کے ملاقاتیں کرتا۔ ایک ڈائری میں ان صحابہ کرامؓ کے نام بھی نوٹ کئے تھے۔خوب یاد ہے کہ 33 صحابہ کرامؓ سے ملاقات کر کے دعا کی درخواست کرتا رہا۔بعض بزرگ صحابہ کرامؓ کا مختصر ذکر کرتا ہوں۔

حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں شریک ہونے کا موقع ملا۔ میرے ربوہ جانے کے تھوڑے دنوں بعد ہی سنوری صاحب کی وفات ہوئی تھی۔ آپ ایک مرتبہ مشرقی پاکستان کے سفر پر بھی آئے تھے۔حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہان پوریؓ کی رہائش کوارٹرز صدر انجمن احمدیہ میں تھی۔مسجد مبارک میں درس کے بعد ان کے گھر جا کر ان سے ملتے اور دعا کے لئے درخواست کرتا تھا۔حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب رضی اللہ عنہ ناظرِ اعلیٰ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سب سے بڑے بیٹے صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب کے بیٹے تھے، سے بھی ملاقات رہی۔حضرت قاضی محمد عبداللہ بھٹی صاحبؓ امریکا میں بطور مبلغ خدمت بجا لاتے رہے، ہر وقت دعا کرتے رہتے تھے۔حضرت مسیح موعودؑ نے 313 صحابہ کرامؓ کے نام ''انجام آتھم'' میں تحریر فرمائے تھے، ان میں حضرت قاضی عبداللہ بھٹی صاحب کا نام بھی ہے اور ان میں سے سب سے آخر پر وفات آپؓ کی ہی ہوئی تھی۔حضرت شیخ نظیم الرحمٰن صاحبؓ کپورتھلہ والے صدر انجمن کے کوارٹرز میں رہتے تھے۔ ان سے بہت دفعہ ملاقات کا موقع ملا تھا۔آپؓ حضرت شیخ محبّ الرحمٰن صاحبؓ کے بھائی تھے۔ شیخ محبّ الرحمٰن صاحب دارالعلوم میں اپنے مکان میں رہتے تھے۔ کئی دفعہ ان کے گھر جا کر ملاقات کی۔ ایک دفعہ جب ملنے گیا تو میرا کوئی امتحان تھا۔ میں نے دعا کے لئے ان سے درخواست کر دی۔ جب بہت عرصہ بعد ان کو ملنے گیا تو انہوں نے شکایت کی کہ تم نے امتحان میں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کی اور غائب ہو گئے! اتنی دیر بعد آئے ہو! امتحان میں پاس ہوئے کہ نہیں مجھے بتایا نہیں۔ میں تو دعائیں کرتا رہا۔تمہیں چاہیے تھا کہ امتحان کا نتیجہ نکلنے کے فوراً بعد مجھے آ کر بتاتے کہ تم پاس ہو گئے ہو۔ کوئی اگر ہمیں دعا کے لئے کہے تو ہم تو اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں۔ مجھے بہت شرمندگی ہوئی۔حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ سبز پگڑی والے بطور مربی سلسلہ بھی خدمت بجا لاتے رہے۔ ان سے بہت دفعہ ملنے کا موقع ملا۔میری بڑی لڑکی قرۃ العین سعدیہ نے جب پہلی دفعہ قرآنِ مجید کا دور مکمل کیا تو ہم نے اپنے گھر کوارٹر تحریک جدید میں 'آمین' کی تقریب کا انتظام کیا تو دعا کے لئے حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ کو دعوت دی۔مولوی صاحب نے میری بیٹی سے قرآنِ شریف سنا اور اس کے بعد دعا کروائی۔ اس موقع پر خاندان حضرت مسیح موعودؑ کی بعض خواتین مبارکہ بھی ہمارے گھر آئیں اور بچی کو دعائیں دیں۔ مجھے یاد ہے کہ حضرت چھوٹی آپا محترمہ سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ حرم حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ محترمہ آپا طاہرہ صدیقہ صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور محترمہ صاحبزادی امۃ الباسط صاحبہ بیگم حضرت سید میر داؤد احمد صاحب مرحوم تشریف لائی تھیں۔میری بیٹی کے ماموں جان محترم مولانا محمود احمد بنگالی صاحب مرحوم صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ (سابق امیر و مبلغ انچارج آسٹریلیا) بھی موجود تھے۔ جو مہمانان کرام تشریف لائے ان کی سادگی کے ساتھ مٹھائی، بسکٹ اور چائے سے تواضع کی گئی۔حضرت صوفی غلام محمد صاحبؓ ناظر بیت المال خرچ تھے، سے بہت دفعہ ملاقات ہوتی رہی۔ آپؓ محترم چوہدری مبارک مصلح الدین صاحب کے والد ماجد تھے۔ لمبا عرصہ مسجد مبارک میں نماز فجر پڑھاتے رہے اور لمبی لمبی سورتوں کی تلاوت فرمایا کرتے۔حضرت مولوی محمد دین صاحبؓ لمبا عرصہ صدر صدر انجمن احمدیہ رہے۔ قریباً سو سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔مولوی صاحب سے دفتر میں بھی ملاقات کرتا رہا۔حضرت شیخ محمد احمد مظہر

صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے بزرگ صحابی حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کپورتھلہ والے کے بیٹے تھے اور طویل عرصہ تک ضلع وشہر فیصل آباد کے امیر رہے۔ آپ سے بھی مجھے بہت دفعہ ملاقات کا موقع ملا۔حضرت حاجی عبدالکریم صاحبؓ ایک صحابی تھے۔ ماہ رمضان میں وہ ربوہ میں آتے۔ ہم روزانہ بعد نماز ظہر مسجد مبارک میں درس القرآن کے دوران ان کو دیکھتے تھے۔حضرت مولوی غلام احمد بدوملہی صاحبؓ صحابی معروف مبلغ سلسلہ تھے۔ آپؓ کچھ عرصہ گیمبیا(مغربی افریقہ) اور فجی میں بھی خدمات سرانجام دیتے رہے۔حضرت مولوی صاحب ماہ رمضان میں مسجد مبارک میں درس القرآن دیتے رہے جو بہت دلچسپ ہوتا تھا۔حضرت چوہدری علی محمد صاحبؓ بی اے بی ٹی سے دارالضیافت میں دو دفعہ ملاقات کا موقع ملا۔ ان سے بھی دعا کی درخواست کرتا رہا، اس وقت برطانیہ کے ہاؤس آف لارڈز کے واحد احمدی ممبر محترم طارق احمد صاحب آپ کے پوتے ہیں، الحمدللہ۔

صحابہ کرامؓ کے علاوہ بھی دیگر بزرگان سے بھی دعا کی غرض سے ملاقات کرتا رہا ہوں۔حضرت مولوی ظہور حسینؓ صاحب مبلغ بخارا و روس تھے، کے گھر جا کر ملاقات کی۔ آپؓ 'ظہور حسین بخارا' کے نام سے مشہور ہو گئے تھے۔ آپ جب روس یعنی بخارا بھجوائے گئے تو جاسوس سمجھ کر پولیس نے آپ کو گرفتار کرلیا اور مقدمہ بنا دیا۔مولوی صاحب دو سال تک جیل میں شدید ظلم برداشت کرتے رہے۔ انہوں نے مجھے اپنے بعض واقعات سنائے کہ کیسے کیسے ظلم کئے گئے۔جسم کے بعض حصوں پر نشانات بھی دکھائے۔ آپ ایک پاؤں سے معذور کر دیئے گئے تھے۔ ان سے مسجد مبارک میں درس القرآن سنتا رہا ہوں۔ بہت روتے تھے اور درثمین کے اشعار بہت پڑھتے تھے۔حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔ آپ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ 1947ء سے لے کر آخر تک بڑی بڑی قربانیاں دیتے رہے۔ آپ صحابی نہیں تھے لیکن باقی درویشان کو بہت اطمینان ہوتا تھا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بیٹے ان کے ساتھ ہیں اور قربانیاں کر رہے ہیں۔ درویشانِ قادیان نے 1947ء سے آخر تک اتنی بڑی بڑی قربانیاں دیں کہ رہتی دنیا تک سنہری حروف سے تاریخ میں لکھی جاتی رہیں گی، جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ ہمارے ایک بزرگ استاد مولانا عبداللطیف بہاولپوری صاحب تھے۔ آپ سے اپنے مقالہ کے سلسلہ میں خاکسار نے ملاقات کی تھی۔ آپ دارالرحمت ربوہ غلہ منڈی کے پاس رہتے تھے۔ مولانا صاحب نے مجھے بتایا کہ جب جماعت نے فیصلہ کیا کہ 1976ء کے انتخابات میں بھی پی پی پی کو ووٹ دینا ہے تو مجھے شدید تکلیف ہوئی اور میں نے خدا کے حضور بہت رو رو کر دعائیں کیں۔تب الہام ہوا ''بھٹو بھٹی میں'' تب مجھے اطمینان ہوا۔ احمدیوں کو بار بار تجربہ ہوا کہ حضرت خلیفۃ المسیحؒ جو فیصلہ فرماتے ہیں اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی اشارہ ہوتا ہے اور اس وقت کے لحاظ سے وہی فیصلہ درست فیصلہ ہوتا ہے۔

بطور مربی و مبلغ سلسلہ میدانِ عمل میں

ہماری کلاس یکم مئی 1977ء کو جامعہ احمدیہ سے کامیابی کی سند لے کر وکالت دیوان میں آئی۔ وہاں سے چند دنوں تک ہم سب نئے مربیان کی مختلف جماعتوں میں تقرری ہوگئی۔ بہت عجیب دلی کیفیت لے کر ہم اپنے اپنے مقررہ مقامات پر چلے گئے۔ بہت خوشی تھی کہ ہم نے مربی سلسلہ کے طور پر میدانِ عمل میں قدم رکھا۔ لیکن اکثر اداسی چھا جاتی تھی کہ یہاں تو اکیلے ہو گئے ہیں۔ کسی دوست سے بات نہیں کر سکتے تھے۔ اس زمانہ میں کسی کے پاس موبائل فون نہیں تھا، لینڈ لائن نمبر بھی نہیں تھا۔ خاکسار کی پہلی تقرری چک نمبر 46 شمالی سرگودھا میں ہوئی تھی۔ وہاں میں ایک سال رہا۔ یہ گاؤں اب سرگودھا شہر کا حصہ بن گیا ہے۔ اس زمانہ میں کوئی مربی ہاؤس نہیں تھا۔ ایک صاحب (بشیر احمد صاحب) کے گھر کے باہر کی طرف ایک کمرہ میں میری رہائش تھی۔ محترم مرزا عبدالحق صاحب مرحوم سرگودھا شہر و ضلع کے امیر تھے۔صوبائی امیر صوبہ پنجاب بھی رہے۔مرزا صاحب سے بہت دفعہ ملاقات ہوتی رہی۔ ان سے بہت کچھ سیکھا، جزاہم اللہ۔مرزا صاحب مرحوم بنگلہ دیش آتے رہے۔

سرگودھا میں اس زمانہ میں ایک بہت بڑے عالم، بزرگ اور درویش صفت آدمی مولوی عزیز الرحمٰن صاحب منگلا مربی ضلع تھے۔ ان کا طرزِ زندگی دیہاتی تھا۔مولوی عزیز الرحمٰن صاحب منگلا اپنے پیر کے خلیفہ بننے والے تھے لیکن ان کے احمدی ہونے سے ان کے پیر صاحب کو بہت مایوسی ہوئی۔مولوی عزیز الرحمٰن صاحب منگلا مجھ سے بہت محبت کرتے تھے۔ خاکسار صبح فجر کے بعد درسِ قرآن اور مغرب کے بعد حدیث یا ملفوظات کا درس دیتا اور رمضان المبارک میں عصر کے بعد قرآنِ شریف کا درس دیتا رہا۔ رمضان میں خاص طور پر صبح دس بجے مسجد میں عورتوں کے لئے درسِ قرآن دیتا رہا۔

خدا تعالیٰ کا خاص فضل یہ ہوا کہ حضورؒ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنی جماعت کو یہاں لے آؤ۔ میں نے احبابِ جماعت کو کہا اور احبابِ جماعت میں بہت جوش پیدا ہو گیا۔خوب تیار ہو کر ہم سب مقررہ تاریخ پر حضورؒ سے ملاقات کرنے گئے تھے۔ ملاقات بہت اچھی رہی۔سب احباب بہت خوش ہوئے۔حضورؒ کی صحبت میں بیٹھنے اور باتیں سننے سے جماعت پر بہت مفید اثر پیدا ہوا۔ اس جماعت میں خدمت کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی اجازت سے دسمبر 1977ء میں مجھے بنگلہ دیش آنے کا موقع ملا۔

17 دسمبر 1977ء بروز ہفتہ مولانا محمد محبّ اللہ صاحب مربی سلسلہ کی دختر نیک اختر مکرمہ امۃ القدوس شاہانہ صاحبہ سے میری شادی ہوئی۔

دسمبر 1977ء میں شادی کے دو ماہ بعد خاکسار واپس آ کر جماعت 46 شمالی میں مصروفِ عمل ہو گیا۔ ایک سال بعد خاکسار کو نظارت اصلاح وارشاد مقامی سے نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ میں بھجوایا گیا۔ جولائی 1978ء میں میرا تقرر بہاولپور شہر میں ہوا۔ بہاولپور صحرائی علاقہ ہے۔ دیہاتوں میں چھوٹی چھوٹی جماعتیں تھیں۔ ہم تین مربیان بہاولپور شہر میں جماعت کے سنٹر میں رہتے تھے۔ یہاں پہلے سے مکرم ملک منصور احمد صاحب عمر اور مکرم وسیم احمد چیمہ صاحب فیملی کے ساتھ رہتے تھے۔ اکثر تین مربیان یہاں ہوتے تھے۔ مکان بھی تین تھے۔ضلع کی تین تحصیلیں ہم تین مربیان کے ذمہ تھیں۔ ہم اپنی

اپنی تحصیل کی جماعتوں میں دورے پر جایا کرتے تھے۔ محترم چوہدری غلام احمد صاحب یہاں امیر ضلع تھے۔شہر کے حلقہ جات میں ہماری روز کی سرگرمیاں تھیں۔مغرب کی نماز پر ہم اپنے اپنے حلقہ میں جاتے تھے۔نماز مغرب کے بعد درس اور دینی باتیں ہوتی تھیں۔ یہاں پر میڈیکل کالج کے حلقہ میں دو ڈاکٹر صاحبان رہتے تھے اور میڈیکل کالج میں 10-8 احمدی طلباء تھے وہ نماز مغرب پر ڈاکٹر چوہدری مبارک احمد صاحب کے مکان پر آتے تھے۔ خاکسار نے طلباء کو تیار کیا کہ صبح فجر کی نماز پر بھی یہاں آئیں۔ اس زمانہ میں ڈاکٹر عبدالخالق صاحب خالد میڈیکل سٹوڈنٹ قائد مجلس خدام الاحمدیہ تھے۔موصوف آج کل صدر مجلس انصار اللہ پاکستان ہیں۔ چنانچہ روزانہ فجر کی نماز پر خاکسار میڈیکل حلقہ میں جاتا رہا۔ فجر کے بعد درس القرآن دیتا تھا۔ درس کے بعد کئی دفعہ سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوجاتا تھا۔سب ڈاکٹر بننے والے تھے۔ درس دینے میں بڑا لطف آتا تھا۔

خاکسار ان دنوں بہاولپور میں ہی مقیم تھا جب حضورؒ کی ہدایت پر میری بیوی فروری 1979ء میں پاکستان پہنچیں۔ میں کراچی ائیر پورٹ بیوی کو لینے کے لئے گیا۔محترم مولانا محمد عثمان چینی صاحب مرحوم ان دنوں ڈرگ روڈ کراچی میں مربی سلسلہ کے طور پر متعین تھے، ان سے پرانی دوستی تھی۔ چینی صاحب کی بیوی بھی چین سے آئی تھیں۔ انہوں نے ہماری بہت خاطر تواضع کی۔ بعد میں ربوہ میں ہم تحریکِ جدید کے کوارٹرز میں بھی قریب قریب رہے۔ پھر چینی صاحب کو لندن میں چینی ڈیسک شروع کرنے کی توفیق ملی۔ میں جب بھی لندن جاتا تھا چینی صاحب سے ضرور ملتا اور ان کے گھر ایک وقت کا کھانا ہوتا تھا۔ چینی صاحب اور ان کی بیگم ایسے نیک لوگ ہیں کہ الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔

بہاولپور سے گلگشت کالونی ملتان میں

1980ء کے آخر یا 1981ء کے شروع میں بہاولپور سے میرا تبادلہ گلگشت کالونی ملتان میں ہوگیا تھا۔ یہاں سب پڑھے لکھے لوگ تھے۔ سبھی ہر طرح ہمارا بہت خیال رکھتے تھے۔ ملتان صدر کا حلقہ الگ حلقہ تھا۔ یہاں ملک فاروق کھوکھر صاحب کا مکان اور اس کا احاطہ بڑا وسیع پلاٹ تھا۔ اس میں مسجد تھی، کھیلنے کا میدان تھا۔ ملک فاروق صاحب کے والد ملک عمر علی کھوکھر صاحب ملتان کے بڑے زمینداروں میں سے ایک تھے۔ اس حلقہ میں بھی خاکسار جایا کرتا تھا۔ یہاں چوہدری عبدالشکور صاحب صدر حلقہ تھے۔

پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب سے ملاقات

چوہدری عبدالشکور صاحب محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے چچا زاد بھائی تھے اور بہنوئی بھی۔ چوہدری عبدالشکور صاحب خوش مزاج، ہنس مکھ اور ملنسار تھے۔ اسی زمانہ میں ڈاکٹر عبدالسلام صاحب ایک دفعہ ایک کانفرنس میں شرکت کے لئے کراچی گئے ہوئے تھے۔ ڈاکٹر سلام صاحب کے والد صاحب چوہدری محمد حسین کا حکم تھا کہ جب بھی پاکستان جاؤ اپنی بہن کو ضرور مل کر آنا۔ ایک روز ڈاکٹر سلام صاحب اپنی ہمشیرہ کو ملنے ملتان آئے۔ کراچی سے ہوائی جہاز پر آئے، دو گھنٹے بعد واپس جانا تھا۔ ڈاکٹر سلام صاحب کے پرائمری کے ایک استاد صاحب ہمارے حلقہ گلگشت کالونی میں رہتے تھے۔ کچھ عرصہ پہلے وہ وفات پا گئے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے ان استاد صاحب کے گھر تعزیت کے لئے جانا تھا۔ چوہدری شکور صاحب نے مجھے پیغام بھجوایا کہ آپ اس گھر پہنچ جائیں۔ خاکسار نے بھی اس گھر میں جاکر ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کی۔اس کے علاوہ بھی ڈاکٹر صاحب سے دو تین دفعہ ملنے کا موقع ملا، الحمدللہ۔

گلگشت کالونی ملتان سے ربوہ واپسی

گلگشت کالونی میں زیادہ عرصہ رہنے کا موقع نہیں ملا، یہاں سے مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی ہدایت پر جلد ربوہ بُلا لیا گیا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خاص شفقت اور مہربانی مجھ پر ہمیشہ رہی۔ ناظر صاحب اصلاح وارشاد سوچ رہے تھے کہ میری تقرری کے بارہ میں حضورؒ کی خدمت میں لکھیں گے۔ کچھ دنوں کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اسلام آباد تشریف لے گئے۔حضورؒ اچانک بیمار ہوگئے،چند دن حضورؒ بیمار رہے اور چند دنوں میں حضورؒ انتقال فرما گئے،انا للہ و انا الیہ راجعون۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے انتقال کی دلخراش اطلاع ہمیں فجر سے کچھ وقت پہلے ملی تھی۔ یہ بھی ایک عجیب منظر تھا۔ سارا ماحول اُداس ہوگیا۔ ہر طرف خاموشی، ہر شخص سر جھکائے چل رہا تھا۔ ہر ایک چشم اشکبار تھی۔ 9-8 جون 1982ء کی رات 12 بجے کے بعد حضورؒ کا انتقال ہوا تھا۔ اہلِ ربوہ کے لئے خبر عام ہونے تک رات کے تین بج گئے تھے۔ یہ نہایت عمدہ نظام اور انتظام جماعت کا ہے جو اس روز مَیں نے دیکھا کہ حضورؒ کے بعد ناظر صاحب اعلیٰ مرکز کے نگران ہوتے ہیں۔مرکز کی طرف سے ممالک کے ہیڈ کوارٹرز کو اطلاع دی جاتی ہے۔ وہاں سے آگے اضلاع اور شہر یا گاؤں کے انتظام کو خبر دی جاتی ہے۔ ہمارے صدر صاحب عمومی ربوہ شہر کے منتظم اعلیٰ ہوتے ہیں۔ وہ حلقہ جات کو خبر دیتے ہیں۔ حلقہ کے صدر صاحب آگے ہر گھر میں خبر بھیجتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے لکھا ہے کہ ہر طرف خاموشی تھی، اُداسی تھی۔سب لوگ اپنی اپنی راہ پر چل رہے تھے۔ کوئی بلا ضرورت بات نہیں کرتا تھا۔ نمازوں پر مساجد میں جا رہے تھے۔ نمازیں ہو رہی تھیں۔ لوگ مسجد سے واپس گھروں کو آ رہے تھے یا اپنے اپنے کام پر چلے جاتے تھے۔حضورؒ کا انتقال منگل کے دن رات گئے ہوا تھا۔ بدھ کی دوپہر قریباً دو بجے حضورؒ کا جسدِ خاکی اسلام آباد سے قصرِ خلافت ربوہ پہنچ گیا۔ جسدِ خاکی ایسی عمارت میں رکھا گیا کہ لوگ ایک طرف سے اندر جائیں اور حضورؒ کے چہرۂ مبارک کی زیارت کریں اور آگے دوسری طرف سے نکل جائیں۔

محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب مرحوم ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ نے مربیان کی ڈیوٹیاں لگا دیں۔ اُس زمانہ میں سارے ربوہ میں 29 مساجد تھیں۔ میری ڈیوٹی مسجد مبارک میں تھی۔ ہدایت تھی کہ خاص ضرورت کے بغیر مسجد سے باہر نہیں جانا۔ اعلان ہوگیا کہ جمعرات 10 جون بعد نماز ظہر مجلس انتخابِ خلافت کا اجلاس مسجد مبارک میں ہوگا جس میں نئے خلیفہ یعنی خلیفۃ المسیح الرابع کا انتخاب ہوگا۔ چنانچہ حسب پروگرام خلافتِ رابعہ کا انتخاب ہوا۔ صاحبزادہ حضرت

مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع منتخب ہوئے۔ انتخاب کے بعد لاؤڈ اسپیکر پر اعلان ہوا اور مسجد میں داخل ہو کر بیعت میں شامل ہونے کے لئے کہا گیا۔ انتخاب کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے مبارک جسدِ خاکی کو بہشتی مقبرہ لے جایا گیا۔ بہشتی مقبرہ میں سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے نماز جنازہ پڑھایا۔ اس کے بعد تدفین عمل میں آئی۔ قریباً ایک لاکھ احبابِ کرام جنازہ میں شامل ہوئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی چند یادیں

10 مارچ 1972ء کو حضورؒ نے ایک پُر جلال خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا تھا۔ مجھے خوب یاد ہے۔ مسجد مبارک میں یہ خطبہ ہوا تھا۔ حضورؒ نے اپنے خلاف اعتراضات کے جوابات ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا ”اور جہاں تک میرا تعلق ہے، ایک اور تکلیف کے وقت میں نے خدا تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی اور میں اس خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اس مسجد میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ اس نے مجھے بڑے پیار سے فرمایا یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنَاکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ۔ پس میں خلیفہ اس لئے نہیں ہوں کہ تم میں سے کسی گروہ نے مجھے منتخب کیا ہے۔ میں خلیفہ اس لئے ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے منتخب کیا اور خلیفہ بنایا اور پیار کے الفاظ سے یاد فرمایا۔ غرض خلیفہ خدا ہی بنایا کرتا ہے۔ انسانوں کا یہ کام ہی نہیں اور جن کو خدا خلیفہ بناتا ہے وہ انسانوں کے کام پر تھوکتے بھی نہیں اور نہ ان کی پرواکرتے ہیں“۔

(خطبات ناصر جلد چہارم صفحہ 96)

میری خوش قسمتی یہ ہے کہ مَیں خود اس وقت بنفس نفیس حاضر تھا اور مشاہدہ کر رہا تھا کہ حضورؒ خدا کی قسم کھا کر اپنے پر نازل شدہ الہام کا اعلان فرما رہے ہیں۔ میں نے حضرت مسیح موعودؑ یا اور کسی خلیفۂ وقت کو نہیں دیکھا۔ پڑھا تو تھا دیکھا نہیں تھا کہ میرا پیارا امام جس کے ہاتھ پر میری بیعت ہے وہ اپنے اوپر نازل شدہ الہام کا اعلان فرما رہا ہے۔ میں اپنی آنکھوں سے حضور انورؒ کو دیکھ رہا تھا اور اپنے کانوں سے سن رہا تھا.....

غالباً 1976ء کی بات ہوگی۔ گرمیوں کی چھٹیاں تھیں۔ کسی کام سے اسلام آباد گیا ہوا تھا۔ جماعت احمدیہ اسلام آباد کی بڑی مسجد میں خطبہ جمعہ تھا۔ اگرچہ مسجد کی تعمیر مکمل نہیں ہوئی تھی۔ خطبہ جمعہ کا مضمون کیا تھا کیسا تھا وہ مجھے یاد ہے جو بیان کرنا چاہتا ہوں۔

میرے الفاظ میں خطبہ کا خلاصہ یہ تھا کہ تم ہمیں کافر کہتے ہو! اللہ تعالیٰ کافروں سے ایسا سلوک فرماتا ہے۔ جیسے ہمارے ساتھ ہمارے خدا کا سلوک ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (اس میں سے بعض آیتیں تو ضرور یاد ہیں)۔ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَہٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ(الواقعہ:60) کیا تم ہو جو اسے پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرنے والے ہیں؟ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَہٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ(الواقعہ:65) کیا تم ہی ہو جو اسے اگاتے یا ہم اگانے والے ہیں؟ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِیْنَ کَالْمُجْرِمِیْنَ۝ مَا لَکُمْ کَیْفَ تَحْکُمُوْنَ(القلم:37-36) پس کیا ہم فرمانبرداروں کو مجرموں کی طرح بنا لیں؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے کیسے فیصلے کرتے ہو؟ اس طرح اور آیات تھیں۔ یعنی مسلمانوں سے اللہ تعالیٰ کا سلوک اور ہے اور کفار کے ساتھ سلوک اور۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے اور ہمارے ساتھ کیا سلوک فرماتا ہے۔ جس وجہ سے میں اس خطبہ کا ذکر کر رہا ہوں وہ یہ ہے کہ خطبہ جمعہ کی کیفیت کیا تھی۔ مَیں نے قریب سے دیکھا کہ حضور انورؒ کا چہرہ غیر معمولی طور پر نورانی تھا۔ حضورؒ کی آواز پُر شوکت اور پُر جلال تھی۔ اب تک میری یادداشت میں وہ نورانی چہرہ اور پُر شوکت آواز محفوظ ہے۔ خطبہ کے دوران مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ آج کوئی غیر معمولی بات ہے۔

خطبہ جمعہ کے بعد برادرم محترم محمود احمد بنگالی صاحب صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور محترم حافظ مظفر احمد صاحب کی حضور سے ملاقات ہوئی۔ حضورؒ نے ان کے سامنے بیان فرمایا کہ کیا ہوا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ خطبہ کے نوٹس حضور کے ہاتھ میں تھے۔ لیکن حضور جب خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے تو اچانک حضور کے دل میں وہ خطبہ وَارد ہوا جو حضور نے بیان فرمایا۔ فی البدیہ خطبہ تھا۔ نوٹس سامنے رہے لیکن حضور نے نوٹس نہیں دیکھے جن کا مضمون ہی اَور تھا۔ یہ میری بڑی خوش قسمتی ہے کہ کسی طرح مَیں اس موقع پر پہنچ گیا اور یہ سب کچھ ذاتی طور مشاہدہ کیا، الحمدللہ۔

یہاں اس بات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جلسہ سالانہ کے بعد تمام مربیان حضورؒ کے ساتھ اجتماعی ملاقات کرتے تھے۔ 1981ء کے جلسہ سالانہ کے بعد مربیان کی ملاقات میں حضورؒ نے بہت سی باتیں مربیان کے سامنے بیان فرمائیں۔ ان میں ایک یہ تھی کہ میں آپ کو خدا کے حوالہ کرتا ہوں۔ آپ خدا کے سامنے جوابدہ ہوں گے۔

بقیہ: مکرم عبدالوحید وڑائچ صاحب کی وفات از صفحہ 41

Badische Zeitung نے آپ کی وفات اور مشن کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ ”عبدالوحید وڑائچ نے اپنی مسلم جماعت، جماعتِ احمدیہ کا جھنڈا Mount Everest کی چوٹی پر پہنچا دیا“۔ اس کے علاوہ بھی دنیا بھر کی جرمن، انگریزی اور اردو اخباروں نے آپ کی وفات اور مشن کی خبریں شائع کی ہیں۔

آپ کی عمر 41 سال تھی اور اس وقت جرمنی کے شہر Waldshut میں اپنی اہلیہ اور پانچ بچوں کے ساتھ مقیم تھے اور صدر جماعت Waldshut کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ آپ نے اپنی دینی و دنیوی مصروفیات کے باوجود اپنے اہل و عیال کا پوری طرح خیال رکھا اور بچوں کی بہترین تربیت کی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا ایک بیٹا عزیزم طلحٰہ وڑائچ اپنی زندگی وقف کر کے جامعہ احمدیہ جرمنی میں زیر تعلیم و تربیت ہے۔ آپ کے والدین اور دو بہنیں سوئٹزرلینڈ میں رہتی ہیں جبکہ آپ کے چھوٹے بھائی مکرم راشد وڑائچ صاحب امریکا میں مقیم ہیں۔

مؤرخہ 2/ جون 2021ء کو ٹیم کی کوششوں سے مرحوم کی میّت تلاش کر کے کھٹمنڈو (نیپال) لائی جا چکی ہے اور اُمید ہے کہ آئندہ چند روز میں وطن واپس لائی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے، آمین۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات ودعائے مغفرت

محترم خالد جاوید چیمہ صاحب

خاکسار کے والد محترم چودھری مقبول احمد چیمہ صاحب مؤرخہ 21 اپریل 2021ء کو بعمر 93 سال طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ربوہ میں وفات پاگئے،اناللہ وانا الیہ راجعون۔ والد محترم کو 1964ء میں ایک خواب دیکھنے کے بعد احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ جب احمدی ہوئے اس وقت اپنے گاؤں کے کونسلر تھے اور علاقہ میں معروف شخصیت تھے۔ خاکسار کے دادا جان کو جب اپنے بیٹے کے احمدی ہونے کا پتہ چلا تو شدید مخالفت کی اور گھر نہ آنے دیا۔ اس مشکل وقت میں زرعی زمین کے ڈیرہ پر رہے۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد والد صاحب تہجد و نماز میں باقاعدہ ہوگئے۔ آپ سیاست و دیگر دنیوی لغویات سے کنارہ کشی اختیار کرکے احمدیت کی تبلیغ میں سرگرم ہوگئے اور بہت سے لوگوں کو آپ کی تبلیغ سے احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ آپ نے اپنے تمام عزیز رشتہ داروں کو احمدیت کا پیغام پہنچایا۔

مرحوم کی تدفین حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے بہشتی مقبرہ دارالفضل ربوہ میں ہوئی۔ آپ نے پسماندگان میں پانچ بیٹے اور چار بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ خاکسار کے بھائی مکرم خالد جاوید چیمہ صاحب زعیم انصاراللہ گولڈشٹائن، مکرم اسجد جاوید چیمہ ربوہ، مکرم احسان اللہ چیمہ صاحب مربی سلسلہ و نائب صدر عمومی ربوہ اور مکرم طاہر احمد چیمہ صاحب نیشنل سیکرٹری ضیافت بیلجیم ہیں۔

(رئیس احمد چیمہ۔صدر جماعت MAINTAL)

مکرم حافظ محمد اکرم صاحب

خاکسار کے سسر اور پھوپھا جان مکرم حافظ محمد اکرم صاحب حفیظ آف فیصل آباد مؤرخہ 11 مئی 2021ء کو چند دن کی علالت کے بعد طاہر ہارٹ ربوہ میں 80 سال کی عمر میں وفات پاگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون

آپ نے آغاز جوانی میں اپنے آپ کو خدمتِ دین کے لئے پیش کیا تو ضلع فیصل آباد کے امیر جماعت حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کے مشورے پر بحیثیت کارکن جماعت فیصل آباد خدمت شروع کر دی اور اسی حیثیت سے ساری عمر گذار دی۔ آپ نے اپنے آپ کو وَقف سمجھا، ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے اپنے فرائض نہایت محنت، احساس ذمہ داری اور وفا شعاری سے سرانجام دیئے۔مرحوم کے خاندان میں احمدیت آپ کے دادا کے ذریعہ آئی جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریری بیعت کی تھی۔ مرحوم موصی تھے۔ اپنا حصہ جائیداد زندگی میں ادا کر دیا۔ بڑے عبادت گزار اور بلاناغہ تہجد ادا کرنے والے۔ اور فیصل آباد میں بہت سے بچوں کو انہوں نے قرآن پاک پڑھانے اور حفظ کرانے کی توفیق پائی۔ اپنے چھوٹے بیٹے کو بھی قرآن شریف حفظ کروایا۔مرحوم کی تدفین اسی روز بہشتی مقبرہ دارالفضل ربوہ میں ہوئی۔

(عبدالکبیر جماعت باڈ ہمبرگ)

مکرم محمد ہادی چوہدری صاحب

ہمارے بڑے بھائی مکرم محمد ہادی چوہدری صاحب ابن مکرم محمد شفیع خادم صاحب حلقہ بورن ہائم فرانکفرٹ مورخہ 3 مئی 2021ء کو وفات پاگئے،اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کے والد صاحب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر فرقان فورس میں شامل ہوئے۔ آپ کے دادا مکرم چوہدری بوٹے خان صاحب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے پرانے خادموں میں سے تھے۔ مکرم محمد ہادی صاحب 1971ء میں پاکستان سے جرمنی آئے تھے اس کے بعد بیشتر فیملی کو جرمنی لانے میں مدد کی۔مرحوم نہایت حلیم، ملنسار طبیعت کے مالک تھے۔ ہر ایک سے خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آتے تھے۔ ابتدا میں جرمنی آنے والے احباب کی بطور ترجمان خدمات بجالاتے رہے۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ اور ایک بیٹی یادگار چھوڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین۔ (محمد مسعود چوہدری۔محمد طارق چوہدری)

مکرم داؤد بھٹی صاحب شعبہ ضیافت

میرے شوہر مکرم داؤد احمد بھٹی صاحب کارکن شعبہ ضیافت بیت السبوح جرمنی مؤرخہ 13 مئی 2021ء کو بعمر 54 سال بوجہ کورونا مختصر علالت کے بعد وفات پاگئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے دادا جان کے چھوٹے بھائی مکرم حکیم الٰہی بخش صاحب کے ذریعہ آئی۔ مکرم داؤد بھٹی صاحب کا تعلق ٹاؤن شپ لاہور پاکستان سے تھا جہاں مختلف جماعتی خدمات کی توفیق پاتے رہے۔مجلس خدام الاحمدیہ ڈرگ روڈ کراچی میں بطور ناظم صنعت وتجارت، زعیم حلقہ دارالنصر، قائد مجلس، ناظم مال خدمت کی توفیق پائی۔ لاہور منتقل ہونے کے بعد سیکرٹری وقفِ جدید ٹاؤن شپ اور اگست 2016ء میں جرمنی آنے کے بعد سیکرٹری اشاعت Schlüchtern اور پانچ سال تک مرکزی شعبہ ضیافت میں طوعی خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ آپ بیت السبوح میں آنے والے مہمانوں کی خدمت بڑی خوش اخلاقی سے کرتے رہے۔

مکرم ملک ابرار احمد صاحب سیکرٹری ضیافت جرمنی کہتے ہیں: ”مرحوم بڑی لگن و محبت کے ساتھ شعبہ ضیافت میں خدمت کرتے تھے۔ اطاعت کے اعلیٰ نمونے پیش کئے۔حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ جات میں بے لوث خدمت کرتے اور اپنی رہائش مرکز میں ہی رکھتے تا کہ کسی بھی وقت مہمانوں کی خدمت کرسکیں۔ بلکہ بعض دفعہ اپنے انچارج سے اکثر کہتے کہ آپ آرام کرلیں میں ڈیوٹی دیتا ہوں۔ کبھی شکوہ زبان پر نہ لاتے بلکہ بشاشت کے ساتھ ہر کام کو بجالاتے“۔آپ نے میٹرک تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد ملازمت اختیار کرلی۔مرحوم کے پسماندگان میں خاکسار، دو بیٹیاں (شادی شدہ) اور ایک بیٹا شامل ہے۔آپ کی نماز جنازہ اور تدفین مؤرخہ 19 مئی 2021ء کو Friedhof Heiligenstock فرانکفرٹ میں ہوئی۔ (عامرہ داؤد احمد اہلیہ مکرم داؤد احمد صاحب مرحوم)

محترمہ ثریا بیگم صاحبہ

خاکسار کی اہلیہ محترمہ ثریا بیگم صاحبہ مؤرخہ 13 مئی 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔

اناللہ وانا الیہ راجعون

آپ چودھری قاسم علی صاحب آف چک 3/53 ضلع شیخوپورہ کی بیٹی جبکہ مکرم بشارت اللہ صاحب مؤذن مسجد مبارک ربوہ کی بہو تھیں۔ نومبر 1990ء میں جرمنی آئیں۔ پندرہ سال Bad Breisig جماعت میں رہیں۔ مالی قربانی میں پیش پیش تھیں۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے سومساجد سکیم کا اعلان فرمایا تو فوراً اپنا سارا زیور پیش کر دیا اور اپنی بہو اور بیٹی کو بھی تلقین کی۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مریم شادی فنڈ کی تحریک کا اجرا فرمایا تو اس وقت بھی موجود سارا زیور اس تحریک میں پیش کر دیا۔ پاکستان میں کچھ بیوہ خواتین کو ماہوار خرچ بھجواتی تھیں۔ یتیم بچیوں کی شادی کروانے کی توفیق پاتی رہیں۔ نماز وتہجد میں باقاعدہ اور موصیہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو 6 بیٹوں، 3 بیٹیوں، متعدد پوتے پوتیوں، نواسے نواسیوں اور پڑپوتے پڑپوتیوں سے نوازا۔

کورونا کی وبائی صورتِ حال کے پیشِ نظر نماز جنازہ 17 مئی کو مکرم نیشنل امیر صاحب اور مکرم عبدالباسط طارق صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی جبکہ تدفین اگلے دن 18 مئی 2021ء کو گروس گیراؤ کے شمالی قبرستان میں امانتاً ہوئی۔ (چودھری حمید اللہ۔ حلقہ Auf-Esch۔ گروس گیراؤ)

محترمہ ارشاد بیگم صاحبہ

ہماری والدہ محترمہ ارشاد بیگم صاحبہ اہلیہ محترم عبدالخالق شاد صاحب مرحوم مؤرخہ 24 مئی کو مختصر علالت کے بعد طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں بعمر 69 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ پیدائشی احمدی اور موصیہ تھیں۔ مرحومہ کو بطور صدر، نائب صدر، سیکرٹری مال لجنہ اماء اللہ کے علاوہ سیکرٹری تحریکات، سیکرٹری ضیافت، سیکرٹری صنعت وتجارت گلشن پارک لاہور جماعتی خدمت کی توفیق ملی۔

مؤرخہ 25 مئی 2021ء کو بعد نماز ظہر ربوہ میں مکرم راجہ منیر احمد خان صاحب (نائب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ) نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ نصیر آباد میں تدفین ہوئی ہے۔ آپ نے پسماندگان میں چھ بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑی ہے۔

(عبدالسمیع شاد، عبدالرشید شاد۔ جماعت Niedernhausen)

دارالقضاء بورڈ جرمنی کی قرار داد تعزیت بر وفات

محترم ڈاکٹر سلیم احمد خلیل صاحب مرحوم

دارالقضاء جرمنی کے ممبران کا یہ ہنگامی اجلاس اپنے محترم ومعظم سابق ناظم صاحب دارالقضاء جرمنی کی وفات حسرت آیات پر گہرے دکھ، رنج وغم اور دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ آپ ایک طویل صبر آزما علالت کے بعد مؤرخہ 4 مارچ 2021ء کو جرمنی میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ صوبہ سندھ پاکستان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد کچھ عرصہ مرحوم اپنے والد صاحب کا مطب چلاتے رہے۔ بعد میں آپ کو طبیہ کالج ربوہ میں پڑھانے کی توفیق ملی، تب آپ اپنی فیملی کے ساتھ ربوہ منتقل ہو گئے اور طبیہ کالج بند ہونے تک بطور مدرس خدمت کی توفیق پائی۔

ربوہ قیام کے دوران مرحوم کو مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں شعبہ اعتماد میں بھی خدمت کی توفیق ملی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے جب تزئین کمیٹی ربوہ کی بنیاد رکھی تو مرحوم کو اس کی پہلی میٹنگ میں مجلس خدام الاحمدیہ کے نمائندے کے طور پر شرکت کی توفیق ملی۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے خطبات کا سندھی زبان میں ترجمہ کرنے کی توفیق بھی پائی۔ پاکستان میں ایک لمبے عرصہ تک بطور صدر جماعت خدمت کی توفیق پائی۔ متعدد بار مجلس شوریٰ پاکستان میں ضلع تھرپارکر اور ضلع میرپور خاص کے نمائندہ کی حیثیت سے شمولیت کرنے کی سعادت ملی۔ 1998ء میں جرمنی ہجرت کے بعد نیشنل مجلس انصار اللہ جرمنی میں مختلف شعبوں میں خدمت کی توفیق پائی، خاص طور پر نیشنل قائد عمومی بھی رہے۔

مرحوم کی دارالقضاء جرمنی میں خدمت کا آغاز مؤرخہ 25-09-2001 کو بطور قاضی سلسلہ ہوا۔ آپ کے بعض فیصلوں کا تذکرہ ''قضائی فیصلہ جات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز میں بھی موجود ہے''۔

(مثلاً کیس نمبر 5۔ از حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قضائی فیصلے وارشادات۔ جلد اوّل صفحہ نمبر 15 تا 18)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپ کو مؤرخہ 03-06-2007 کو ممبر قضاء بورڈ مقرر فرمایا۔ بعد ازاں پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپ کو ناظم دارالقضاء جرمنی مقرر فرمایا۔ آپ مؤرخہ 12-02-2008 تا 5-06-2009 یہ خدمت بجالاتے رہے۔

2008ء میں جب آپ کی اوپن ہارٹ سرجری ہوئی تو اس کے بعد آپ کو شدید کمزوری اور صحت کی خرابی کے طویل مسائل کا سامنا رہا۔ صحت یابی کے بعد آپ کو بطور ممبر قضاء بورڈ خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ مرحوم خلافتِ احمدیہ کے لیے بہت غیرت رکھنے والے مخلص اور نڈر احمدی تھے۔ ساری زندگی خلافت احمدیہ کے سلطانِ نصیر اور باوفا خادم سلسلہ کے طور پر گزاری۔

ممبران دارالقضاء جرمنی اپنے محترم سابق ناظم صاحب کی رحلت پر سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، آپ موصوف کے بچگان اور دیگر جملہ عزیزان سے دِلی تعزیت اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے تہِ دل سے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بہت بلند فرمائے، کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور اپنے پیاروں کے قدموں میں اعلیٰ علیّین میں جگہ دے نیز آپ کے لواحقین کا خود حافظ وناصر ہو، ان کو صبر جمیل سے نوازے اور آپ کی خوبیوں اور نیکیوں کا وارث بنائے۔ آمین

(صدر دارالقضاء جرمنی وممبران دارالقضاء جرمنی)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے، آمین

ذرائع و وسائل انفرادی تبلیغ

اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کی روشنی میں شعبہ تبلیغ جرمنی احباب جماعت کی دعوت الی اللہ کے میدان میں ہر پہلو سے مدد کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ بہتر رنگ میں انفرادی تبلیغ کے لئے درج ذیل ذرائع پیش ہیں۔ ان سے استفادہ کرتے ہوئے آپ مؤثر انداز میں انفرادی تبلیغ کر سکتے ہیں۔

آن لائن تبلیغ پلیٹ فارم برائے تبلیغی مواد

ہمارے اس آن لائن پورٹال سے آپ اہم چیزیں طلب کر سکتے ہیں۔ مثلاً تبلیغی لٹریچر۔ تبلیغی سوالات۔ انفرادی تبلیغی نشست کی بکنگ۔ آن لائن پروگراموں اور سیمینارز میں شرکت وغیرہ

ہر وقت تبلیغی ہاٹ لائن پر رابطہ کیا جا سکتا ہے

اس امر کو یقینی بنایا گیا ہے کہ ہر فرد جماعت کو جس وقت بھی دعوت الی اللہ کرتے ہوئے کوئی بھی مدد درکار ہو تو وہ شعبہ تبلیغ جرمنی کی 24 گھنٹے مہیا کردہ واٹس ایپ سروس سے رابطہ کر سکے۔

زیرِ تبلیغ افراد کے ساتھ انفرادی تبلیغی نشست کی سہولت

آپ اپنے وقت اور سہولت کے مطابق اپنے زیرِ تبلیغ دوست کی زبان میں محترم مربی سلسلہ صاحب کے ساتھ تبلیغی گفتگو کے لئے خود وقت طے کر سکتے ہیں۔

احباب جماعت کے لئے ہفتہ وار آن لائن تبلیغی مجلس سوال و جواب

احباب جماعت کی سہولت کے لئے شعبہ تبلیغ جرمنی کی طرف سے ہفتہ وار آن لائن تبلیغی مجلس سوال و جواب ہر بدھ کو شام 19:30 بجے جاری ہے۔

آپ ہماری تمام سروسز سے آن لائن اور بذریعہ واٹس ایپ مذکورہ خدمات حاصل کر سکتے ہیں

0159 / 01837874

tabligh.de

Monthly

Germany

AKHBAR-E-AHMADIYYA

VOL 22 | ISSUE 06 | June 2021

ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir